



دوسرا مجموعہ

حمد و نعت و منقبت

خواجہ شوق

کتاب کا نام	:	سَلِّمُوْا تَسْلِیْمَا (مجموعۂ حمد و نعت و منقبت)
سال اشاعت	:	جنوری ۲۰۰۸ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
کمپیوٹر کتابت و سرورق	:	حافظ محمد وجیہ اللہ سبحانی Cell: 9849068856
طباعت	:	سائی کرشنا گرافکس Cell : 94411 84732
قیمت	:	۱۰۰ روپے (Rs. 100/-)
ناشر	:	ادبستان صفی

ملنے کا پتہ

حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان حیدرآباد۔

انتساب

اُسی ذات ستودہ صفات کے نام جسکی نسبت
سرمایۂ حیات و وسیلۂ نجات ہے۔

زندگی کا حق نہیں، پھر بھی جیئے جاتے ہیں ہم
فضل ہے اللہ کا ۔ صدقہ رسولؐ اللہ کا

(خواجہ شوقؔ)

ترتیب

مناقب

❀ ❀ ❀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا میری نظر میں

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرّم پر اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو''۔۵٦/۳۳

ع: ''بیانِ وصفِ محمدؐ کو نعت کہتے ہیں''

لفظ ''نعت'' اوصاف کے انتہائی درجے کے مفہوم میں آتا ہے اکثر اہلِ علم نے اس لفظ کو مطلق وصف کی عمومیت سے نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف و مدحت کے لئے مختص کر دیا اور یہ اصطلاحی مفہوم بے حد مقبول او رمروّج ہو گیا کہ

''نعت، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کو کہتے ہیں'' (ابن اثیر)

اردو میں نعت کا مطلب اصطلاحی حوالے سے ہی لیا جاتا ہے یعنی

''وہ نظم جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہی جائے'' (اردو نعت۔ بدخشانی)

مدحِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثناء، عظمت و رفعت، تعظیم و توقیر نعت کے مرکزی عناصر ہیں بہ لحاظ موضوع نعت کی تقدیس اور وسعت منفرد شان کی حامل ہے۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی حقیقت، شانِ اولیت، حُسنِ خلقت مرتبۂ نبوّت و خاتمیّت، ظہورِ قدسی، میلادِ پاک، بعثت شریف کے بشمولِ جملہ حقائق اور تابناک واقعاتی تسلسل، نسبِ عالیہ اجدادِ مکرّم، قوم و خاندانِ اقدس، عہدِ طفلی و شباب، بلندیٔ کردار، صدق و امانت، اکرام و عزت، تحنثِ حرا، نزولِ قرآنِ مجید دعوتِ توحید و رسالت، مراحلِ تبلیغ و اشاعت، عزم و استقامت، ہجرت، مواخاۃ، غزوات، فتوحات، نفاذِ احکامِ حق، آل و اصحاب اور خیرُ الامم پر عنایت و شفقت و نیز ذاتِ اقدس و اعلیٰ کی بارگاہِ ربُ العزت میں محبوبیت، معجزات، خصائصِ پاک، عبودیتِ کبریٰ، رعب، جوامعُ الکلم ہونا، حلّتِ غنائم، کثرتِ تبیعین، رسالتِ عامّہ، شفاعتِ عظمٰی، علم و حکمت، حسن و جمالِ اقدس، سراپا مبارک، خُلقِ عظیم، اوصافِ حمیدہ، خصائلِ جمیلہ، خیرُ البشر، انسانِ کامل، معمولاتِ مقدس، خوف و خشیتِ الٰہی عبادت و ریاضت، عدالت، فیاضی و سخاوت، جود و کرم، لطف و عطا، رحمت و رافت، عفو و درگزر، شجاعت و مروت، فضیلتِ شان، حیاتِ انور، سیرتِ طیبہ، تعلیماتِ اقدس، فرمودات، آپ کا سید الانبیاء و مرسلین ہونا، خاتم النبیین رحمۃ للعٰلمین ہونا، محبوب

کردگار ہونا، موجودات پر اختیار، شافعِ محشر ہونا، حیاتُ النبیؐ، قبروں میں جلوہ گری، آپ کے منسوبات کی فضیلت، مولد شریف مکہ مکرمہ اور دارالہجرۃ مدینہ منورہ کی شان وعظمت، حاضری روضۂ پاک کی آرزو، خواب میں دیدار کی تمنا، گنبدِ خضراء کے دیکھنے کی تڑپ، سبز جالیوں کی دیدہ بوسی، آپؐ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے دلی وابستگی، آل واصحاب سے محبت، آپ کی کامل اتباع کا احساس اور آپ کی شفاعت کی امید وغیرہ اور ایسے بے حد وشمار منور پہلو ہیں جو گزشتہ چودہ صدیوں سے عاشقانِ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نعت کے مقدس موضوع کے ضمن میں نظم ہو رہے ہیں اور نعت نگاروں کے لئے دارین کی سعادتوں کے حصول کا یقینی سبب بن رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے محبت اور سچی وابستگی کی سب سے واضح علامت تقدیس وتعظیم اور احترام ہے۔ نعت نگاری کا پہلا قرینہ آدابِ رسالت کا مکمل التزام ہے اس سلسلہ میں فکر وخیال کی پاکیزگی، صداقتِ مضمون، سلیقۂ اظہار، بیان میں احترام، لفظوں کے انتخاب میں شایانِ شان کاوش اور فنی تقاضے کہیں آداب کو متاثر نہ کردیں اس پر خاص توجہ ضروری ہے ان حقائق کے پیش نظر یہ کہا جائے گا کہ نعت نگاری یا نعت گوئی اُنہی کا مقدر رہے جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے محبوب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی دولت سے سرفراز کرے اور عرفانِ ذاتِ رسولؐ کی نعمت، توفیقِ مدحت، علم وآگہی، فکر کی پاکیزگی، خیال کی بلندی، زبان و بیان کی قوت اور اظہار کی کماحقہٗ صلاحیت سے مالا مال کرے۔ اس کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جو مذکورہ انعاماتِ الٰہی سے نوازا گیا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت ان عنایاتِ ربانی کی شکر گزاری کرتا رہے اور حق تعالیٰ کی شکر گزاری کا بہترین ذریعہ نعت گوئی ہے۔

''سَلِمُوْا تَسْلِیْمَا'' کے شاعر عاشقِ رسول مقبول حضرت خواجہ شوقؔ زادعزہ یقیناً ان خوش مقدر اور چنندہ بندگانِ خدا میں شامل ہیں جنھیں محبوبِ کردگار، رسولِ انسانیت، ہادیٔ اعظم، شافعِ محشر، سرورِ دوعالم، احمدِ مجتبیٰ، ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وفضیلت، اوصافِ حمیدہ، خلقِ عظیم، اعجاز ومرتبت، اور توقیر وتکریم کے بیان یعنی نعت نگاری کے لئے عشقِ رسولِؐ پاک کے اُجالوں، جذباتِ حق، علم کی وسعت، پاکیزہ فکر، بلندیٔ خیال، گہرے مشاہدے، حسنِ اظہار، قوتِ زبان اور ندرتِ بیان سے قادرِ مطلق نے خوب نوازا ہے اور اگر یہ کہا جائے تو خلاف واقعہ نہ ہوگا کہ ''سَلِمُوْا تَسْلِیْمَا'' درحقیقت انہی انعاماتِ ربانی کا شکرانہ ہے۔

اردو میں نعت گوئی کا تسلسل اس زبان میں شاعری کے آغاز وارتقاء کی تاریخ کے ساتھ قائم ہے اور بلاشبہ

حضرت خواجہ شوقؔ کی نعت نگاری اسی فیض بخش تابناک سلسلہ کی ایک اہم' مضبوط اور گراں قدر کڑی ہے۔

نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع ترین موضوع کے اکثر منوّر و مطہر گوشے اور مقدس و محترم پہلوؤں کو بصد ہزار ادب و تعظیم نظم کرنا کمالِ سعادت اور منتہائے شرف و اعزاز ہے "سَلِّمُوا تَسْلِیمًا" میں شامل ہر نعت اس خاصہ سے مملو ہے۔

''نور'' ایک اہم اور وسیع معانی و مفہوم کا حامل عربی لفظ ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ نہ صرف متعدد جگہوں پر موجود ہے بلکہ ایک سورۃِ مبارکہ بھی نور سے موسوم ہے۔ نور کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ ''نور وہ جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کرے'' نور یعنی روشنی' قرآنِ مجید کی مختلف آیات میں نور سے مراد مختلف ہے اللہ کی تجلی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس' قرآنِ پاک' ایمان' ہدایت وغیرہ۔ ''النور'' اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حُسنیٰ سے ہے کسی چیز کے ظاہر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ موجود ہو جو چیز موجود نہیں ہوگی اس کا ظاہر ہونا ممکن نہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے وہ ازل سے موجود ہے اور ابد تک (ہمیشہ) موجود رہے گی نیز وہ اپنے موجود ہونے میں کسی سبب' کسی علت اور کسی فاعل کا محتاج بھی نہیں اس لئے وہی ہے جو صفتِ نور و ظہور سے متصف ہونے کا مستحق ہے۔

۞ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا .... (۳۵/۲۴) اللہ تعالیٰ خود بھی موجود ہے اور اس کے امر کن سے ہر چیز کو خلعتِ وجود ارزانی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ موجودات میں سب سے اول اپنے محبوب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اعزاز بخشا۔ حدیثِ شریف میں آیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا'' (شانِ اولیت مدارج النبوۃ) خالقِ اکبر نے نہ صرف سب سے پہلے نورِ محمدی کو ظاہر و موجود کیا بلکہ آپ ہی کے نور سے تمام اشیاء کی تخلیق فرمائی۔ مبدأ کائنات سرورِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''میں اللہ کے نور سے بنا اور ہر چیز میرے نور سے پیدا ہوئی''۔ (بشری الکرام) باعثِ ایجاداتِ عالم و آدم حضورِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی حقیقت آپ کی میلاد و بعثت کے ذکر کے ذریعہ اس طرح واضح فرمائی گئی جیسا کہ قرآنِ پاک میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔

۞ بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی (۵/ ۱۵) حضرت امام المفسرین علامہ ابن جریر لکھتے ہیں ''نور سے مراد یہاں ذاتِ پاک حضور اقدس محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء ہیں جن کی وجہ سے اللہ نے حق کو روشن کر دیا' اسلام کو ظاہر فرمایا' ہدایت کی تکمیل فرما دی۔

"سَلِّمُوا تَسْلِیمًا" کی نعتوں میں ''نور'' سے متعلق بہ کثرت اشعار ملتے ہیں جن میں نورِ الٰہی' نورِ ازل'

نورِکُل، باعثِ تخلیقِ کائنات کی نورانی حقیقت، ظہورِنور، قرآنِ مجید، تجلیاتِ سیرتِ طیبہ، رحمت اور فیضانِ نورِمحمدی کے موثر جلوے موجود ہیں۔

جلوۂ نورِ مجسم کتنا عالم تاب ہے	کائنات ایک نور کے طوفان میں غرقاب ہے
اظہارِ نورِ کُل نہ ہو کیوں معجزات میں	آتا نہیں لباس سے کچھ فرق ذات میں
ہوش خلقت کو کہاں تخلیق کے عنوان کا	پردۂ نورِ مجرد ہے لباس انسان کا
ذاتِ مِنْ نور صلِّ علیٰ نور ہے	جسم کا جسم ہے نور کا نور ہے
پیرہن سے حقیقت بدلتی نہیں	روزِ اوّل سے جو نور تھا نور ہے
نور سیرت بھی ہے نور قرآن بھی	شانِ سرکار نورٌ علیٰ نور ہے
مستقل معجزہ ہے ظہور آپؐ کا	شکلِ انساں میں اللہ کا نور ہے
نور کے مرکز سے ہٹ کر ڈھونڈتا ہے روشنی	جو نبیؐ کو رکھ کے بھی منّت کشِ اغیار ہے
اس نور مجسم کا کوئی جائزہ کیا لے	جس کے قدم پاک سے سورج بھی ضیا لے
نہ جانے کن ٔکاں کتنے عوالم کا مرقع ہے	بہ ہر عالم ہے نور ان کا بہ انداز دگر پیدا
نور جسم و نور چہرہ رحمۃٌ للعالمیں	لا الٰہ کا اجالا رحمۃٌ للعالمیں
نور کو شکل دی مصطفیٰ کردیا	اک تجلّی نے سب تصفیہ کردیا
چوں نور ازل کرد تجلی بہ جمالش	عالم ہمہ پر نور شداز عکس جمالے
پہلی جو تجلیٔ اللہ تعالیٰ ہے	خلق اس کا حوالہ ہے وہ حق کا حوالہ ہے
پیکرِ نور قدم صاحب اسریٰ آیا	شکلِ انساں میں خدائی کا اجالا آیا
رفتار نور کی تو سمجھ میں نہ آسکی	کہتے ہیں لوگ وقت کو ٹھہرادیا گیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کوتمام مخلوقات اور سارے انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ رحمت تامہ اور رسالت عامہ یہ دو ایسے اوصاف خاص ہیں جن کے سبب آپ کا سب سے افضل ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔ فضیلت کے ضمن میں اولیت ایک اہم پہلو ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تخلیق موجودات میں سب سے پہلے فرمائی۔ فضیلت کا دوسرا پہلو تقدم نبوت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے ’’میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام آب و

تراب اور روح و جسد کے درمیان تھے"۔ (احمد، حاکم، بیہقی، ابونعیم بحوالہ سیوطی) فضیلت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں میثاق انبیاء بھی روشن دلیل ہے (ق۔۳/۸۱) فضیلت کا یہ روشن ثبوت ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں کہ آپ پر سلسلہ نبوت و رسالت کو ختم فرما دیا گیا۔ (ق۔۳۳/۴۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "میں تخلیق میں سب سے اول اور بعثت میں سب سے آخری ہوں"۔ (ابونعیم) آپ کا شاہد و مُبشّر و نذیر ہونا اور آپ کی تعظیم و توقیر کا فرمان الٰہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کے منور حقائق ہیں۔ آپ کا اسم مبارک بغیر ذکر وصف رسالت یا تحیات و درود لیا جانا اہل ایمان و سعادت کے طریقہ ادب کے منافی ہے آپ کی آواز شریف سے بلند آواز کی ممانعت وغیرہ ایسے ہزارہا وجوہ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و رفعت شان کے آئینہ دار ہیں۔ "سلمو اتسلیما" میں فضیلت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے روح پرور اور دائمی نظر نواز جلوے تقریباً ہر نعت شریف میں موجود ہیں۔

حرف آخر ہیں وہ ہر عظمت و رفعت کے لئے
قبلہ تبدیل ہوا جن کی عبادت کے لئے

کیا صاحب اسریٰ کی منزل کا تعیّن ہو
خود عرش معلّٰی ہے سرکار کے رستے میں

اللہ غنی عظمت اس پہلی تجلّی کی
شوق اب بھی دو عالم ہیں عرفاں کے الف بے میں

نظر رسا نہیں گنجائش خیال نہیں
جہاں ہیں آپ کسی کی وہاں مجال نہیں

عظمت آقا کا قد کتنا ہے اونچا دیکھنا
عمر بھر دیکھا کئے پھر بھی نہ آیا دیکھنا

کیا شان مصطفائی ہر اک شخص پر کھلے
در پردہ نور حق ہیں وہ مثل بشر کھلے

ادراک میں نہ آئے مقامات مصطفیٰ
صدیاں ہوئی ہیں دفتر علم و ہنر کھلے

سب نے دیکھا اپنی اپنی فکر کی حد میں تمہیں
حد سے آگے کس نے دیکھا رحمۃ للعالمیں

بہ قدر فہم ذہنوں میں نبیؐ کا اک تصور ہے
انھیں دیکھیں گے تو اپنی سمجھ بے کار دیکھیں گے

معجزے شہرت ان کو کیا دیتے
خود ہیں مشہور معجزے ان سے

خدائی میں ہے وہ فضیلت نبیؐ کی
سجی محفل کن بہ دولت نبیؐ کی

حقیقت آپ کی اللہ جانے
ہر اک پردے میں جلوہ آپ کا ہے

شان و رفعت کا پتہ ان کی کوئی کیا پائے
جن کے اعزاز میں ذکرِ وَرَفَعْنَا آیا

یہی کیا کم ہے شہِ دیں کی فضیلت کے لئے
سب کے بعد آئے ہیں وہ سب کی امامت کے لئے

عظمتوں کا وہ سمندر ہیں مدینے والے　　جس سمندر کا کسی نے نہ کنارا دیکھا

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب افضل الانبیاء والمرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے جیسا کہ فرمان حق تعالیٰ ہے ☆ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے (۱۰۷/۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں اللہ کی طرف سے فرستادہ رحمت ہوں" (حاکم) "مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے" (بخاری) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام کائنات کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد جو فیض ملتا ہے وہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے واسطہ سے ہی ملتا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں (اس کی رحمت کے خزانوں کو) بانٹنے والا ہوں"۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کاملہ اہل ایمان پر فرض ہے ساتھ ہی قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو بھی وجہ رحم فرمایا ہے ☆ ......اور اطاعت کرو رسول کی تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (۵۶/۲۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کے لئے رحمت خداوندی ہیں اہل ایمان کے ساتھ آپ کی توجہات رحمت بہت خاص ہیں اس نورانی پہلو کو قرآن مجید نے خصوصیت کے ساتھ نمایاں فرمایا ہے۔ ☆ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (۱۲۸/۹) آقائے دوجہاں کی یہ خصوصی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو اسمائے مبارکہ رؤف اور رحیم سوائے اپنے محبوب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور نبی میں جمع نہیں فرمایا۔

حضرت خواجہ شوقؔ کی نعتوں میں بہ کثرت محبوب کردگار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت، رافت، محبت وشفقت اور آپ کی کرم فرمائیوں اور مہربانیوں کے حقائق اثر انگیز کیفیات سے قاری کے قلوب کو اجالوں سے اور روح کو بالیدگی سے بہرہ مند کرتے ہیں رحمت کے جلوؤں کی آئینہ داری کا حق ادا کرتے ہیں چند منتخب شعری جواہر قابل ملاحظہ ہیں۔

انہی کے ہاتھ سے اللہ سب خلقت کو دیتا ہے　　سبھی آتے ہیں جنکے آستاں پر ہاتھ پھیلانے

ہم جی رہے ہیں صدقہ میں اُنکے تو کیا عجب　　تخلیق کائنات کی، صدقہ انہی کا ہے

اک سانس بھی زمانے کی گردش نہ لے سکے　　ان کی نوازشوں کا اگر سلسلہ گیا

ازل سے حلقہ رحمت ہے تا ابد اُن کا　　کوئی کہیں بھی ہو اس دائرے کے اندر ہے

انہی کے سر پہ تاج رحمۃ للعالمینی ہے　　اُجالے اُنکی رحمت کے ہیں ہر اک آستانے میں

ہے اگر حشر۔ حسابات و عدالت کے لئے　　کونسا دن ہے گنہ گاروں پہ رحمت کے لئے

باب رحمت تو شب و روز کھلا ہے ان کا — پہلے دروازۂ دل اپنا کھلا ہونا ہے

کتنے نادار، تاجدار بنے — مانگ کر حسن کی زکوٰۃ اُن سے

آقا کی ویسی ویسی کرم گستری رہی — حالات جیسے جیسے جہاں مقتضی رہے

شوقؔ ان کے گدا ہوکر دامن کہاں پھیلائیں — آتا ہے بھلا کس کو آقا کے سوا دینا

مشتمل ہے کتنے ہی عالم پہ ساری کائنات — تم ہو ہر عالم میں تنہا رحمۃ للعالمیں

شوقؔ ساری خلق، وجہ خلق کی محتاج ہے — وہ ازل سے ہیں سراپا رحمۃ للعالمیں

قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ عظمٰی ہے جسے اللہ پاک نے آپ کے سینۂ اطہر پر نازل فرمایا اللہ تعالٰی نے اپنے کلام جلیل قرآن کریم میں اپنے حبیب محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکارم اخلاق اور اوصاف حمیدہ کی اس طرح مدح وثناء فرمائی۔ ☆ اور بے شک آپ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں۔ (۴/۶۸) حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ام المومنین نے فرمایا ''آپ کا اخلاق قرآن ہے''۔ اہل علم نے اس کے ظاہری معنی یہ بتائے ہیں کہ جو کچھ قرآن حکیم میں مکارم اخلاق اور صفات محمودہ مذکور ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے متصف ہیں شفاء شریف میں ہے کہ آپ کی خوشنودی قرآن کی خوشنودی کے ساتھ ہے اور آپ کی ناراضگی قرآن کی ناراضگی کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالٰی کا فرمان کہ بلاشبہ آپ کی خو بو بہت بڑی ہے۔ اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن اخلاق کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ شوقؔ نے ''سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' میں جگہ جگہ اس حقیقت کو پورے جذبہ ایمانی کے ساتھ پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے کہ فرامین قرآن اور سیرت صاحب قرآن سرچشمہ فیضان وہدایت وفوز وفلاح ہیں۔

ایسے شہر علم کو اُمّی لقب کہتے ہیں شوقؔ — ظاہر و باطن ہے جو ہر آیت قرآن کا

الفاظ کے باطن کا ادراک انھیں ہوتا ہے — قرآں جو سمجھتے ہیں سیرت کے اجالے میں

قرآن وہ اعجاز سراپا ہے نبیؐ کا — تاحشر لکھے جائیں گے دنیا کے مقالے

قرآں کے حرف حرف میں سیرت کا نور ہے — سو معجزوں کا آپ کو اک معجزہ دیا

ہر آیت قرآنی ما اعظم شانی ہے — سیرت کا ثبوت اس سے کیا اور بڑا دینا

قرآن نے توڑا ہے ہر کفر دماغوں کا — سیرت کا یہ رخ بھی تھا دنیا کو دکھا دینا

قرآن مجسم ہی قرآن کے محرم ہیں ہراک نے الگ مطلب لفظوں سے نکالا ہے

سمجھ میں آئے گی قرآن کے لفظوں کی تہہ داری شۂ کونین کی سیرت کے جب اسرار دیکھیں گے

قرآن پاک لفظوں میں سیرت کا نام ہے قرآں کو جاننا ہو تو کردار دیکھنا

ہے زندہ معجزہ قرآن جب تک ہر اک کردار زندہ آپ کا ہے

کسے تھی آگہی قرآں کی معنویت سے کھلا ہے لفظوں کا باطن نبیؐ کی سیرت سے

کلام الٰہی سے ہے شوقؔ ظاہر صفات الٰہی ہیں سیرت نبیؐ کی

ترس جائے زمانے کی نظر حق کے اجالوں کو چراغ رہ جو وہ کردار قرآنی نہ ہوجائے

ہر لفظ میں ہے سیرت سرورؐ کی روشنی قرآن وہ ثبوت حیاتُ النبی کا ہے

حضرت شوقؔ نے اپنی نعتوں کے ہر شعر میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت و وارفتگی کے اجالے بکھیرے ہیں اور سراپا اقدس، جمال اطہر، اخلاق کریمانہ، سیرت مبارکہ، علم وحکمت، معجزات عالیہ، خصائص پاک، حضورانور کے منسوبات سے قلبی تعلق خاطر اوران سے وابستگی، ارشادات اقدس، تعلیمات رحمت، شہر پاک، روضہ اطہر، گنبد خضراء، عظمت و رفعت، تمنائے حاضری، کیفیات ہجر، امید شفاعت اور اپنے قلبی احساسات، روحانی اضطراب، پاکیزہ جذبات کوآداب واحترام، تقدیس وتعظیم کے ساتھ نظمانے کی سعادتوں سے سرفراز ہوئے ہیں۔ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جمال اقدس اورحسن خلقت کے پراثر اشعار حضرت شوقؔ کی پاکیزگیٔ نگاہ کے شاہد ہیں۔

کتنے پردوں میں جمال نور خوش القاب ہے جسم میں جاں، پھول میں خوشبو، گہر میں آب ہے

جلوے نبیؐ کے کیا ہوں مُقید جہات میں کل کائنات اُن میں ہے وہ کائنات میں

والشّمس میں ہے روشنی رخسار نبیؐ کی واللیل میں ہے گیسوئے خمدار کی خوشبو

کیا نمایاں ہو جسمانیت نور کی نور پیکر کا ہر زاویہ نور ہے

دیکھتے ہیں ان کا جلوہ دل، خیال، احساس، بھی صرف آنکھوں سے نہیں ہوتا ہمیشہ دیکھنا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اورآپ کے معجزات عالیہ کوجس وارفتگی کے ساتھ نظم فرمایا گیا ہے اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

معجزاتی شب اسریٰ کا سفر ہے کتنا صرف اک پل لگا صدیوں کی مسافت کے لیئے

ہے ما رمیت پردۂ بے جسمئ حضورؐ | کافر کہاں سے دیکھتے ہجرت کی رات میں
مخزن ہے روشنی کا جو صدیوں کے واسطے | قرآں وہ زندہ معجزہ ہے معجزات میں
بہت ہے مکڑی کا جالا بچانے دشمن سے | پناہ حق کوئی دنیا کی دیکھ بھال نہیں
اژدہا بننا عصائے موسوی کی شان تھی | آکے دستِ پاک میں شاخِ شجر تلوار ہے
نیل میں ضربِ عصا سے پڑگیا تھا راستہ | عرش پر ڈالا ہے ان قدموں نے رستہ دیکھنا

شہرِ پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی محبت اور دیارِ حبیبؐ کبریا کی عظمت و شان کو جس جذبہ وارفتگی کے ساتھ بیان کیا ہے وہ قلب و نظر کو انوارِ محبت سے مالا مال کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

اس طرح روح میں طیبہ کا اجالا آیا | ہاتھ جیسے کسی مفلس کے خزانہ آیا
مدینہ کو خدائی مرکزِ انوار دیکھیں گے | نیا عالم نظر آئے گا جتنی بار دیکھیں گے
نورِ حق، خلدِ بریں، عرشِ معلّٰی دیکھا | اُس نے سب دیکھ لیا جس نے مدینہ دیکھا
مدینہ میں ہیں جو نظر آنے والے | وہ جلوے ہیں دل میں اُتر جانے والے
اے گنبدِ خضریٰ تجھے کیا کیا نہ سمجھنا | قوسین کی سرحد کہ نبی خانہ سمجھنا
جمالِ روضہ اقدس ہے ہر دم نو بہ نو ایسا | نہیں ممکن کہ دل طیبہ کے نظاروں سے بھر جائے
مدینہ وہ خدائی آسرا ہے زندگانی کا | نہ ہو یہ آسرا تو آدمی بے موت مرجائے

نسبت و وابستگی کی اہمیت ضرورت اور فیضان سے متعلق اظہارِ حقائق دیکھئے

صرف وابستگئ دامنِ اقدس کے سوا | کونسی چیز ہے ایمان کی حرارت کے لئے
ہیں وہی بیدار دل آقا سے جو وابستہ ہیں | ورنہ یہ دنیا بھی خواب اور زندگی بھی خواب ہے
ہم جتنی دور مرکزِ انوار سے ہوئے | اُتنی ہی ظلمتیں ہوئیں داخل حیات میں
ہوتی ہے بڑی شان بڑے در کے گدا کی | چھپتے ہیں کہاں دامنِ سرکار کے پالے
شعورِ بندگی پر ناز کرنا بعد اے ناداں | رسول اللہ کی چوکھٹ کے قابل سر تو کر پیدا

مختلف حقائق و معارف، عشق و وارفتگی، جذبات و احساسات، کیفیات و واردات، ربط و نسبت، وابستگی و دیوانگی کے ترجمان یہ اشعار قلب و روح کی گہرائیوں تک پہنچ جاتے ہیں۔

سبز گنبد روشنی کا مستقل اک باب ہے ‏ دن کا سورج ہے مدینہ رات کا مہتاب ہے
فیض کا در بند ہے ہر بے ادب کے واسطے ‏ شرط اول عشق میں پابندیٔ آداب ہے
ایمان مہکتا ہے مدینہ کی فضا سے ‏ ایسی ہے وہاں کے در و دیوار کی خوشبو
فرشتے بھی یہاں بے اِذن شوقؔ آنے نہیں پاتے ‏ "ادب گاہیست زیرِ آسماں" ۔ باکروفر پیدا
دیوانگی پہنچ گئی معنیٰ کی روح تک ‏ دنیا پھنسی ہوئی ہے فقط لفظیات میں
جیسی ہے سمجھ جس کی ویسی ہے نبیؐ فہمی ‏ ہے فرق نظر لازم ہر اک نظریئے میں
کٹ جائے عمر گنبدِ خضریٰ کی چھاؤں میں ‏ یارب ہمارے سر سے نہ یہ ابرِ تر کھلے
سانس روکے ہوئے آتے ہیں ترے کوچے میں ‏ حکم اپنا مہ و انجم پہ چلانے والے
شوقؔ ارضِ مدینہ کو کیا طور سے نسبت ہے ‏ واں ہوش اُڑانا تھا یاں ہوش جگادینا
دل کے ویرانے نوری چمن بن گئے ‏ سبز گنبد نے سب کچھ ہرا کردیا
جب نہ سمجھی گئیں آپ کی عظمتیں ‏ ناشناسوں نے فتنہ بپا کردیا
ایمان کا بگاڑ ہیں بد اعتقادیاں ‏ بنیاد ٹھیک ہو تو عمارت کھڑی رہے
سب کو سرکارؐ کا دیدار کہاں ہوتا ہے ‏ یہ شرف جس کے مقدر میں بھی آیا آیا

"سَلِّمُوا تَسْلِیْمَا" میں حضرت شوقؔ نے اپنی نعتوں کے انتخاب کے ساتھ حضرت مولائے کائنات امیر المومنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ، شہزادیٔ کونین، حضور سید الاولیاء غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نوازؒ اور خواجہ دکن سیدنا بندہ نواز گیسودرازؒ کی چند منقبتوں کو بھی حسنِ عقیدت و جذبۂ ارادت مندی کے ساتھ یکجا کیا ہے جو بصد احترام قابلِ ملاحظہ ہیں۔

"ایوان تاج العرفاء حمید آباد" شرفی چمن، حیدرآباد
۱۰ ررمضان المبارک ۱۴۲۸ھ م: ۲۳ ستمبر ۲۰۰۷ء

ڈاکٹر سید محمد حمید الدین قادری شرفی
ڈائرکٹر آئی ہرک

پیش رس

حمد، نعت اور منقبت وغیرہ کہنے والے ہی کہتے ہیں۔ یہ ہر کہہ ومہہ کے ہر کسی کے بس کی بات نہیں بلکہ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ شاعر نعت نہیں کہتا بلکہ نعت شاعر سے کہلوا لیتی ہے۔ نعت کسی زبان، کسی علاقے، کسی رنگ ونسل، کسی ہیئت، کسی صنف، یہاں تک کہ کسی مذہب کے ماننے والوں سے مخصوص نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں تو ہر زبان، ہر علاقے اور ہر رنگ کے شعراء نے نعتیں کہی ہیں۔ ہر ہیئت اور ہر صنف میں۔ یہ بھی عرض کردوں کہ سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارکہ میں صرف مسلمانوں ہی نے نہیں، غیر مسلموں، ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں نے بھی نعت شریف کہنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ نعت شریف کہنے کے لئے، سچ پوچھئے تو اور کچھ نہیں شمعِ محمدی کی روشنی چاہئے۔ عشقِ محمدی سے جب دل گداز ہوجاتے ہیں تو زبان کہنے لگتی ہے، قلم نگارندۂ نعت بن جاتا ہے۔ حضرت خواجہ شوقؔ کا شعر ہے ؎

نعت کا میدان خواجہ شوقؔ وہ میدان ہے　　آخری حد فکر کی، آغاز ہے وجدان کا

اگر صرف اردو میں تحریر کردہ نعتوں کو یکجا کیا جائے تو کئی کئی مجموعے تیار ہوجائیں۔ ایک اچھی خاصی بھاری بھرکم لائبریری بن جائے۔ نعتوں کا لکھنا ہی نہیں پڑھنا اور سُننا بھی کارِ ثواب ہے۔ لائق مبارک باد ہیں وہ شعراء جو نعت لکھتے ہیں اور لائق مبارک باد ہیں وہ لوگ جو نعتیں سنتے اور پڑھتے ہیں۔

خواجہ شوقؔ کو ہمارے ہاں اُستادِ فن کی حیثیت حاصل ہے۔ اردو شاعری کا اُن کا غیر معمولی مطالعہ ہے اردو شاعری کی روایات پر اُن کی گہری نظر ہے اور شاعری کی فنی، ادبی اور تہذیبی اقدار اُن پر روشن ہیں۔ حضرت صفیؔ اورنگ آبادی اور مفتی میر اشرف علی صاحب سے اُنہوں نے فیض حاصل کیا ہے۔ خواجہ شوقؔ کی غزلوں کا پہلا مجموعہ ''چشمِ نگراں'' ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔ وہ غزلیں آج بھی کہتے ہیں لیکن نعت گوئی کو انہوں نے اپنا فن، اپنی زندگی بنالیا ہے۔ وہ اسی فن کے ہوگئے ہیں۔ چنانچہ ان کا دوسرا شعری مجموعہ ''صلِ علیٰ'' جو نعت، منقبت اور سلام پر مشتمل ہے اگست ۱۹۹۵ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔ اس مجموعہ کی مقبولیت کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا دوسرا ایڈیشن اکتوبر ۲۰۰۲ء میں شائع کرنا پڑا۔ حضرت خواجہ شوقؔ کی نعت گوئی کا سلسلہ جاری ہے۔ میں سمجھتا ہوں اُن کے ہاں نعتیں اتنی تعداد میں جمع ہوں گی کہ دو تین مجموعے باآسانی شائع کئے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ اب وہ اپنی نعتوں کا دوسرا اور شاعری کا تیسرا مجموعہ پیش کررہے ہیں۔ حضرت خواجہ شوقؔ کا قلب عشقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہے۔ انہوں نے سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی حیاتِ طیبہ اور احادیثِ شریفہ کا بغایت گہری نظر مطالعہ کیا۔ تاریخِ اسلام کے اوراق بھی اُن کے سامنے کُھلے ہیں۔ ہمارے بعض نعت گو شعراء بسا اوقات نعتوں میں دو چار نعتیہ اشعار کے بعد دنیا کی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ حضرت خواجہ شوقؔ کے ہاں ڈھونڈے سے ایسے دو چار اشعار ملیں تو ملیں ورنہ انہوں نے تو ایک ایک زاویہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات، اُن کے خدوخال، عادات واطوار، رہن سہن اور اُن کے ارشادات کا ذکر کرتے ہوئے نعتوں کو معطرو مطہر بنادیا ہے۔ لگتا ہے جب وہ نعت لکھتے ہیں تو اپنے ماحول ہی نہیں اپنی ذات سے بھی بیگانہ ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنے آپ کو ایک تقدیس و تکریم کی فضاء میں پائیں گے، جیسے برکتوں نے آپ کو اپنے حصار میں لے لیا ہو، چہار سمت جیسے فضائیں عطر بیز ہو چکی ہوں، کلیاں کھل رہی ہوں، پھول مہک رہے ہوں۔ زمین تا آسمان خوشبوؤں نے اپنا وطن بنالیا ہو۔ اُفق تا اُفق رُوحانی اقدار کا راج ہو۔ ایسی گلنار اور دلنواز کیفیت نعتِ شریف ہی سے پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ اشعار ملاحظہ ہوں ۔

معجزہ ہے وہ جمالِ رخِ انور کیا ہے — حُسن تخلیق ہوا ہے اسی صورت کیلئے

گفتار کی خوشبو سے معطر ہیں حدیثیں — قرآں کی ہر آیت میں ہے کردار کی خوشبو

ہوتے جو خاک قدموں میں رہتے حضور کے — کمبخت زندگی نے بڑا فاصلہ دیا

سبز گنبد روشنی کا مستقل اک باب ہے — دن کا سورج ہے مدینہ رات کا مہتاب ہے

اک ہوک سی اٹھتی ہے رہ رہ کے جو سینے میں — کیا دل میں مدینہ ہے یا دل ہے مدینے میں

نور اُن کا کوئی پردہ کب روکنے والا ہے — فانوس میں شعلہ ہے، محفل میں اُجالا ہے

مدینے میں رہا دل اپنا اتنا — کہ اب دل میں مدینہ آپ کا ہے

احاطہ ہو نہیں سکتا مقاماتِ محمدؐ کا — ہزار انسان کرلے وسعتِ فکر و نظر پیدا

خواجہ شوقؔ ایسے جذب وکیف کے عالم میں کہتے ہیں کہ ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی والی کیفیت ہوتی ہوگی۔ آمد کی بے پناہ کیفیت غیر معمولی روانیٔ الفاظ کہ صورت سیل سہل الممتنع کی مثالیں بھی مل جائیں گی۔ انہی سے نعت گوئی سے دلی لگاؤ ہی کا نہیں فنِ شعر پر دسترس اور ادبی لگن کا احساس و اندازہ ہوتا ہے۔ کیسے رواں دواں اشعار ہیں۔ جیسے سینۂ شمشیر سے باہر ہو دم شمشیر کا، ملاحظہ ہو ۔

کتنے پردوں میں جمالِ نورِ خوش القاب ہے — جسم میں جاں پھول میں خوشبو گہر میں آب ہے

آنکھے دینے کے تصدق دیتے ہیں ہر حال میں — ہاتھ پھیلانے سے پہلے، ہاتھ پھیلانے کے بعد

دیکھنا سرکار کو اے دل تو ایسا دیکھنا جاننا، پہچاننا، پڑھنا، سمجھنا، دیکھنا
قبلۂ دیں، مرکزِ بینائی، مقصودِ نظر گنبدِ خضریٰ، مدینہ، رحمۃؐ للعالمین

قابلِ ذکر بات ہیکہ خواجہ شوقؔ گہری اور فلسفیانہ باتیں بھی نہایت سادہ پیرایہ میں کہہ جاتے ہیں۔ یہ دو تین اشعار ؎

اگر حقیقتِ آقا سمجھ میں آجائے تو پھر خدا کو سمجھنا کوئی محال نہیں
جلوہ اور نظروں میں دوری ہو تو ہوگا دیکھنا خود نظر جلوہ اگر بن جائے تو کیا دیکھنا
شوقؔ ارض مدینہ کو کیا طور سے نسبت ہے واں ہوش اُڑانا تھا یاں ہوش جگادینا
منزلِ قُربِ نبیؐ سہل نہیں ہے کوئی اپنے ہونے کا تصور بھی فنا ہونا ہے

خواجہ شوقؔ نے تشبیہات، استعارات، کنایات اور تلمیحات وغیرہ سے کام لیتے ہوئے اپنے اشعار کو معنوی طور پر تہہ دار اور دلکش بنادیا ہے۔ نعتیہ اشعار کی پاکیزگی اپنی جگہ، خواجہ شوقؔ نے اس طرح اپنے اشعار میں معنویت کی نئی دنیا آباد کردی ہے۔ میں یہاں مثالاً صرف تلمیحات سے گفتگو کروں گا۔ تلمیحات کا یہ استعمال، تاریخ اسلام کے گہرے مطالعہ کی شہادت ہے وہ بات جو کئی جملوں اور کئی اشعار میں نہیں کہی جاسکتی شاعر نے تلمیح کے ذریعہ دو مصرعوں میں کہہ دی ہے۔ تلمیحات کی یہی خوبی ہوتی ہے اسی لئے تلمیح کو شاعری کا زیور بھی کہا گیا ہے۔ ان چند اشعار میں تلمیحات ؎

بہت ہے مکڑی کا جالا بچانے دشمن سے پناہِ حق کوئی دنیا کی دیکھ بھال نہیں
اِک پل میں شوقؔ صدیوں کا سفر طئے ہوگیا کس قدر وہ نورِ قوسین "نظر رفتار" ہے
نیل میں ضربِ عصا سے پڑگیا تھا راستہ عرش پر ڈالا ہے اُن قدموں نے رستہ دیکھنا
خدا کا گھر کوئی مسمار کر نہیں سکتا نتیجہ دیکھ چکی فوجِ ابرہہ اپنا
حُسنِ یوسفؑ دیکھ کر تو کچھ کٹی تھیں انگلیاں سر یہاں بے دیکھے کٹتے ہیں یہ وہ شہکار ہے

نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا معاملہ دماغ سے نہیں دل سے ہے، دانائی سے نہیں دیوانگی سے ہے اور ہر اہلِ دل نے دیوانگی کو سراہا اور دانائی کو رد کیا ہے۔ حضرت خواجہ شوقؔ نے بھی نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترقیم کرتے ہوئے یہی پیرایہ اختیار کیا ہے۔ وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ عصرِ حاضر میں دیوانگی کے پرستار کم ہیں اور یہ دنیا عقل والوں کی ہوتی جارہی ہے۔ یہ دنیا تو عقل کی بہتات اور لفظیات کے چکر میں پھنسی ہوئی ہے۔ یہ ہے آج کا منظر نامہ ؎

اب کہاں سینوں میں وہ عشقِ نبیؐ کی روشنی عقل کی بہتات ہے دیوانگی کمیاب ہے

دیوانگی پہنچ گئی معنیٰ کی روح تک　　دنیا پھنسی ہوئی ہے فقط لفظیات میں

اقبالؔ کے ہاں عشق، آتش نمرود میں بے خطر کود پڑتا ہے اور عقل محوِ تماشائے لبِ بام رہ جاتی ہے۔ حضرت خواجہ شوقؔ اپنے پیرایہ میں کہتے ہیں ؎

عقل والے راستوں کی جستجو میں رہ گئے　　اُن کے دیوانے جدھر چل نکلے رستہ ہوگیا

حضرت خواجہ شوقؔ نے فارسی میں بھی نعتِ شریف کہنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس سے فارسی زبان و بیان پر اُن کی غیر معمولی قدرت کا اندازہ ہوتا ہے جہاں تک جذبات کا تعلق ہے ان کی روانی اور بہاؤ کا عالم وہی ہے جو اُردو نعتوں میں ملے گا۔ یہ دو، تین شعر ؎

آں نور کہ در پردۂ اسرارِ نہاں بود　　بے مثلِ بشر گشت و برآمد بہ مثالے

چوں نور ازل کرد تجلّی بہ جمالش　　عالم ہمہ پُر نور شداز عکسِ جمالے

توئی یا رحمۃً للعالمیں دینے و ایمانے　　سُرورِ قلبِ پاکانے قرارِ جانِ خاصانے

خواجہ شوقؔ صاحب نے نعتِ شریف کے علاوہ منقبتیں بھی تحریر کی ہیں اور نہایت عقیدت اور احترام کے ساتھ۔ یہ اُن کی اپنے بزرگوں سے والہانہ وابستگی، بے کراں عقیدت اور بے ثغور وارفتگی کا حاصل ہے۔ کتنے پرتاثیر، دل کو چھونے اور روح کو گرمانے والے اشعار ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شانِ اقدس میں یہ شعر ؎

دروازہ شہرِ علم کا یونہی نہیں علیؓ　　نورِ رسولِ پاک، بصیرت علیؓ کی ہے

جس دن سے بوتراب کہا ہے حضوؐر نے　　ہر خطۂ زمیں پہ حکومت علیؓ کی ہے

اور حضرت غوثؒ پاک کے در پر وہ اپنی عقیدت کا نذرانہ یوں پیش کرتے ہیں ؎

غوثیت شانِ رسالت کا وہ آئینہ ہے　　لوگ اسی در سے مدینے کی ہوا لیتے ہیں

کہیں سے بھی پکارو اُن کو، ہوتی ہے پذیرائی　　نہیں ہے دستگیری غوثؒ اعظم کی علاقائی

مصطفائی بہ لباسِ شہؒ جیلانی ہے　　غوثؒ کی مدح نبوّت کی ثنا خوانی ہے

حضرت خواجہؒ اجمیر کی چوکھٹ پر وہ اپنی روح کو یوں جھکاتے ہیں ؎

دیکھنے والا ہی جانے خواجگی کی عظمتیں　　اہلِ دنیا کو پتہ کیا خواجہؒ اجمیر کا

کیا سمجھ کر گردشِ دوراں ڈراتی ہے مجھے　　ہے سلامت سر پہ سایہ خواجہؒ اجمیر کا

اور یہ درخواجہ بندہ نواز ہے ۔

ایسی عظمت ترے روضے کو خدا نے دی ہے　　بادشاہی ترے در کے فقراء دیتے ہیں

خواجہ تمہاری خواجگی کیا دلنواز ہے　　دامن تمہارے سامنے سب کا دراز ہے

ان نعتوں کا پڑھنا بھی ایک نیکی ایک کارِثواب ہے۔یہی سعادت کیا کم تھی کہ اول تا آخر اِن نعتوں کو پڑھوں ان نعتوں کے بارے میں اظہارِ خیال میرے لئے اور بڑی سعادت ہے۔آخر میں یہی عرض کروں گا کہ خدائے لم یزل ہم سب کے دلوں کو عشقِ محمدیؐ سے معمور کر دے اور ہم سب کو تعلیماتِ محمدیؐ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے (آمین!)۔

غلامِ غلامانِ محمدؐ

(پروفیسر)سلیمان اطہر جاوید

۱۲/اگست ۲۰۰۷ء

اروناکالونی،ٹولی چوکی

حیدرآباد۵۰۰۰۰۸

مقامِ شوق ترے قدسیوں کے بس کا نہیں

ذوق وشوق، درددل، سوز دروں اور دل گداختگی انسان کی وہ صفت ہے جو اسے فرشتوں سے ممیز اور ممتاز کرتی ہے۔ فرشتے طاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ ہر وقت مصروف تسبیح و اطاعت رہتے ہیں۔ ان کی تسبیح خوانی سوز سے خالی ہوتی ہے لیکن انسان جب دل سے خدا کی حمد کرتا ہے یا جب دل سے پیغمبر خدا کی نعت کہتا ہے تو اس میں اس کے تمام احساسات وجذبات شامل ہو جاتے ہیں اس کے قلم کی حرکت اس کے قلب کی ارتعاش کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔ اس کی آنکھوں سے چشمہ انفعال جاری ہو جاتا ہے یہ خون دل ہوتا ہے جو کبھی آنکھ کے آنسو بن کر ٹپکتا ہے اور کبھی روشنائی بن کر صفحہ قرطاس پر پھیل جاتا ہے۔

صدق دل سے پیغمبر خدا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی کے وقت دل کی دھڑکن کیوں بڑھ جاتی ہے، سوز دروں کیوں فزوں ہو جاتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انسانی گروہ میں اور پوری تاریخ میں انسانیت پر سب سے زیادہ احسان پیغمبروں اور رسولوں کا رہا ہے اور پیغمبروں اور رسولوں میں بھی انسانیت کے سب سے بڑے محسن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہیں۔ آپ سے بڑھ کر مکارم اخلاق کا پیکر اور کوئی دوسرا نہیں ہوا۔ ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے آپؐ مجسم خوبی ومحبوبی تھے۔ یہ احساس انسان کے جذبہ محبت وسپاس کو جگانے کے لئے کافی ہے لیکن ایک شاعر کے اندر حسن کی حس زیادہ پائی جاتی ہے۔ ایک شاعر کو شاعر اسی لئے کہتے ہیں کہ شعور کی قوت اس کے اندر دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ قدرت کاملہ احساس کی فروانی سے اسے نوازتی ہے شاعر ہونے کی وجہ سے شعور کی شدت تو وہ ساز دل ہے جو ابھی شرمندہ مضراب ہے۔ یہ ساز دل شرمندہ مضراب اس وقت ہوتا ہے جب اس شعور کو لفظوں کا شعری لباس پہنایا جاتا ہے۔ شاعر کے لئے ضروری ہے کہ اسے یہ فن بھی آتا ہوا۔ احساس کو لفظی جامہ پہنانے کا ہنر تو بعد کی چیز ہے۔ اصل چیز احساس کی شدت ہے اور یہ چیز حقیقی شاعر کے اندر ضرور پائی جاتا ہے۔ احساس کی شدت کے بغیر شاعر شاعر نہیں ہوتا ہے۔ شاعر کا تعلق قبیلہ عشاق سے ہوتا ہے۔ اور جو عشق میں کشتہ نہ ہو چکا ہو وہ شاعر نہیں ''کسے نہ کشتہ شود از قبیلہ ما نیست'' شاعر خود صاحب وجد وحال ہوتا ہے اور دوسروں کو وجد میں لانے کا ہنر اسے آتا ہے۔ انسانیت پر حضور اکرمؐ کے بے پایاں احسانات جب شاعر کو یاد آتے ہیں تو اس کا پورا وجود سپاس گذار بن جاتا ہے اس کا قلم رقص کناں ہو جاتا ہے اس کے جذبات شعر کے قالب میں ڈھل جاتے ہیں اور اسی شاعری کا نام نعت گوئی ہے۔

کوئی شخص اگر دل کا گداز رکھتا ہے اور سرمایہ شوق کا مالک ہے تو اس کی دولت کا مقابلہ دنیا کی کوئی دولت نہیں کر سکتی ہے مال وزر کی ریل پیل اس کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور اگر اسے اپنے گداز قلب کو لفظوں کے واسطے سے ترسیل کا

ہنر آتا ہو تو اس کی قیمت اور عظمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔اس خرمن کائنات میں وہی ایک دانہ محبت ہے باقی سب خس وخاشاک ہے۔خواجہ شوقؔ کا نعتیہ کلام پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ترکیب اضافی کے ساتھ خواجہ اقلیم شوق بھی ہیں اور مقام شوق کی بلندیوں پر فائز ہیں۔اور یہ وہ مقام ہے جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا کہ ''مقام شوق ترے قدسیوں کے بس کا نہیں''۔اس لئے ان کا نعتیہ کلام مطلع انوار معلوم ہوتا ہے۔جب وہ نعت کہتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کنج لب سے صبح طلوع ہورہی ہے جیسے نسیم سحر اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی چل رہی ہے جیسے چمن کے تازہ پھول عطر بیزیاں کررہے ہیں، جیسے سحاب رحمت برس رہا ہے جیسے نور کی بارش ہورہی ہے۔

اس مجموعہ میں منقبت اور سلام بھی شامل ہیں۔لیکن سب سے بڑا حصہ نعت کا ہے۔نعت گوئی بہت مشکل کام ہے اور پل صراط پر چلنا ہے۔مقام رسالت اور مقام الوہیت میں خلط ملط حق کے راستہ سے انحراف ہے۔اسی کے ساتھ نعت گوئی بہت بابرکت کام ہے اور نعتیہ کلام کے مجموعہ پر کچھ لکھنا سعادت میں شریک ہونا ہے اور اپنے آپ کو گویا خوش قسمت شاعر کا ہم قسمت بنانا ہے۔خواجہ شوقؔ کا مقام ومرتبہ شاعری کی دنیا میں اتنا بلند ہے کہ ان کی شاعری پر اظہار خیال کے لئے ان ہی کے مرتبہ اور مقام کا آدمی چاہئے لیکن نعتیہ کلام کے مجموعہ پر اظہار خیال کے لئے وہ مقام شوق حاصل نہ سہی جو خواجہ شوق کو حاصل ہے یہ عزت کیا کم ہے کہ خواجہ شوق کے نعتیہ کلام کے مجموعہ میں اس کی تحریر بھی شامل ہوگی اور اس نعتیہ کلام کے صدقہ میں جب شاعر کے لئے مغفرت کا پروانہ عطا ہوگا تو اس نعتیہ کلام پر اظہار خیال کرنے والا اس سے محروم نہ رہ جائے گا۔کیونکہ کہنے والے نے کہا ہے کہ ''میخانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے''۔ایک حدیث قدسی میں ذکر کی مجلس کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے ''ھذا قوم لا یشقی جلیسھم'' یہ وہ گروہ ہے جس کا ہم نشین بھی محروم نہیں ہے۔اگر اللہ کا ذکر کرنے والوں کا ہم نشین محروم نہیں ہے تو ذکر نبی کرنے والا جلیس اور ہم نشین کیسے محروم رہ سکتا ہے۔نہ نعت کہنے والا محروم رہ سکتا ہے اور نہ نعت کا سننے والا محروم رہ سکتا ہے اور نہ نعت کے بارے میں لکھنے والا اور اظہار خیال کرنے والا محروم رہ سکتا ہے۔اللہ نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا کی ہے ورفعنا لک ذکرک زمین سے آسمان تک فرش سے عرش تک اس ذکر کی رفعت میں جو جتنا شریک ہوسکے وہ اس کے لئے باعث سعادت بھی اور باعث نجات بھی ہے۔

آخر میں ایک آخری بات۔اس مجموعہ کلام کا مطالعہ کرنے والا زبان وبیان اور ردیف وقوافی پر خواجہ شوقؔ کی بے حد مضبوط گرفت پر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ زبان نے لفظوں کے خزانے نعت گوئی کے لئے بطور نذرانے پیش کردیئے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زبان وبیان کا آبگینہ تندیٔ صہبائے شوق سے پگھلا جارہا ہے۔آبگینہ تندیٔ صہبا سے پگھلا جائے ہے۔

(پروفیسر) محسن عثمانی ندوی

''صلِّ علیٰ'' کے بعد ''سَلِّمُوا تَسْلِیْما''

مبسّملا و محمّدلا و مصلّیا و مسلّما

تعریف، توصیف، مدحت، ستائش یا سراہنا وغیرہ سب مترادف اور ہم معنی الفاظ ہیں۔ اس معنی و مفہوم کا کوئی بھی لفظ، کلمہ، جملہ یا شعر اگر خالقِ کردگار کی شان میں عرض کیا جائے تو ادبی اصطلاح میں اسے ''حمد'' کہتے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں سب سے پہلی سورۃ یعنی ''فاتحہ'' کی سب سے پہلی آیت کا سب سے پہلا لفظ بھی ''اَلْحَمْدُ'' ہی ہے جس سے بلاشبہ پروردگارِ عالم کی تعریف و ستائش ہی مراد ہے لیکن اسے حُسنِ اتفاق کہیئے یا حُسنِ تعلیل کہ حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والتحیت کا اسم گرامی ''محمدؐ'' (صلی اللہ علیہ وسلم) خود لفظ ''حمد'' سے مشتق اور باب تفعیل ''حَمَّدَ یُحَمِّدُ تَحْمِیْدًا'' کا اسم مفعول ہے جس کے لفظی معنیٰ ہیں ''بہت تعریف کیا ہوا یا مسلسل و متواتر اور بار بار تعریف کے لائق'' چنانچہ مفسرین کرام نے سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے نام نامی ''محمدؐ'' (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہِ تسمیہ ''لِمَا حَمِدَهُ الْاَوَّلُوْنَ وَ الْاٰخِرُوْنَ'' بیان کی ہے یعنی ''وہ ذاتِ والا صفات جس کی تمام اگلوں اور پچھلوں نے تعریف کی ہو'' گویا آپؐ سے قبل سب آنے والوں نے ازل سے آپؐ کی تعریف و توصیف فرمائی اور اب آپؐ کے بعد سب آنے والے بھی تا ابد آپؐ کی مدحت و نعت بیان کرتے رہیں گے۔ اس تناظر میں ادبی قواعد کا تقاضا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کو ''حمد'' کہا جائے لیکن اس کے لیئے ادبی اصطلاح میں ''نعت'' کا لفظ معروف و مختص ہے۔ چنانچہ دکن کے نامور استاذ الشعراء صفی اورنگ آبادی مرحوم نے نہایت جرأت و احتیاط کے لطیف امتزاج کے ساتھ یہ شعر کہا ہے ؎

کیا کہوں منہ سے کہ قرآن کا منہ ہے ورنہ ۔۔۔ حمد کا لفظ تو ہونا تھا محمدؐ کے لیے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

شہنشاہ رباعیات امجد حیدر آبادی مرحوم کی ایک نعتِ شریف کے اس بند میں بھی اسی طرف اشارہ ہے ؎

محمدؐ سے ہے دو جہاں میں اُجالا ۔۔۔ محمدؐ ہے بے شکل کی شکل والا
محمدؐ کی سرکار ہے سب سے اعلیٰ ۔۔۔ محمدؐ سے ہے حمدِ باری تعالیٰ
کہو جسم میں جان جب تک ہے امجدؔ ۔۔۔ محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم)

بقول ڈاکٹر حبیب نثار غالب کے خطوط کے مجموعہ ''عود ہندی'' پر اپنے تعارفی کلمات میں محمد مختار علی خاں نعتِ

شریف کو حمد کے ہم رتبہ بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں "بندہ سے خدا کی تعریف ہو کیا مجال ہے، زبانِ مخلوق حمدِ خالق کر سکے وہم و خیال ہے۔ نعت کا رُتبہ حمد سے کم نہیں، جس ممدوح کا پروردگار مدّاح ہو اس کی مدح کے لائق ہم نہیں"۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ صنعت کو دیکھتے ہی صانع یاد آ جاتا ہے اور خلقت کا کمال دیکھ کر خالق کا تصوّر آ جاتا ہے۔ قادرِ مُطلق نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری خوبیوں کا بے مثال مرقّع اور تمام رعنائیوں کا بے نظیر شہکار بنا دیا ہے۔

آپؐ کے اسی ذاتی وصفاتی کمالِ بے مثال کے بیان کا نام نعت ہے خواہ وہ شعلہ نوا تقریر کی صورت میں ہو کہ رنگین تحریر کی شکل میں، نثر کے جامۂ زیبا میں ہو کہ نظم کے پیراہنِ رعنا میں، خراجِ نعت کی پیشکش خواہ تحتُ اللّفظ کی سادگی سے آراستہ ہو یا ترنم و خوش الحانی کے اہتمام سے پیراستہ ہو۔

اس میں دو رائے نہیں کہ قرآنِ مجید ہی نعتِ منثور کا سب سے عظیم شاہکار اور ایمانی نگاہوں میں مدحتِ رسولؐ کے گلہائے رنگا رنگ سے سجا سجایا ہوا اور نعتِ مصطفیٰؐ کی خوشبو سے مہکا مہکایا ہوا ایک خوش نظر گلدستہ ہے۔ کلامِ ربانی میں ربِّ ذُوالجلال کی جانب سے مدح وثنائے رسولؐ کی رفعت اور لامحدودیت وآفاقیت کے ببانگ دہل اعلان کے بعد اب کس کی زبان میں ہمت ہے کہ کما حقہٗ مدحتِ رسولؐ بیان کر سکے اور کس کے قلم میں جرأت ہے جو آپ کی شایان شان نعت کا حق ادا کر سکے۔ اس عجز وقصور کے باوجود سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اپنی زبان وقلم کے ذریعہ وابستگی وشیفتگی، محبت وعقیدت اور تعظیم وتقدیس کا والہانہ اظہار بلاشبہ ایمان کا تقاضا بلکہ عینِ ایمان ہے۔ حضرت علامہ بوصیری علیہ الرحمہ اپنے شہرۂ آفاق قصیدۂ بردہ شریف میں فرماتے ہیں ؎

دَعْ مَـا ادَّعَـتْـهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّـهِـمِ   وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحاً فِیْهِ وَاحْتَکِمِ

یعنی اے مسلمان! تو اپنے نبیؐ کے بارے میں وہ بات (خدا یا خدا کا بیٹا) ہرگز مت کہنا جو نصاریٰ نے اپنے نبیؐ کے بارے میں کہی تھی۔ باقی اس کے سوا تو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثناء میں جو چاہے کہہ اور نہایت عزم راسخ اور یقین کامل کے ساتھ عرض کرتا چلا جا۔ آپ کو خَلِیْفَةُ الْاَعْظَمْ کہو یا مَـالِکُ رِقَابِ الْاُمَمْ، سَیِّدُ الْاَنْبِیَـاءِ وَ الْـمُرْسَلِیْنْ کہو یا قَـائِـدُ الْـغُـرِّ الْمُحَجَّلِیْنْ، ساقیٔ کوثر کہو کہ شافعِ محشر، مالکِ کونین کہو کہ سلطانِ دارین، تاجدارِ عالم کہو کہ فخرِ آدمؑ و بنی آدم، سرورِ کائنات کہو کہ خلاصۂ موجودات جو کچھ بھی توصیف کی جائے سب جائز و درست ہے بلکہ آپؐ کے درجات رفیعہ ومراتب جلیلہ کے لحاظ سے یہ سب کچھ کم ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نعت گو اور ثناخواں شعراءِ کرام کا ایک کاروانِ شوق زائد از چودہ صدیوں کی طویل مسافت طے کرتا ہوا دنیا کی ان گنت زبانوں میں اپنی نیاز مندی کا عاجزانہ خراج لئے بارگاہِ رسالتؐ کی جانب رواں دواں ہے۔ جس

میں شامل اہلِ بیتِ اطہار، اُمّہاتُ المؤمنین، صحابہ وصحابیات، تابعین وتبع تابعین رضوان اللہ اجمعین کے علاوہ ائمہ، مجتہدین، علماء وصالحین اور مشائخ وصوفیہ علیہم الرحمہ نے حضور رسولِ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس ومطہر شخصیت کے منور پہلوؤں کو اپنی فکر ونظر کے آئینہ خانوں میں سجا سجا کر اپنے والہانہ احساسات کی عکاسی اور عاشقانہ جذبات کی ترجمانی کی ہے جن کا نعتیہ کلام اسلامی شاعری کی اُفق پر آج تک جگمگا رہا ہے اور تا صبح قیامت اپنی تابانیاں بکھیرتا رہے گا۔

دکن کی مردم خیز سرزمین میں ایک سے ایک بلند پایہ نعت گو شعرا اور عاشقانِ رسولؐ پیدا ہوئے اور نعت گوئی کے میدان میں اپنے گہرے نقوش چھوڑ گئے ہیں۔ اس کا تسلسل الحمدللہ آج بھی برقرار ہے۔ چنانچہ گرامی قدر الحاج خواجہ شوقؔ صاحب دورِ حاضر میں اِسی مبارک سلسلہ کی ایک کڑی ہیں جن کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔ نام خواجہ حسین شریف اور تخلص شوقؔ ہے۔ دکن کے نامی گرامی، ممتاز اور کہنہ مشق شاعر ہیں جن کا اساتذۂ سخن میں شمار ہوتا ہے۔ حضرت علامہ مفتی اشرف علی صاحب علیہ الرحمہ جیسے قادر الکلام شاعر سے ابتدا میں تلمذ حاصل کیا جن کی بغداد شریف روانگی کے بعد صفیؔ اورنگ آبادی مرحوم کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہو گئے۔ والدی مرشدی حضرت سید الصوفیہ علیہ الرحمہ کے مریدِ صادق مولوی غلام علی حاویؔ مرحوم جانشین صفیؔ اورنگ آبادی کے استاد بھائی ہیں۔

''وصلِ علیٰ'' کے نام سے شوقؔ صاحب کا پہلا مجموعۂ نعوت ومناقب شائع ہو چکا ہے جس کے بعد نعت ومنقبت پر مشتمل موصوف کا یہ دوسرا مجموعہ کلام موسومہ ''سَلِّمُوْا تَسْلِیْمَا'' منظرِ عام پر آ رہا ہے جس میں ایک حمدِ باری، مکمل فارسی نعت کے علاوہ اُردو کی چھیاسی (۸۶) نعتیں اور بیالیس (۴۲) منقبتیں بھی شامل ہیں۔ زبان وبیان میں ادب وتعظیم، اظہار وادا میں بے ساختگی، افکار میں پاکیزگی اور لب ولہجہ میں شائستگی یہ سب محاسن شاعرِ ''سَلِّمُوْا تَسْلِیْمَا'' کے جذبِ دروں اور قلبی سوز وگداز کی عکاسی کرتے ہیں۔ کلام میں ندرتِ خیال، معنویت، نکتہ سنجی اور تہہ داری قاری کا دل موہ لیتی ہے۔ قرآن وحدیث کے علاوہ سیرتِ طیبہ کی تلمیحات نے اشعار میں ایک کشش اور جاذبیت پیدا کر دی ہے۔ فنی پختگی، طرزِ ادا کی شگفتگی اور تشبیہات واستعارات کی بوقلمونی نے کلام کو اثر آفریں اور دل پذیر بنا دیا ہے۔

الفاظ کی انوکھی تراش وخراش اور عربی وفارسی آمیز بندشوں مثلاً مازاغ نگاہی، پردۂ نورِ مجرد، چشم مشیّت کار، تطہیری ردا، مقدر ساز دفتر، پیغمبر شناسی، غوثیت فہمی، عرش قامت، خورشیدِ حرا، سایۂ بے سائیگی اور پردۂ بے جسمی جیسی انوکھی لفظی تراکیب جناب شوقؔ ہی کی جدّت طرازی ہے۔

''سَلِّمُوْا تَسْلِیْمَا'' میں مختلف صنائع وبدائع کا بڑی خوبی سے استعمال کیا گیا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق چند نمونے ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

حُسنِ تعلیل:

مُصحفِ روئے نبیؐ قلب کی محراب میں ہے — رات دن مجھ کو سہولت ہے تلاوت کیلئے
گنبدِ خضرا سے آنکھیں شوق کیوں روشن نہ ہوں — دیدہ و دل کیلئے فرحت ہے سبزہ دیکھنا
ایمان کا بگاڑ ہیں بد اعتقادیاں — بنیاد ٹھیک ہو تو عمارت کھڑی رہے

صنعتِ طباق:

نہ مانے تو کیا کوئی مانے تو کیا — نہ گھٹتی نہ بڑھتی ہے عظمت نبیؐ کی
محشر کی دھوپ بھی مجھے ہوجائے چاندنی — سایہ فگن جو آپ کی بے سائیگی رہے
آ اس یقیں سے بزمِ شہؐ کائنات میں — ناممکنات بھی ہیں یہاں ممکنات میں
مُردن بہ تمنائے نبیؐ عینِ حیات است — مانند اجل را ہمہ عُشاق وصالے

مراعاۃُ النظیر:

کوئی نہیں اُس قامتِ عظمت کے برابر — لفظوں کی قبائیں ہوں کہ فکروں کے لبادے
دل کے ویرانے نوری چمن گئے — سبز گنبد نے سب کچھ ہرا کردیا
چلتی رہتی ہیں مدینے کی ہوائیں رات دن — بوئے وحدت سے معطر ہے گلستاں غوثؓ کا

الفاظ کی الٹ پھیر سے صنعتِ قلب جیسی صورت پیدا کی گئی ہے مثلاً

خدا کی حقیقت نبیؐ جانتے ہیں — خدا جانتا ہے حقیقت نبیؐ کی
مدینے میں رہا دل اپنا اتنا — کہ اب دل میں مدینہ آپ کا ہے

تلمیح:

نوید فتح بھی ہے ساتھ روم و ایراں کی — چٹان توڑ دے خالی یہ وہ کُدال نہیں
آواز کہاں سے دی اور ساریہؓ کس جا تھے — یہ دُوربیں کیسی ہے یہ کونسا آلہ ہے
فیض و عطائے سرورِ کونین دیکھئے — کسریٰ کے کنگن آئے سراقہؓ کے ہاتھ میں

ایک ہی لفظ کی تکرار سے پیدا کردہ خوبی دیدنی ہے

نظر گُم، عقل گُم، احساس گُم، میں خود بھی گُم صُم تھا — تصوّر بھی نہ تھا جس کا وہ منظر دیکھ آیا ہوں
قوسین کا پردہ ہو یا میم کا پردہ ہو — پردے کی جو باتیں ہیں وہ اب بھی ہیں پردے میں

نہ نظر آنے کے جلوے بھی نظر آتے ہیں   اک نظر ان کی دکھا دیتی ہے کیا کیا دیکھو

کلیم وحبیب کے دیدار میں فرق ملاحظہ ہو

طور کا منظر الگ قوسین کا منظر الگ   جیسا جلوہ ۔ دیکھنے والا بھی ویسا چاہئے

شوقؔ ارضِ مدینہ کو کیا طور سے نسبت ہے   واں ہوش اُڑانا تھا یاں ہوش جگادینا

ایک ہی لفظ دومعنوں میں استعمال دیکھئے ۔ جالا اور قبلہ محلِ نظر ہے

کیا نور الٰہی کو باطل کی نظر پائے   واں ثور کا جالا تھا یاں آنکھوں میں جالا ہے

قبلۂ دیں و ایمان وہی ذات ہے   جس نے قبلہ کا رُخ دوسرا کردیا

قافیہ کے استعمال میں ندرت کس قدر خوب ہے۔

سنتے ہیں برابر جو تہہِ دل سے صدا دے   سرکارؓ حُسینیؓ حَسنیؓ ہیں نبیؐ زادے

نور قدم آیا جو نبوّت کی قبا میں   توحید کی صبحوں میں ڈھلیں کفر کی شامیں

المختصر بزرگ و عاشقِ رسوؐل اساتذۂ سخن سے اکتسابِ فیض اور اہلِ نسبت اللہ والوں کے حلقوں کی صحبت نے شوقؔ صاحب میں حُبِ رسوؐل وآلِ رسوؐل کے مقدس جذبہ کو خوب نکھارا اور اولیاء اللہ سے عقیدت کے رابطہ کو خوب سنوارا جس کا اثر و فیضان ان کی نعتوں اور منقبتوں میں صاف دکھائی دیتا ہے ۔ جس طرح پہلا مجموعہ کلام ''صلِّ علیٰ'' بے حد مقبول ہوا اور اکثر محفلوں میں شوقؔ صاحب کا کلام بڑے شوق سے پڑھا جاتا ہے' امید کہ نعتوں اور منقبتوں کے اس دوسرے مجموعہ ''سَلِّمُوْا تَسْلِيْمَا'' کی بھی عاشقانِ رسوؐل کے حلقوں میں خوب پذیرائی ہوگی ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَ نُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْاَكْرَمِيْنَ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهِ الصَّالِحِيْنَ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔فقط

درویش خیر اندیش

جانشین حضرت سید الصوفیہ

قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری

(صدر کل ہند جمعیۃ المشائخ)

تصوف منزل قریب ہائیکورٹ

حیدرآباد۔۲ (اے۔پی)

مرقوم: ۲۵؍ جولائی ۲۰۰۷ء

اظہارِ حال

نعتِ سرورِ کائنات ایسا ہمہ جہتی ایمانی موضوع ہے جس کے بارے میں خلقت تو درکنار، صحائفِ آسمانی تک رطبُ اللّسان ہیں۔ عام طور پر یہ مشہور ہے کہ سب سے پہلے نعت آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب نے کہی لیکن جب صحائفِ آسمانی میں حضورؐ کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر ہے تو اس سے تصدیق ہوتی ہے کہ پہلے خود خالقِ اکبر نے سرکارؐ کی مدح فرمائی اور یہ سلسلہ وہیں سے چل پڑا ہے مخلوق اگر ثنا گو ہے تو حیرت کی بات نہیں بلکہ سنّتِ الٰہی ہے۔ ہر دور میں ہر زبان میں خلقت نے اپنے عقائد و وابستگی اور جاں نثاری، ربط و نسبت کا اظہار اپنے اپنے خیال و معیار کے مطابق کیا ہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا۔

پہلے (مجموعۂ نعت و منقبت و سلام) صلِّ علٰی کی اشاعت کے بعد میں مطمئن تھا کہ یہ ایمانی سرمایہ اتلاف سے محفوظ ہو گیا لیکن اس کی پذیرائی جس انداز میں ہوئی میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا نتیجۃً لوگوں کے مسلسل اصرار کے تحت مجبوراً کچھ کرم فرماؤں کے تعاون سے دوسرا ایڈیشن بھی شائع کرنا پڑا اب وہ بھی ختم ہو چکا مجھے قطعاً اس کا اندازہ ہی نہیں تھا۔ دو سال سے اپنی گرتی ہوئی صحت سے مجھے تشویش سی تھی کہ ناگہانی اسکوٹر کے حادثے نے اور پریشان کر دیا اس حادثے سے سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ چکن گنیا کی عام بیماری نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی، چلنے پھرنے کی مجبوری مسلسل کمزوری سوہانِ روح بن گئی اب تک بھی اس کے اثرات باقی ہیں۔ کہیں آنا جانا اور مشاعروں کی شرکت بہت کم ہو گئی شدید ضرورت کے تحت ہی باہر نکلتا ہوں کچھ مخلصین کے اصرار پر کہیں اگر گیا بھی تو تھوڑی دیر کے لئے بشرطِ صحت شرکت کر لیتا ہوں ورنہ معذرت چاہ لیتا ہوں۔

یہ تو میری اپنی مجبوری ہے سوال ذہن میں یہ پیدا ہوا کہ صلِّ علٰی کے بعد جو کلام اب تک ہوا اس کا کیا ہوگا؟ اُس کا محفوظ ہونا بہت ضروری ہے ورنہ وہ تخلیق ضائع ہو جائے گی۔ اس غیر یقینی صورتِ حال کے مدِّ نظر مزید تاخیر، لمبی توقعات نامناسب سمجھتے ہوئے صرف بعد والے کلام کے تحفّظ کی خاطر اس کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا جو بفضلِ خدا کتابی صورت ("سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا") میں جتنا بھی بچ گیا ہے پیشِ قارئین ہے۔

ایک بات جو بہت زمانے سے میرے دل میں کھٹکتی ہے وہ یہ کہ اکثر اخباروں کی رُوداد پڑھنے میں آتی ہے۔ رسم رونمائی کی محفلوں میں مقررین کا خطاب، مقالہ نویس حضرات کے مقالے سننے میں آتے ہیں۔ سب کے سب نعتِ شریف اور اُس کی تاریخ، اُس کے محاسن و آداب، کتابوں کی نشان دہی، قرآنی آیات کے حوالے دیتے ہیں، صاحب تصنیف کی مدح سرائی ہوتی ہے یہ سب ہوتا ہے لیکن ادبی، شعری، فنی محاسن و معائب کا ذکر تک نہیں ہوتا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شجرِ ممنوعہ قطعاً غیر اہم و ناقابلِ اعتنا ہے یا پھر یہ حضرات خود اس سے واقف نہیں۔ ایک صاحب نے تو بڑے اطمینان سے

صاف کہہ دیا کہ ''عقیدت میں سب چلتا ہے'' بیچارے نے یہ سوچنا بھی گوارا نہیں کیا کہ عقیدت کے تحت کیا جو جی میں آئے بولنے کا جواز ہے اور وہ بھی کس کو؟ کس کی شان میں؟ نعتِ شریف و آدابِ نعت، خوش عقیدگی سب سر آنکھوں پر اس سے کوئی بھی ایماندار انکار نہیں کر سکتا لیکن کیا عقیدت میں زبان و بیان کی غلطیوں، اسقاط حروف، ساقط الوزن مصرعے، بے وزن اشعار، گنجلک مضامین، غیر شایانِ شان الفاظ کے استعمال کی گنجائش ہے؟ روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ! مجھے نہ اپنا بڑا پن جتانا ہے نہ کسی کی رسوائی و تحقیر منظور ہے نہ اس میں میرا کوئی مفاد مضمر ہے!

میں صرف کلام کی بات کر رہا ہوں کہ اس میں جو اغلاط و اسقام دواوین میں رہ جاتے ہیں اُن کا کیا ہوگا؟ (یہاں عوام الناس کی ناواقفیت کا ذکر نہیں ہے) واقف کار حضرات، بیرونی شعراء جب ایسا کلام سُنیں گے یا پڑھیں گے تو کیا رائے قائم کریں گے؟ مجھے صرف توجہ دلانا مقصود ہے بشرطیکہ گوشِ قبول ہو اور ناگوار نہ گذرے ورنہ حسب روایت خاموشی ہی بہتر ہے۔

آمدم برسرِ مطلب! میری حوصلہ افزائی قدر و منزلت جن مشاہیرِ علم و ادب کے قلمِ اعجاز رقم سے ہوئی وہ علمی ادبی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں۔ محترمین ڈاکٹر سید محمد حمید الدین شرفی (ڈائرکٹر آئی ہرک)، پروفیسر سلیمان اطہر جاوید، پروفیسر محسن عثمانی ندوی، حضرت الحاج قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی جیسے اساطین علم و ادب اور بزرگ شخصیتوں نے جس انداز میں ستائش کی ہے وہ میرے لیئے سند کا درجہ رکھتی ہے جن کا میں فرداً فرداً ممنون ہوں۔

اشاعت کے سلسلے میں اردو اکیڈیمی کا تعاون اور مکرمی محمد رحیم الدین انصاری صاحب کی مخلصانہ دلچسپی موجبِ امتنان و تشکر ہے۔ چونکہ طباعت و اشاعت کے سلسلے میں مجھ سے بحالتِ موجودہ تگ و دَو محال تھی اس لیئے اس کے تمام مراحل عزیز مکرم تراب بابا اطال اللہ عمرہٗ (نورِ نگاہ پیرزادہ خواجہ سید ابراہیم پاشاہ صاحب سجادہ نشین ہلکٹہ) کی سرپرستی و نگرانی میں طئے پائے جس کا شکریہ کیا ادا کروں۔ ہمہ تن سپاس گذار ہوں اس کی تزئین و ترتیب اور کمپیوٹر کتابت محبی عزیزم حافظ محمد وجیہ اللہ سبحانی نقشبندی قادری کی مخلصانہ دلچسپی و مساعیٔ جمیلہ کی مرہونِ منّت ہے خدائے تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطائے فرمائے جن کی بدولت یہ کام بحسن و خوبی انجام پایا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔ فقط

طالب دعائے خیر

خواجہ شوق

عقب چنچل گوڑہ جونیر کالج

چھاؤنی نادعلی بیگ (مسجد یکخانہ) حیدرآباد ۲۴

فون: 24561790

حمد باری تعالیٰ

اللہ تو کریم و غفورٌ رَّحیم ہے

بارِ گناہ سے مری حالت سقیم ہے
اللہ تو کریم و غفورٌ رَّحیم ہے

کس سے احاطہ ہو تری ذات وصفات کا
جو بھی صفت ہے ذات کی صورت قدیم ہے

محتاج ہر کوئی ہے ترا کائنات میں
وہ شان تیری صاحبِ لطفِ عمیم ہے

اسرار تیرے ہیں یہ حروف مقطعات
قرآں کا پہلا لفظ الف لام میم ہے

مولیٰ کسی کا حال بھی تجھ سے چھپا نہیں
تنہا تو وہ قدیر و بصیر و علیم ہے

کیا تیری عظمتوں کا تصوّر کرے کوئی
عاجز ہے فکر۔ حیرتی عقلِ سلیم ہے

ہر آن شوقؔ فضل و کرم کا ہے ملتجی
اُس پر چلا اِسے جو رہ مستقیم ہے



مرے سرکارؐ دیتے ہیں تو ہوتی ہے نظر پیدا

نہ خالق تھا نہ خلقت، قبلِ شاہِ بحر و بر پیدا
ظہورِ نورِ اوّل سے ہوا سب کچھ مگر پیدا

نبی فہمی سے حق بینی کا ہوتا ہے ہُنر پیدا
شعورِ مُعتبر کرتا ہے چشمِ مُعتبر پیدا

سفر ہے نور کا۔ کیا ہوں علاماتِ سفر پیدا
نشاں عرشی قدم کے ہیں نہ گردِ رہگذر پیدا

کتابوں سے کسی کو بھی بصیرت مل نہیں سکتی
مرے سرکارؐ دیتے ہیں تو ہوتی ہے نظر پیدا

ذرا پڑنا ہے سایہ رحمتِؐ عالم کے دامن کا
اُسے لگ جاتے ہیں پر جو ہُوا بے بال و پر پیدا

ہوئے قاتل بھی قرباں آپکی انساں نوازی پر
سلوک انسانیت کا دل میں کر لیتا ہے گھر پیدا

حرا کے غار میں نوری قدم یونہی نہیں آئے
یہیں سے ایک دن ہونی تھی قرآنی سحر پیدا

خدائی رحمتوں کا ابر نیساں اس طرح برسا
ہوئے دل کے صَدف میں لا الہ کے گہر پیدا

خیالوں میں نبیؐ کے ڈوبنا ہے روشنی دل کی
نظر کا غیب ہو جانا بھی کرتا ہے نظر پیدا

فرشتے تک یہاں بے اِذن شوق آنے نہیں پاتے
"ادب گاہیست زیر آسماں"۔ با کرّ و فر پیدا



یہ وہ سورج نہیں جو ہو اِدھر پنہاں اُدھر پیدا

شہِ طیبہ سے ہو قلبی تعلّق جس قدر پیدا
خدا کی معرفت کرتی ہے اُتنا دل میں گھر پیدا

خدا کرتا ہے اِس اُمّت میں ایسے بھی بشر پیدا
لہو سے دشت میں کرتے ہیں جو گلہائے تر پیدا

جب انوارِ مدینہ دل میں کر لیتے ہیں گھر پیدا
اُجالے خود بخود ہوتے ہیں تا حدِّ نظر پیدا

سحر کہتے ہیں جس کو نام ہے دیدارِ آقا کا
نہیں تو روز ہوتی ہے زمانے میں سحر پیدا

دو عالم جلوۂ مِنْ نُّوْرٌ سے ہر آن روشن ہیں
یہ وہ سورج نہیں جو ہو اِدھر پنہاں اُدھر پیدا

فقط اُمّی لقب سرکار کے قدموں کا صدقہ ہے
کروڑوں ہو گئے صاحب دل و صاحب نظر پیدا

نہ جانے کُن فکاں کتنے عوالم کا مرقّع ہے
بہ ہر عالم ہے نُور انکا بہ اندازِ دگر پیدا

احاطہ ہو نہیں سکتا مقاماتِ محمدؐ کا
ہزار انسان کر لے وسعتِ فکر و نظر پیدا

شعورِ بندگی پر ناز کرنا بعد ائے ناداں
رسولؐ اللہ کی چوکھٹ کے قابل سر تو کر پیدا

غلامانِ شہِ طیبہ ہیں شوقؔ ایسے ہُنر والے
جہاں جاتے ہیں کر لیتے ہیں اپنی رہگذر پیدا



اک تجلّی نے سب تصفیہ کردیا

اک تجلّی نے سب تصفیہ کردیا نور کو شکل دی ۔ مصطفیٰ کردیا

ذات کو ذات کا آئینہ کردیا خود نمائی کی خواہش نے کیا کردیا

اک نظر نے تری کیا سے کیا کردیا ذرّهٔ خاک کو حق رسا کردیا

ایک اک بات کو معجزہ کردیا آپ پر ختم ہر اِرتقا کردیا

کم کہاں تھا جو رُتبہ بڑا کردیا وہ ازل سے ہی سلطانِ لَولاک ہیں

قُرب کو کتنا بے فاصلہ کردیا ساعتِ لِیْ مَعَ اللہُ معیّن نہیں

سبز گنبد نے سب کچھ ہرا کردیا دل کے ویرانے نوری چمن بن گئے

جس نے قبلہ کا رُخ دوسرا کردیا قبلۂ دین و ایماں وہی ذات ہے

ناشناسوں نے فتنہ بپا کردیا جب نہ سمجھی گئیں آپ کی عظمتیں

شان مثلِ بشر شوقؔ بے مثل ہے

لاکھ اعلانِ قُلْ اِنَّمَا کردیا

(سالانہ مشاعرہ جامعہ نظامیہ)



ساری دنیا کو حیرت زدہ کردیا

روشن اقرأ سے کیا اک حرا کردیا
کن فکاں کو نبوّت کدہ کردیا

جہل کو ہوشِ حق کیا عطا کردیا
اژدہے کو کلیمی عصا کردیا

روشنی دُور سورج سے ہوتی نہیں
آپؐ کو کس نے حق سے جدا کردیا

انقلاب ایسا تئیس[۲۳] برسوں کا ہے
ساری دنیا کو حیرت زدہ کردیا

پیکرِ خاک کا حق سے رشتہ ہی کیا
ذاتِ مِنْ نُوْرٌ کو واسطہ کردیا

مسندِ فقر ایسی تمھیںؐ حق نے دی
تاجداروں کو در کا گدا کردیا

وہ بدن ہے حقیقت میں یا نور ہے
قَابَ قَوْسَیْنْ نے فیصلہ کردیا

اک صحابی نے مہماں نوازی وہ کی
کردیا روشن ایماں۔ بُجھا کر دِیا

آپؐ کی شانِ رحمت وہ اعجاز ہے
آندھیوں کو بھی موجِ صبا کردیا

خاکِ در اُن کی ہے شوقؔ وہ کیمیا
جس نے پائی اُسے کیمیا کردیا



اشکوں کی خموشی کو آواز بنا دینا

رحمت ہے نبیؐ فہمی ہر دل کو جدا دینا
جس عُمر کا بچہ ہے ویسی ہی غذا دینا

منظورِ مشیّت تھا نور را اپنا دکھا دینا
خود پردے میں رہ جانا ہر پردہ اُٹھا دینا

بیمار ہیں دل یارب رحمت سے شفا دینا
گلزارِ مدینہ کی کچھ تازہ ہوا دینا

اے دل کی تڑپ جب بھی آقاؐ کو صدا دینا
اشکوں کی خموشی کو آواز بنا دینا

ہر آیتِ قرآنی مَا اَعْظَمَ شَانِیْ ہے
سیرت کا ثبوت اس سے کیا اور بڑا دینا

مل جائیگا خالق کے ملنے کا پتہ مجھ کو
پہلے مجھے آقاؐ کے ملنے کا پتہ دینا

دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو کوئی بھی نہیں دیتا
دینا تو نبیؐ دینا، دینا تو خدا دینا

آقاؐ کی ثنا گوئی اِک فرضِ غلامی ہے
کس مُنھ سے کہوں گا میں سرکاؐر صلہ دینا

ہر تار ہے اشکوں کا زنجیرِ درِ رحمت
رونا غمِ شہؐ میں ہے زنجیر ہلا دینا

گھر والے جو اُنکے ہیں تطہیر کی آیت ہیں
قرآن ہے خود ناطق ہم نام اُنھیں کیا دینا

شوقؔ ارضِ مدینہ کو کیا طور سے نسبت ہے
واں ہوش اُڑاتا تھا یاں ہوش جگا دینا



کردارِ شہِؐ دیں کا آئینہ دکھا دینا

اعجازِ شہِؐ دیں ہے وہ ہوشِ اَنا دینا ذہنوں کو بدل دینا روحوں کو جِلا دینا

اِک نور کرن ایسی خورشیدِ حرا دینا ایماں کی حرارت کو پھر نشو نما دینا

عشقِ شہِؐ طیبہ میں ہستی کو مٹا دینا دراصل ہے قطرے کو دریا میں ملا دینا

خلقت کو جود یتے ہیں خلقت اُنھیں کیا دیگی دینے کا تصوّر ہی ذہنوں سے مٹا دینا

ادراک نہ ہو جس کو قرآن کے باطن کا کردارِ شہِ دیں کا آئینہ دکھا دینا

بوجہل عدوئے دیں کافر کا رہا کافر ایماں کی ہدایت بھی دینا تو خدا دینا

دشمن بھی منافق بھی سب سامنے تھے لیکن سرکارؐ کی رحمت کو آیا نہ سزا دینا

عشقِ شہِؐ بے سایہ انعامِ الٰہی ہے نعمت کو مرض کہہ کر کہتے ہیں دوا دینا

کیوں مثلِ بشر بن کر آتا نہ وہ نورِ کُل ذہنِ بشری کو تھا اک موڑ نیا دینا

قرآن نے توڑا ہے ہر کُفر دماغوں کا سیرت کا یہ رُخ بھی تھا دنیا کو دکھا دینا

شوقؔ اُنکے گدا ہو کر دامن کہاں پھیلائیں

آتا ہے بھلا کس کو آقاؐ کے سوا دینا



جسم کا جسم ہے نور کا نور ہے

ذاتِ "مِنْ نُوْرٌ" صلِّ علیٰ نور ہے جسم کا جسم ہے نور کا نور ہے

پیرہن سے حقیقت بدلتی نہیں روز اوّل سے جو نور تھا نور ہے

نور سیرت بھی ہے نور قرآن بھی شان سرکار نورٌ علیٰ نور ہے

مادّی آنکھ دیکھے گی کیا نور کو نور کو دیکھتا جانتا نور ہے

قُربِ نورَین کی شرح کیا ہو سکے دو کمانوں کا بھی فاصلہ نور ہے

کیا نمایاں ہو جسمانیت نور کی نور پیکر کا ہر زاویہ نور ہے

نور کا پردہ ہوتا نہیں ہے کوئی پردۂ ذات خود ذات کا نور ہے

ہٹ کے نور قدم سے کہیں کچھ نہیں کتنے ناموں سے بَدْرُ الدُّجی نور ہے

نورِ بے فصل کا شوقؔ احاطہ ہو کیا

ہر جہت سلسلہ سلسلہ نور ہے



ہُو بہ ہُو نور کا آئینہ نور ہے

مظہرِ حق ز سر تا بہ پا نور ہے ہُو بہ ہُو نور کا آئینہ نور ہے

عقل حدِّ تعیّن میں دیکھے گی کیا ہر تعیّن سے وہ ماوَرا نور ہے

ان کی منزل کا کیسے نشان مل سکے نورِ کُل ہیں وہ اُن کا پتہ نور ہے

مستقل معجزہ ہے ظہور آپ کا شکلِ انساں میں اللہ کا نور ہے

برف پانی جہاں مل گئے ایک ہیں نور سے مُتّصل جو ہوا نور ہے

کیا مکاں لامکاں عرش کیا فرش کیا نور جس جا ہو جلوہ نما نور ہے

آفتاب نبوّت ہے اپنی جگہ دونوں عالم میں پھیلا ہوا نور ہے

سبز گنبد کے پردے میں کیا کچھ نہیں بارگاہ شہِؐ انبیا نور ہے

شوقؔ اعجاز ہے یہ بھی اُس نور کا

سب میں رہ کر بھی سب سے جدا نور ہے



تم سے ہٹ کر کیا تصوّر دین کا ایمان کا

بس یہی معیارِ عظمت ہے ہر اک انسان کا
جس قدر عشقِ نبیؐ۔ قد اُس قدر ایمان کا

کیا تعارّف ہو مُکمّل۔ صاحبِؐ قرآن کا
ایک گوشہ ہیں دو عالم ان کے نُورستان کا

بزم کُن میں حال وہ ہے آپکے فیضان کا
جسم میں عالم ہے جیسا خون کے دوران کا

دین و ایماں ہم غلاموں کا تمہی سرکارؐ ہو
تم سے ہٹ کر کیا تصوّر دین کا ایمان کا

جان و دل کو روشنی ملتی ہے اِلّا اللّٰہُ کی
کام کرتا ہے خیالِ طیبہ رَوشندان کا

کیا مرے آقاؐ کے دیوانے سمجھ میں آئینگے
کوئی کیسی شان کا ہے کوئی کیسی شان کا

دیکھ لیتی ہے نظر تو بند ہوتی ہے زباں
اتّصال ایسا ہے ذاتِ واجب و امکان کا

صاحب لولاک تو پھر صاحبِؐ لولاک ہیں
اُنکے دیوانے بدل دیتے ہیں رُخ طوفان کا

نعت کا میدان خواجہؔ شوق وہ میدان ہے
آخری حد فکر کی آغاز ہے وِجدان کا



نام ہے عرفانِ حق سرکارؐ کے عرفان کا

ہوش خلقت کو کہاں تخلیق کے عنوان کا
پردۂ نورِ مُجرّد ہے لباس انسان کا

ہر زمانے میں ہے زندہ معجزہ قرآن کا
دائمی معیار ہے سرکارؐ کی پہچان کا

جائزہ ممکن ہے کس سے آپکے احسان کا
ایک اک ساعت کا اک اک پل کا اک اک آن کا

جو نہ جانے آپ کو کیا جانے وہ اللہ کو
نام ہے عرفانِ حق سرکارؐ کے عرفان کا

جتنے طوفانوں میں تھی پیغمبرانہ زندگی
ہر قدم تھا اُتنے استقلال و اطمینان کا

فیضِ اُمّیت نہ ہو جب تک پتہ چلتا نہیں
باطنی قرآن ایک اک لفظ ہے قرآن کا

کلمۂ وحدت میں اقرارِ رسالت اصل ہے
پایہ بھی نوری ہے کتنا نور کے ایوان کا

ذات کی پہچان تو پھر ذات کی پہچان ہے
علم تک پورا نہ ہو پایا کسی بھی شان کا

حق شناسی کو بھی پیغمبر شناسی چاہیے
نور ہوتا ہے وسیلہ نور کے عرفان کا

ایسے شہرِ علم کو اُمّی لقب کہتے ہیں شوقؔ
ظاہر و باطن ہے جو ہر آیتِ قرآن کا



جس پر کُھلے بہ قدرِ شعور نظر کُھلے

پورے کسی پہ بھی نہ شہِؐ بحر و بر کُھلے
جس پر کُھلے بہ قدرِ شعور نظر کُھلے

کیا شانِ مصطفائی ہر اک شخص پر کُھلے
در پردہ نورِ حق ہیں وہ مثلِ بشر کُھلے

یہ ایک در ہو بند تو دروازے سارے بند
یہ ایک در کُھلا تو دو عالم کے در کُھلے

کٹ جائے عمر گنبدِ خضریٰ کی چھاؤں میں
یارب ہمارے سر سے نہ یہ ابرِ تر کُھلے

لفظوں سے حق کے راز سمجھنا محال ہے
قرآں جبھی کُھلے گا کہ قرآں کا گھر کُھلے

انوارِ مصطفائی وہ اسرارِ ذات ہیں
برسوں میں بھی کُھلے تو بہت مختصر کُھلے

دیوار کوئی شئے نہیں رستے میں نور کے
کیا لازمی ہے گنبدِ خضریٰ کا در کُھلے

غزوات ہوں کہ امن ہو ہجرت ہو یا قیام
جس موڑ پر کُھلے وہ بہ شانِ دگر کُھلے

جب تک نظر ہے بند۔ پتہ کیا چلے گا شوقؔ
عالم کئی کُھلیں گے تبھی جب نظر کُھلے



انساں حواس کھودے حقیقت اگر کھلے

انوارِ لَمْ یَزَلْ جو بہ شکلِ بشر کھلے
دروازے کتنے بند ہوئے کتنے در کھلے

ٹھہرے گا وقت صاحبِ لولاک اگر کھلے
جب تک سفر نہ ختم ہو کیونکر کمر کھلے

اندازہ شہرِ علم کی وسعت کا کس کو ہے
کھلنے کے جس قدر تھے رموز اس قدر کھلے

رحمت کی بارگاہ ہے ہر دم کھلی ہوئی
در بند ہو اگر تو کہیں گے کہ در کھلے

پھیلا ہوا ہے حلقۂ مِنْ نُّوْرْ کس قدر
سارے اسیرِ دام ہیں پر بند۔ پر کھلے

ادراک میں نہ آئے مقاماتِ مصطفیٰ
صدیاں ہوئی ہیں دفترِ علم و ہنر کھلے

کھلتے ہیں سارے پردے محمدؐ کے نام سے
ممکن نہیں کہ میم کا پردہ مگر کھلے

آدمؑ سے تا مسیحؑ کسی پر نہ کھل سکے
اسرارِ حق جو صاحبِ قوسین پر کھلے

سب کو بہ قدرِ ہوش ہے عرفانِ نبیؐ کا شوق
انساں حواس کھودے حقیقت اگر کھلے



ہونے نہیں پاتے وہ اندھیروں کے حوالے

جن سینوں میں ہوتے ہیں مدینے کے اُجالے
ہونے نہیں پاتے وہ اندھیروں کے حوالے

کھل جائینگے جتنے ہیں دل و ذہن پہ تالے
پہلے قدمِ صاحبِؐ لَوْلَاکَ لَمَا لے

ٹھنڈے ہیں کچھ اتنے درِ آقاؐ کے اُجالے
جو ایک جھلک دیکھ لے تا حشر مزہ لے

بے عشقِ نبیؐ دل نہ ہوں کیوں ظلمتوں والے
ویران مکانوں میں بہت ہوتے ہیں جالے

یوں تربیتِ ذہنِ بشر آپؐ نے کی ہے
بچوں کو دیئے جاتے ہیں جس طرح نوالے

قرآن وہ اعجاز سراپا ہے نبیؐ کا
تا حشر لکھے جائیں گے دنیا کے مقالے

کونین کی سب سے بڑی نعمت تو تمھی ہو
کیا مانگیں گے سرکارؐ تمھیں مانگنے والے

اُمّیتِ سرکارؐ کا اعجاز تو دیکھو
قرآں کی ہر آیت میں ہیں آقاؐ کے حوالے

یوں اہلِ جنوں شوقؔ چلے راہِ نبیؐ میں
رستے کی رکاوٹ نہ بنے پاؤں کے چھالے



کیا دیکھیں گے آقاؐ کے قدم دیکھنے والے

فیضانِ نبیؐ روح کو جب تک نہ اُجالے　　ممکن ہی نہیں منزلِ حق کو کوئی جالے

اے سوزِ غمِ ہجرِ نبیؐ دم تو ذرا لے　　آنکھوں سے نہ بہہ جائیں کہیں سینے کے چھالے

جس وقت سے گردش میں ہیں ہستی کے پیالے　　تنہا ہیں نبیؐ بوجھ خدائی کا سنبھالے

کچھ بھی سہی مہر ومہ و انجم کے اُجالے　　کیا دیکھیں گے آقاؐ کے قدم دیکھنے والے

اس نورِ مجسّم کا کوئی جائزہ کیا لے　　جسکے قدمِ پاک سے سورج بھی ضیا لے

خود آگہی ممکن نہ خدا آگہی ممکن　　ہر گام پہ جب تک کرم اُن کا نہ سنبھالے

ہوتی ہے بڑی شان بڑے در کے گدا کی　　چھُپتے ہیں کہاں دامنِ سرکار کے پالے

منظور تحفّظ تھا کمالات نبیؐ کا　　قرآن کے پارے بنے سیرت کے مقالے

اصحابِ نبیؐ شوق تھے کس درجہ دِلاور

تاریخِ دو عالم میں نہیں ایسے جیالے



عالم ہمہ پُرنور شداز عکس جمالے

اے ختمِ رُسل بر تو سزد جملہ کمالے — اوصاف چہ اوصاف، جمالے چہ جمالے

آں نور کہ در پردۂ اسرارِ نہاں بود — بے مثلِ بشر گشت و برآمد بہ مثالے

چوں نور ازل کرد تجلّی بہ جمالش — عالم ہمہ پُرنور شداز عکسِ جمالے

انوار صفاتش شدہ قسمت بہ خلائق — ہر نوع از و یافت مقامات کمالے

مردن بہ تمنائے نبیؐ عینِ حیات است — دانندِ اجل را ہمہ عُشاق وصالے

ملجائے غریبانِ جہاں جُز تو کسے نیست — کن چشمِ ترحُّم بہ منِ بے پر و بالے

در جلوۂ دیدار تو محو است خدائی — ہر دیدہ بہ نظارہ و ہر دل بہ خیالے

داریم نظر بر کرم شاہِ مدینہ — ما راز جہاں ہیچ اُمیدے نہ ملالے

در جادۂ عشقِ شہِؐ لَولَاکَ فنا شو

شوقِ اہلِ فنا را نہ بود بیمِ زوالے



کُل کائنات اُن میں ہے وہ کائنات میں

اظہارِ نورِ کُل نہ ہو کیوں مُعجزات میں
آتا نہیں لباس سے کچھ فرق ذات میں

جلوے نبیؐ کے کیا ہوں مُقید جہات میں
کُل کائنات اُن میں ہے وہ کائنات میں

کیا دخل فہم و فکر کا آقاؐ کی ذات میں
کونین گُم ہیں صرف جمالِ صفات میں

سرکارؐ کا کرم بہت آگے کی بات ہے
ہم جی رہے ہیں صرف کرم کی زکوٰۃ میں

ہوجائے اپنے آپ سے بیگانہ زندگی
ہو کچھ کمی جو اُس نگہِ التفات میں

ہے مَا رَمَیْتَ پردۂ بے جسمیٔ حضورؐ
کافر کہاں سے دیکھتے ہجرت کی رات میں

مخلوق جتنی بھی ہے تعیّن کی حد میں ہے
صرف ایک نورِ ذات ہے مُستثنیات میں

ہم جتنی دُور مرکزِ انوار سے ہوئے
اُتنی ہی ظلمتیں ہوئیں داخل حیات میں

دلکش تمام صنفِ سخن شوقؔ ہیں مگر
نعتوں کی بات آئے گی کیا غزلیات میں



وہ بات ہے حضورؐ کی ایک ایک بات میں

دامن رسولِ پاک کا جب تک ہے ہاتھ میں
لغزش کی کیا مجال ہے پائے ثبات میں

جو نورِ حق ہیں مُستقلاً اپنی ذات میں
دیکھیں گے کس کو اپنے سوا کائنات میں

دشمن لگے ہوئے رہے ہر وقت گھات میں
آیا نہ فرق آپ کی مصروفیات میں

آ اس یقیں سے بزمِ شہؐ کائنات میں
نامُمکنات بھی ہے یہاں مُمکنات میں

فیض و عطائے سرورؐ کونین دیکھئے
کسریٰ کے کنگن آئے سُراقہ کے ہاتھ میں

تہہ داریوں کو جس کی سمجھنا محال ہے
وہ بات ہے حضورؐ کی ایک ایک بات میں

مخزن ہے روشنی کا جو صدیوں کے واسطے
قرآں وہ زندہ معجزہ ہے معجزات میں

فیضِ نبیؐ نے وقت کا دھارا بدل دیا
آیا وہ انقلاب سبھی شُعبہ جات میں

دیوانگی پہنچ گئی معنٰی کی روح تک
دنیا پھنسی ہوئی ہے فقط لفظیات میں

ہر دل میں جلوۂ شہِؐ کونین شوقؔ ہے
یکسانیت نہیں ہے مگر واردات میں



شہود و غیب دونوں ہیں تمھارے آئینہ خانے

ابھی تخلیق میں آئے نہ تھے ہستی کے افسانے
تجلّی حق کی تھی نورِ نبوّت کی رِدا تانے

حقیقت بس یہی پائندہ ہے باقی سب افسانے
چراغِ لا الٰہ ایک ہے کونین پروانے

جہاں دستورِ عشقِ صاحبِ قوسین کیا جانے
جو دیوانے وہ فرزانے جو فرزانے وہ دیوانے

اٹھے تھے جوش میں ہم سیرتِ سرورؐ کو نظمانے
مگر پہلے قدم پر رہ گئے لفظوں کے نذرانے

توئی یا رحمۃً للعالمیں دینے وایمانے
سرورِ قلبِ پاکانے قرارِ جانِ خاصانے

زمدحِ تو زباں عاجز، خرد قاصر زعرفانے
بہ ہر آنے خدادانے بہ ہر شانے خداشانے

ازل کے نور کی بے چہرگی کا تم وہ چہرہ ہو
شہود و غیب دونوں ہیں تمھارے آئینہ خانے

یہی محبوبیت سب سے بڑا اُن کا تعارف ہے
وہ ہیں بے جانے پہچانے بھی سب کے جانے پہچانے

کسے موقعہ ملا ایسا شہِ دیں کو اُٹھانے کا
مقدّر لائے تھے یہ تو فقط صدیقؓ کے شانے

اُنھی کے ہاتھ سے اللہ سب خلقت کو دیتا ہے
سبھی آتے ہیں جنکے آستاں پر ہاتھ پھیلانے

زبانِ عرب واقف ہوئے قرآں کے باطن سے
نبیؐ کی شانِ اُمّیت دکھائی حق تعالیٰ نے

نظر والے اُسے اہلِ بصیرت شوق کہتے ہیں
مشیّت حق کی جو سرکار کے تیور سے پہچانے

۞۞۞

خردمندوں کو درسِ آگہی دیتے ہیں دیوانے

قدآور اتنے کب تھے فکرِ انسانی کے پیمانے
دیئے قرآں کو معنے سیرتِ نورِ سراپا نے

فروغِ ایماں دیں کو جب دیا اِنّا فتحنا نے
کیا مجبور سب کو سوچنے پر فتحِ مکّہ نے

بٹھایا اُمّیت کا ایسا سکہ شاہِ والا نے
کمر توڑی غُرورِ علم کی اِلّا قلیلا نے

دیا ہوشِ محبت اپنا جن کو شاہِ طیبہ نے
وہ دیوانے کے دیوانے ہیں فرزانے کے فرزانے

یہیں حق کی تجلّی بھی یہیں خلقت کے جلوے بھی
اس آئینے میں ہیں سب جگمگاتے آئینہ خانے

وہ نورِ لامکانی قید کیا ہوتا مکانوں میں
فقط پرتو سے روشن ہیں ہر اک عالم کے کاشانے

رہیگی حشر تک انسانیت دنیا میں تابندہ
بنائے آپ نے انسانیت کے ایسے پیمانے

زمین و آسماں کا گوشہ گوشہ نور میں ڈوبا
دو عالم میں اُجالے حق کے تھے آقا کو پھیلانے

نبیؐ کے ذکر میں شامل خدا کا ذکر رہتا ہے
حقیقت میں خدا کا گھر ہیں جتنے ہیں نبیؐ خانے

شعورِ بندگی شوقِ اُنکا کامل اِتنا رہتا ہے
خردمندوں کو درسِ آگہی دیتے ہیں دیوانے

چٹان توڑ دے خالی یہ وہ کُدال نہیں

شہِؐ ہدیٰ سے اگر دل کا اتّصال نہیں
تو ذکر جینے کا کیا سانس بھی حلال نہیں

مٹا جو راہِ نبیؐ میں وہ پائمال نہیں
وجود مُستقلاً ہجر ہے وصال نہیں

نظر رسا نہیں گنجائشِ خیال نہیں
جہاں ہیں آپؐ کسی کی وہاں مجال نہیں

تمھاری شان ہے بے مانگے بے سبب دینا
سوال کرنے پہ دینا کوئی کمال نہیں

زمانہ مسلکِ عشقِ رسولؐ کیا جانے
خراب حال وہ ہے جو خراب حال نہیں

تجلّیٔ بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اشارہ ہے
شہود گاہ ہے یہ عالمِ مثال نہیں

نبیؐ کے گھر میں فقط رحمتوں کی ٹھنڈک ہے
جلال کعبہ میں ہے طیبہ میں جلال نہیں

نظر کے ساتھ وہ تابِ نظر بھی دیتے ہیں
کہ سہل منزلِ نظّارۂ جمال نہیں

بہت ہے مکڑی کا جالا بچانے دشمن سے
پناہِ حق کوئی دُنیا کی دیکھ بھال نہیں

خدارسی کے لئے اُن کا ساتھ لازم ہے
وہ ساتھ ہیں تو بھٹکنے کا احتمال نہیں

نویدِ فتح بھی ہے ساتھ رُوم و ایراں کی
چٹان توڑ دے خالی یہ وہ کُدال نہیں

اگر حقیقتِ آقاؐ سمجھ میں آجائے
تو پھر خدا کو سمجھنا کوئی محال نہیں

خیال میں تو رہا کرتے ہیں وہ شوقؔ مگر
خیال بولتے کس کو ہیں یہ خیال نہیں

(طرحی مشاعرہ اورنگ آباد)

❁❁❁

کام دریا کا نہیں اپنا پرایا دیکھنا

زندگی کیا ہے شہِؐ طیبہ کا رستہ دیکھنا
وہ نظر آجائیں تو پھر اِس کو بھی کیا دیکھنا

دیکھنا سرکاؐر کو اے دل تو ایسا دیکھنا
جاننا ۔ پہچاننا ۔ پڑھنا ۔ سمجھنا دیکھنا

میم کے پردے میں ہیں اسرار کیا کیا دیکھنا
لاکھ پردوں کا ہے حامل ایک پردہ دیکھنا

سب بُجھا لیتے ہیں آکر اپنی اپنی تشنگی
کام دریا کا نہیں اپنا پرایا دیکھنا

سیرتِ سرکاؐر زندہ معجزوں کا نام ہے
کتنے گوشے کھولتا ہے ہے ایک گوشہ دیکھنا

نورِ کامل آپؐ کا کیا دیکھے چشم ظاہری
ہو نہ پایا دیکھنے والوں سے پورا دیکھنا

کچھ صحابہ کھو چکے بینائی تک بعدِ نبیؐ
دیکھنے کے واسطے کیا رہ گیا کیا دیکھنا

دیکھتے ہیں انکا جلوہ دل، خیال، احساس بھی
صرف آنکھوں سے نہیں ہوتا ہمیشہ دیکھنا

نیل میں ضربِ عصا سے پڑ گیا تھا راستہ
عرش پر ڈالا ہے ان قدموں نے رستہ دیکھنا

گنبدِ خضریٰ سے آنکھیں شوق کیوں روشن نہ ہوں
دیدہ و دل کے لیے فرحت ہے سبزہ دیکھنا

۞ ۞ ۞

عُمر بھر دیکھا کیۓ پھر بھی نہ آیا دیکھنا

کس سے ممکن ہے مقامِ شاہِؐ طیبہ دیکھنا
جس نظر کی جتنی حد ہے اُس کا اُتنا دیکھنا

جلوہ اور نظروں میں دُوری ہو تو ہوگا دیکھنا
خود نظر جلوہ اگر بن جائے تو کیا دیکھنا

عظمتِ آقاؐ کا قد اُونچا ہے کتنا دیکھنا
عُمر بھر دیکھا کیۓ پھر بھی نہ آیا دیکھنا

ہر قدم آقاؐ کا ہے کیا فاتحانہ دیکھنا
اہلِ باطل کو پڑا ہر وقت نیچا دیکھنا

شمع ہو فانوس میں تو جگمگاتا وہ بھی ہے
کیا چھپائے نور کو تَن کا لبادہ دیکھنا

صاحبِؐ لولاک دیکھیں گے تو دیکھیں گے کسے
شش جہت کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھنا

آستانِ صاحبِؐ قوسین ہے وہ آستاں
آج بھی کون و مکاں ہیں سر بہ سجدہ دیکھنا

کائنات اک گوشۂ دامن میں ہے سمٹی ہوئی
دامنِ سرکارؐ ہے کتنا کشادہ دیکھنا

آئینے میں اپنا منہ تو دیکھ لو پہلے ذرا
سہل ہے کیا چشمِ مَـازَاغَ الْبَصَرُ کا دیکھنا

پھر مدینہ دیکھنے کی دل میں حسرت رہ نہ جائے
دیکھنا کہتے ہیں جس کو شوق ویسا دیکھنا



پردے کی جو باتیں ہیں وہ اب بھی ہیں پردے میں

ہے کتنی ہم آہنگی اللہ میں بندے میں ۔۔۔ موجود ہیں دونوں بھی توحید کے کلمے میں

نورانیت ایسی ہے طیبہ کے نظارے میں ۔۔۔ کوئی بھی وہاں جا کر رہتا نہیں اپنے میں

ہیں کون و مکاں روشن نعلین کے سائے میں ۔۔۔ ذرّات چمکتے ہیں سورج کے اُجالے میں

اک ہُوک سی اُٹھتی ہے رہ رہ کے جو سینے میں ۔۔۔ کیا دل میں مدینہ ہے یا دل ہے مدینے میں

ہے ہوشِ نظر لازم ہر دیکھنے والے میں ۔۔۔ اللہ کا جلوہ ہے سرکارؐ کے جلوے میں

قوسین کا پردہ ہو یا میم کا پردہ ہو ۔۔۔ پردے کی جو باتیں ہیں وہ اب بھی ہیں پردے میں

کیا صاحبِ اسریٰ کی منزل کا تعیّن ہو ۔۔۔ خود عرشِ معلّٰی ہے سرکارؐ کے رستے میں

جیسی ہے سمجھ جس کی ویسی ہے نبیؐ فہمی ۔۔۔ ہے فرقِ نظر لازم ہر اک نظریّے میں

سائے میں کسی کے وہ مر کر بھی نہیں جاتا ۔۔۔ آقاؐ جسے رکھتے ہیں نعلین کے سائے میں

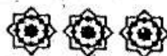
الفاظ کے باطن کا اِدراک انھیں ہوتا ہے ۔۔۔ قرآں جو سمجھتے ہیں سیرت کے اُجالے میں

توفیقِ ثنا جن کو اللہ سے ملتی ہے ۔۔۔ محتاط وہ رہتے ہیں لفظوں کے بَرَتنے میں

آقاؐ کا لب و لہجہ کس درجہ ہے قرآنی ۔۔۔ قرآن ہوا نازل سرکارؐ کے لہجے میں

جن قدموں کے سائے میں آسودہ دو عالم ہیں ۔۔۔ گذری ہے حیا اُنکی تلواروں کے سائے میں

اللہ غنی عظمت اس پہلی تجلّی کی ۔۔۔ شوقؔ اب بھی دو عالم ہیں عرفاں کے الف بے میں



دن کا سورج ہے مدینہ رات کا مہتاب ہے

سبز گنبد روشنی کا مستقل اک باب ہے — دن کا سورج ہے مدینہ رات کا مہتاب ہے

جلوۂ نورِ مُجسّم کتنا عالم تاب ہے — کائنات اک نور کے طوفان میں غرقاب ہے

عشقِ شاہِؐ انبیا ہر غم کا سدِّ باب ہے — خستہ حالی میں بھی عالم روح کا شاداب ہے

کتنے پردوں میں جمالِ نورِ خوش القاب ہے — جسم میں جاں، پھول میں خوشبو، گہر میں آب ہے

چھوڑ کر دامانِ رحمت بچ نہیں سکتا کوئی — دشمنِ جاں اسقدر حالات کا گرداب ہے

اب کہاں سینوں میں وہ عشقِ نبیؐ کی روشنی — عقل کی بہتات ہے دیوانگی کمیاب ہے

فیض کا در بند ہے ہر بے ادب کے واسطے — شرطِ اوّل عشق میں پابندیٔ آداب ہے

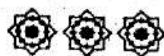
ہیں وہی بیدار دل آقاؐ سے جو وابستہ ہیں — ورنہ یہ دنیا بھی خواب اور زندگی بھی خواب ہے

جاں نثارانِ نبیؐ ہیں مطمئن اپنی جگہ — لاکھ اونچا انقلاب وقت کا سیلاب ہے

زندگی قدموں سے انکے ہٹ کے جائیگی کہاں — رحمتِ آقاؐ بدن میں صورتِ اعصاب ہے

ان کو دینا ہو تو پیدا کرتے ہیں کوئی سبب — اُن کا محتاجِ کرم یہ عالمِ اسباب ہے

شوقؔ جو خالی صدف ہیں وہ ہیں سطحِ آب پر
جس صدف میں بند ہے موتی وہ زیرِ آب ہے



آسمانوں کو بنایا ہے زمیں سرکارؐ نے

کردیا کتنا مکمّل نظمِ دیں سرکارؐ نے
جسکو رکھنا تھا جہاں رکّھا وہیں سرکارؐ نے

جانتے تھے کس کا کیا معیارِ عقل و ہوش ہے
کہنے کی باتیں ہی لوگوں سے کہیں سرکارؐ نے

کیسی کیسی ظلمتوں میں زندگی محصور تھی
روشنی پھیلائی نورِ اوّلیں سرکارؐ نے

سانس تک انسان کی ذکرِ الٰہی بن گئی
کردیا کلمے کو ایسا دل نشیں سرکارؐ نے

دی خدائے پاک نے معراج انھیں کس شان کی
آسمانوں کو بنایا ہے زمیں سرکارؐ نے

ہٹ نہیں سکتے قیامت تک قدم ایمان کے
راستے ایسے بنائے شاہِ دیں سرکارؐ نے

کیا قدم کوئی اٹھاتے مرضیٔ حق کے سوا
بات تک خواہش سے اپنی کی نہیں سرکارؐ نے

دو گھڑی اِسطرح جی کر تو بتادے کوئی شوقؔ
زندگی جیسی گذاری شاہِ دیں سرکارؐ نے



دے کے قرآں رحمۃٌ للعالمیں سرکارؐ نے

کیا فضیلت پائی ختمُ المرسلیں سرکارؐ نے
طے کیا نعلین سے عرش بریں سرکارؐ نے

خاک کے ذرّات کو تارے بنایا عرش کے
فیض بخشی ایسی کی طیبہ مکیں سرکارؐ نے

لا الٰہ کے سوا جن کا اثاثہ کچھ نہ تھا
اُن کو رکھا اپنے قدموں کے قریں سرکارؐ نے

منصبِ پیغمبرانہ جتنا عالی شان تھا
راہِ حق میں آفتیں اُتنی سہیں سرکارؐ نے

دونوں عالم کے خزانے دیدیئے انسان کو
دے کے قرآں رحمۃٌ للعالمیں سرکارؐ نے

بے یقینی سے رہا کوئی نہ رشتہ دین کا
بھر دیا سینوں میں وہ نورِ یقیں سرکارؐ نے

دے رہے ہیں خطبہ، میداں جنگ کا نظروں میں ہے
دی عمرؓ کو کیا نگاہِ دُور بیں سرکارؐ نے

ایک پل اپنی فقیرانہ روش چھوڑی نہیں
دو جہاں رکھتے ہوئے زیرِ نگیں سرکارؐ نے

کیا غذا تھی کیا معیشت تھی شہِ طیبہ کی شوقؔ
پیٹ بھر کھائی نہیں نانِ جَویں سرکارؐ نے

اللہ اللہ ہے بندہ بندہ ہے

بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وہ پردہ ہے ذاتِ حق جس میں جلوہ فرما ہے

سَوا سہاروں کا جو سہارا ہے شہِؐ لَولاک کا وسیلہ ہے

سانس کا نام فضلِ مولیٰ ہے ورنہ انسان کی زندگی کیا ہے

کچھ عجب بزمِ لَا اِلٰــــہَ ہے عکس لاکھوں ہیں ایک چہرہ ہے

یہی توحید کا خلاصہ ہے اللہ اللہ ہے بندہ بندہ ہے

اُن کے جلوے نہیں ہیں پردے میں اپنی غفلت کا نام پردہ ہے

نور سے جن کے کائنات بنی کائنات اُن کے سامنے کیا ہے

ہو جہاں بھی قیام آقاؐ کا وہی جنّت وہی مدینہ ہے

جس کا مقصد رسوؐلِ پاک نہ ہوں مُستَقل موت اُس کا جینا ہے

نور چاہے کسی لباس میں ہو اپنی پہچان آپ ہوتا ہے

اُن کو اُن کی نگاہ سے دیکھے حوصلہ ایسا کس نے پایا ہے

شرع کی راہ سے حقیقت تک ابتدا انتہا مدینہ ہے

روشنی کیا ہے محفلِ کُن کی اُن کے قدموں کا سب اُجالا ہے

شوقؔ کتنی بساط ہے اپنی
کام اُن کا ہے نام میرا ہے



ہوتا ہے شمار ایسوں کا خاصانِ خدا میں

مٹ جاتے ہیں جو عشقِ رسولؐ دوسرا میں
ہوتا ہے شمار ایسوں کا خاصانِ خدا میں

نورِ قدم آیا جو نبوّت کی قبا میں
توحید کی صُبحوں میں ڈھلیں کُفر کی شامیں

ضُعف آ گیا جس وقت سے آقاؐ کی وِلا میں
ایماں کی حرارت نہ رہی دل کی صدا میں

اعجاز ہے ایسا شہِ قوسَین رسا میں
اسرار خدائی کے ہیں ایک ایک ادا میں

کیونکر نہ ہلے کوہ اُحد وزن سے ان کے
جنبش سے نگاہوں کی جو کونین کو تھا میں

احساس، زباں لفظوں کی بننے نہیں پاتے
نُورانیت ایسی ہے مدینے کی فضا میں

کیا جانے جبیں کب سے جھکاتے ہیں زمانے
سجدوں کے کئی نقش ہیں، نقشِ کفِ پا میں

چمکا گئے دنیا میں غریبوں کے مُقدر
دن عمر کے آقاؐ نے جو کاٹے غُرَبا میں

آئے گا بھلا ہوش کہاں باعثِ کُن کا
مخلوق ابھی خیر سے ہے کُن کی فضا میں

سرکارؐ کے دامن کی ہوا جس کو لگی شوقؔ
آرام نہ آیا اُسے جنّت کی فضا میں

(طرحی مشاعرہ ناندیڑ)

❁❁❁

خوشبو تو مہکنے کی مہکتی ہے فضا میں

جینے کو تو جیتا ہوں غمِ شاہ ہدیٰ میں
صُبحیں ہیں نہ شامیں میری صُبحیں میری شامیں

طاقت نہ حوادث میں نہ زور اتنا بلا میں
کیا کوئی گرائے اُسے آقاؐ جسے تھامیں

سرکارؐ مدینے میں ہوں یا دل کے حرا میں
خوشبو تو مہکنے کی مہکتی ہے فضا میں

وہ جذب ہوئے نورِ شہِ صلِّ علیٰ میں
سرکارؐ نے جن جن کو لیا اپنی عبا میں

سرکارؐ زمیں پر ہیں تو سب کچھ ہے زمیں پر
انسان کو ملنے کا ہے کیا۔ جا کے خلا میں

وہ کام کیا فاتحِ مکّہ کے کرم نے
داخل ہوا اعلان معافی کا سزا میں

خاکِ درِ سرکارؐ سے روشن کرو آنکھیں
کام آتی ہے یہ خاکِ درِ ایماں کی جِلا میں

کُھلتی نہیں جب شانِ نبیؐ کم نظروں پر
نادان فقط تیر چلاتے ہیں ہوا میں

اللہ ملا اُن کو ۔ نبیؐ جن کو ملے شوقؔ
تھا زعمِ اَنا جن کو مَرے زعمِ اَنا میں

(طرحی مشاعرہ ناندیڑ)



خدائی میں جو کچھ ہے سب آپؐ کا ہے

خدائے تعالیٰ ہی جب آپؐ کا ہے
خدائی میں جو کچھ ہے سب آپؐ کا ہے

کتابیں فدا آپؐ کی اُمّیت پر
اِک اعجاز اُمّی لقب آپؐ کا ہے

بڑے سے بڑے مرتبے والے گُم ہیں
مقام ایسا محبوبِ رب آپؐ کا ہے

ضرورت ہی پڑتی نہیں مانگنے کی
وہ جود و کرم بے طلب آپؐ کا ہے

کئی پہلو شامل ہیں لَا تَرفَعُوا میں
بڑا احترام و ادب آپؐ کا ہے

یونہی کب ہے صورت گری کُن فَکاں کی
مُسبّب خدا ہے سبب آپؐ کا ہے

خدائی ہے حیران صدیوں سے اب تک
سفر ایسا اسریٰ کی شب آپؐ کا ہے

حواس آدمی کے نہیں رہتے قائم
جمالی سراپا عجب آپؐ کا ہے

شریعت وہی ہے خدا آگہی کی
جو طرزِ عمل منتخب آپؐ کا ہے

کوئی خلق میں ہمسر و ہم مراتب
نہ جب آپ کا تھا نہ اب آپؐ کا ہے

دیا شوقؔ کو آسرا اپنے در کا
کرم میرے مولیٰ یہ سب آپؐ کا ہے

خاموش ہو زباں تو نظر بولتی رہے

عشقِ نبیؐ میں اتنی تو وارفتگی رہے
خاموش ہو زباں تو نظر بولتی رہے

جن سے وجودِ حق کی نمائندگی رہے
کیا ان کی ذات پاک کا محرم کوئی رہے

تعبیر ہے یہ ذات سراج منیر کی
محتاج جس کے نور کی ہر روشنی رہے

اس آستاں سے ربط کے معنے ہیں زندگی
ورنہ نہ میں رہوں نہ میری زندگی رہے

محشر کی دھوپ بھی مجھے ہوجائے چاندنی
سایہ فگن جو آپ کی بے سائیگی رہے

ہے دید سبز رَوضے کی مشکل بھی سہل بھی
قائم خیال ہو تو نظر خود جمی رہے

آداب ہیں یہ بزمِ رسالت پناہ کے
اپنے حدود میں رہے چاہے کوئی رہے

ایمان کا بگاڑ ہیں بد اعتقادیاں
بنیاد ٹھیک ہو تو عمارت کھڑی رہے

کیا وقت کے اندھیروں کی پروا کرے کوئی
عشقِ نبیؐ کی دل میں اگر روشنی رہے

آقاؐ کی ویسی ویسی کرم گُستری رہی
حالات جیسے جیسے جہاںِ مُقتضی رہے

ایسا کوئی مقام نہیں کائنات میں
موجودگی جہاں نہ حضورؐ آپ کی رہے

ایمان اس کا مر نہیں سکتا اجل سے شوقؔ
دل سے جسے یقینِ حیاتُ النبی رہے



کہیں بے اختیاری میں صدا اُونچی نہ ہو جائے

اگر جینے کا مقصد ذاتِ مِنْ نُّوْرِیْ نہ ہو جائے
نہیں ممکن کہ دل انوار کا گنجینہ ہو جائے

کرم فرما جو نورِ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ نہ ہو جائے
وجودِ کائنات افسانۂ پارینہ ہو جائے

تباہی زندگی کی ہو مگر اتنی نہ ہو جائے
کہ خالی الفتِ شاہِ ہدیٰ سے سینہ ہو جائے

مدینے کے اجالے اپنے سینے سے لگا رکھو
غموں کی تیرگی احساس پر طاری نہ ہو جائے

اس اندیشے سے گھل کر درد کے مارے نہیں روتے
کہیں بے اختیاری میں صدا اُونچی نہ ہو جائے

تصوّر کیا ہو شاہِ انبیا کی شان و رفعت کا
شبِ معراج جب خود عرشِ اعظم زینہ ہو جائے

جمال اپنا چھپایا اس لئے نورِ مجسّم نے
جہاں میں حُسنِ یوسفؑ کی نظر نیچی نہ ہو جائے

ترس جائے زمانے کی نظر حق کے اجالوں کو
چراغِ رہ جو وہ کردارِ قرآنی نہ ہو جائے

نہ جینا اپنا کارآمد نہ مرنا اپنا کارآمد
رسائی انکے قدموں میں اگر اپنی نہ ہو جائے

مجھے بربادیوں کا غم نہیں سرکار یہ غم ہے
گنہگارِ ازل محرومِ پابوسی نہ ہو جائے

نہیں ہے سُرخروئی شوقؔ ممکن دونوں عالم میں
جو خاکِ پائے اقدس نقشِ پیشانی نہ ہو جائے



ہماری زندگی سرکارؐ در در کی نہ ہو جائے

فنائے عشقِ شاہِ دیں اگر ہستی نہ ہو جائے
کہیں یہ لفظ ہی بیگانۂ معنی نہ ہو جائے

کوئی ساعت بھی میری عمر کی ایسی نہ ہو جائے
غمِ شاہِ اُممؐ میں زندگی بھاری نہ ہو جائے

ظہورِ نورِ اوّل ہے کھلا مقصد تعارف کا
تجلّی ذات کی خود ذات کا آئینہ ہو جائے

صدائے لا اِلٰہ ہر دم حصارِ کُن میں جاری ہے
یہ وہ کلمہ نہیں جو قصّۂ پارینہ ہو جائے

نہ چھوڑو وقت کے رحم و کرم پر ہم غلاموں کو
ہماری زندگی سرکارؐ در در کی نہ ہو جائے

میں خود سے دُور ہو جاؤں کہ دنیا دُور ہو مجھ سے
مگر یارب ترے محبوبؐ سے دُوری نہ ہو جائے

ثنا کے سلسلے میں نارسا ہے ہوش صدیوں کا
ثنا پوری ہو کیا جب معرفت پوری نہ ہو جائے

سنبھال امت کی آقا آپ ہی چاہیں تو ممکن ہے
کہیں طوفاں میں غرقاب یہ کشتی نہ ہو جائے

پہنچنا قدموں میں کچھ اور در کی حاضری کچھ اور
سبھی مشکل ہیں جب تک آپکی مرضی نہ ہو جائے

رسول اللہ سے دُوری معنے حق سے دُوری ہیں
نبیؐ ناآشنا منزل تری کھوٹی نہ ہو جائے

دل و جاں سے حفاظت شوق کیجے یادِ سرورؐ کی
رہِ عشقِ نبیؐ میں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے

خوشبوؤں میں خوشبو مرے سرکارؐ کی خوشبو

کیا شئے ہے جہاں کے گل و گلزار کی خوشبو
خوشبوؤں میں خوشبو مرے سرکارؐ کی خوشبو

دنیا کے کسی عطر میں وہ بات نہیں ہے
جیسی کہ ہے اُس ذاتِ حق آثار کی خوشبو

چلتا تھا پتہ گذرے ہیں سرکارؐ ادھر سے
آتی تھی جدھر سے شہِؐ ابرار کی خوشبو

گفتار کی خوشبو سے معطّر ہیں حدیثیں
قرآں کی ہر آیت میں ہے کردار کی خوشبو

وَالشَّمس میں ہے روشنی رُخسارِ نبیؐ کی
وَاللَّیل میں ہے گیسوئے خمدار کی خوشبو

ایمان مہکتا ہے مدینے کی فضا سے
ایسی ہے وہاں کے در و دیوار کی خوشبو

آقاؐ کے پسینے کی مہک جس میں ہو شامل
ہے اپنی نظر میں وہی معیار کی خوشبو

مٹّی ہے مدینے کی معطر تو عجب کیا
صدیوں سے ہے پائے شہِؐ ابرار کی خوشبو

تا حشر کوئی عطر اُسے مہکا نہیں سکتا
جو سونگھ لے اک جلوۂ دیدار کی خوشبو

اسریٰ کا سفر کس قدر اعجاز قدم تھا
پائی نہیں جاتی کہیں رفتار کی خوشبو

خوشبو کوئی مہکائے گی کیا نورِ خدا کو
خود اس کو بھی مہکاتی ہے سرکارؐ کی خوشبو

خوشبوئیں تو آفاق میں ہیں شوقؔ ہزاروں
ہے سب سے الگ مخزنِ انوار کی خوشبو



جگمگاتی ہے کائنات اُن سے

جلوہ گر ہے خدا کی ذات اُن سے جگمگاتی ہے کائنات اُن سے

کیا چھپے کوئی واردات اُن سے حق نے بے پردہ کی ہے بات اُن سے

کتنے نادار ۔ تاجدار بنے مانگ کر حسن کی زکوٰۃ اُن سے

وہ بہ قیدِ تعیّنات نہیں ہیں یہ سارے تعیّنات اُن سے

معجزے شہرت اُن کو کیا دیتے خود ہیں مشہور معجزات اُن سے

آئینہ ہیں وہ نور مطلق کا ہے نمود تجلّیات اُن سے

کیسے کیسے خدا رسیدہ ہوئے لے کے درس اِلٰہیات اُن سے

شوقؔ جتنے بھی بزمِ کُن میں ہیں

رکھتے ہیں سب توقّعات اُن سے



حشر میں سب کی ہے نجات اُن سے

روشنی اُن سے ہے حیات اُن سے　　جاگتے ہیں مُقدّرات اُن سے

جو بھی اُن کی نظر میں رہتے ہیں　　دور رہتے ہیں حادثات اُن سے

انبیا ہوں کہ جنّ و انساں ہوں　　حشر میں سب کی ہے نجات اُن سے

روبرو وہ خدا کے تنہا ہیں　　دونوں عالم کو ہے ثبات اُن سے

انحصار ان پہ کائنات کا ہے　　چل رہی ہے یہ کائنات اُن سے

شان ِ حلّال ِ مشکلات ہیں وہ　　سہل ہوتی ہیں مشکلات اُن سے

معجزاتی جمال ہے اُن کا　　ہیں عبارت جمالیات اُن سے

اُن کو غیب و شہود یکساں ہیں

کیا چُھپیں شوقؔ شش جہات اُن سے

دیکھ لیتے ہیں تو کھو جاتے ہیں جلوہ دیکھ کر

دیکھنا پھر چاہتے ہیں لوگ طیبہ دیکھ کر
پیاس کا احساس بڑھ جاتا ہے دریا دیکھ کر

بھول جاتا ہے بشر ہر غم وہ روضہ دیکھ کر
تیرگی چھٹتی ہے ایماں کا اُجالا دیکھ کر

مانتا تھا کون بے دیکھے خدائے پاک کو
لوگ ایماں لائے سب وہ نور چہرہ دیکھ کر

کارفرمائی ہے ایسی جلوۂ مِن نُورِ کی
جس کی جتنی ہے نظر وہ گُم ہے اُتنا دیکھ کر

گھر کے دنیا کے غموں میں جی رہا ہے آدمی
سرورِ عالم کے جینے کا سلیقہ دیکھ کر

دیکھنا آساں ہے کیا، جلوہ رسولؐ اللہ کا
خود کہاں رہتا ہے باقی آنکھ والا دیکھ کر

ہو لباسِ ظاہری سے کیا تعارّف نور کا
کوئی پہچانا نہیں جاتا لبادہ دیکھ کر

پردہ داری کس سلیقے سے ہے شہرِ علم کی
سب نے اُمّی اُن کو سمجھا۔ حکمِ اقرأ دیکھ کر

لوگ کہتے ہیں بہت کچھ، دیکھتے جب تک نہیں
دیکھ لیتے ہیں تو کھو جاتے ہیں جلوہ دیکھ کر

سب فصاحت بھول بیٹھے دعویدارانِ عرب
معنئ قرآن و علمِ معجزانہ دیکھ کر

اک تماشا شوق یہ اندازِ عقل و ہوش ہے
حق کو کیا سمجھے جو بندے کو نہ سمجھا دیکھ کر

کرنے والا کچھ نہیں ہم کو زمانہ دیکھ کر

شاہِ دیں کو نورِ بے چہرہ کا چہرہ دیکھ کر
روح جاگی لا الٰہ کا اُجالا دیکھ کر

علمِ حق کی نکتہ دانی عقل سے ممکن نہ تھی
معنیٔ قرآں کھلے اُسوہ نبیؐ کا دیکھ کر

لوگ خوشبو سے چلا لیتے تھے آقا کا پتہ
ہر گلی کوچے کو خوشبو سے مہکتا دیکھ کر

ہم ہیں جس در کے گدا اُس در سے ہم کو کام ہے
کرنے والا کچھ نہیں ہم کو زمانہ دیکھ کر

لمحۂ فکر و نظر سب کے لئے سرکارؐ ہیں
دونوں عالم پر حکومت اُن کی تنہا دیکھ کر

رحمتِ حق کی ہے ہر دم اک نئی جلوہ گری
دل کسی کا بھی نہیں بھرتا مدینہ دیکھ کر

ہوش نظروں کے اُڑا دیتے ہیں جلوے نور کے
کھوئے کھوئے رہتے ہیں سب اُنکا روضہ دیکھ کر

خستہ حالی میں بھی ہم جیتے ہیں کتنی شان سے
اُن کے در کو زندگانی کا سہارا دیکھ کر

ذاتِ حق کا کس کو عرفاں ہے بجز ذاتِ نبیؐ
گُم ہیں سب شانِ صفات و نورِ اسما دیکھ کر

اعترافِ عجز کرنے پر ہے مجبور آدمی
رُتبۂ آقاؐ تصوّر سے بھی بالا دیکھ کر

برہمی خالق کی رحمت سے بدل جاتی ہے شوقؔ
رحمۃٌ لِّلعالمیں کا روئے زیبا دیکھ کر

نہیں ممکن کہ دل طیبہ کے نظّاروں سے بھر جائے

مقامِ قُربِ اَوْ اَدنٰی پہ کیا خاکی بشر جائے
وہاں جائے تو تنہا نورِ مَازَاغَ الْبَصَرُ جائے

رہے دنیا میں کوئی چاہے دنیا سے گذر جائے
مگر دل سے نہ عشقِ صاحبِ شقُّ القمر جائے

سنوارا ہے دلوں کو اس لئے فیضِ نبوّت نے
اگر اک دل سنور جائے تو پھر سب کچھ سنور جائے

ظہورِ نورِ کُل۔ آوازِ کُن کا عَین مقصد ہے
نہیں ممکن کہ زندہ نور ہو آواز مر جائے

فضائے گنبدِ خضرٰی حواس انساں کے کھوتی ہے
وہاں سب بھول جاتا ہے یہاں جو سوچ کر جائے

بشر کے رُوپ میں پہلی تجلّی کا یہ عالم ہے
کہیں گے کیا لباسِ عبدا گر اُنکا اُتر جائے

جمالِ روضۂ اقدس ہے ہر دم نَو بہ نَو ایسا
نہیں ممکن کہ دل طیبہ کے نظّاروں سے بھر جائے

بنائے ایسے رستے شاہِ دیں نے شوق جینے کے
جِلا ہو روح کی انسان کی فطرت نکھر جائے

وہی روضہ نظر آئے جدھر میری نظر جائے

اگر پردے پہ دل کے جلوۂ مِنْ نُوْرٍ اُبھر جائے
تصوّر تک خود اپنا ذہن سے اپنے اُتر جائے

نظر سرکار کے قدموں پہ در پر روضے پر جائے
کسی صورت سے جائے اپنے مرکز پر مگر جائے

مری دیوانگی یارب کچھ ایسا کام کر جائے
وہی روضہ نظر آئے جدھر میری نظر جائے

مدینہ وہ خدائی آسرا ہے زندگانی کا
نہ ہو یہ آسرا تو آدمی بے موت مر جائے

اُسی اک نور کی کونین میں ہے جلوہ فرمائی
بہ ہر رنگے بہ ہر شکلے بہ ہر آنے بہ ہر جائے

میں سمجھونگا مری مٹّی ٹھکانے لگ گئی یارب
جو گردِ راہ بن کر اُنکے رستے میں بکھر جائے

کتاب ایسی اُتاری حق نے اُمّی کہہ کے آقاؐ کو
کہ نشّہ علم و دانش کا دماغوں سے اُتر جائے

زمانے کا سفر جاری ہے اُن قدموں کے صدقے میں
جو وہ ٹھہریں تو نبضِ گردشِ دوراں ٹھہر جائے

سبھی مجبور ہیں شوق اپنی اپنی حد میں رہنے پر
فقط اک نورِ آقاؐ ہے جو ہر حد سے گذر جائے



ممکن نہیں نبیؐ کو لگاتار دیکھنا

مشکل کو میری یا شہِؐ ابرار دیکھنا
آزار ہے نہ دیکھنا ۔ دشوار دیکھنا

پہلا اصول جادۂ سرکارؐ دیکھنا
ہستی کو اپنی، عشق میں دیوار دیکھنا

میدان دیکھنا نہ کوئی غار دیکھنا
آقاؐ کے جس جگہ بھی ہوں آثار دیکھنا

شانِ جمال سیّدِؐ ابرار دیکھنا
ہر آنکھ کا جدا جدا معیار دیکھنا

پردے میں مَنْ رَاٰنِیْ کے دیدارِ حق کا ہے
اتنا سمجھ کے جلوۂ سرکارؐ دیکھنا

بے صورتی کے نور پہ جمتی نہیں نظر
ممکن نہیں نبیؐ کو لگاتار دیکھنا

قرآن پاک لفظوں میں سیرت کا نام ہے
قرآں کو جاننا ہو تو کردار دیکھنا

جن کے سفر کی آخری منزل حضورؐ ہیں
آیا نہ ان کو راستہ ہموار دیکھنا

ہر حال میں تمہی ہو غریبوں کا آسرا
کس کو کہیں غریبوں کے غمخوار دیکھنا

کس نے دیا ہے ہوش نظر آپ کے سوا
تعمیر میں تجلّیٔ معمار دیکھنا

پنہاں نہیں ہے ان سے کسی دل کا مدّعا
مقصد کرم ہے، کہتے ہیں سرکارؐ دیکھنا

معراج کے سفر سے وہی باخبر ہیں شوقؔ
آتا ہے جن کو نور کی رفتار دیکھنا

کتنوں کو انقلاب زمانہ مٹا گیا

جینے کا لطف ۔ طاعتِ حق کا مزہ گیا　　سب کچھ گیا جو عشقِ شہؐ انبیا گیا

ہٹنا نبیؐ کی رہ سے قیامت اٹھا گیا　　دنیا دلوں میں بس گئی خوفِ خدا گیا

دل سے ہر آرزو گئی زعمِ اَنا گیا　　روضہ نبیؐ کا دیکھنا ۔ کیا کیا دکھا گیا

اک سانس بھی زمانے کی گردش نہ لے سکے　　ان کی نوازشوں کا اگر سلسلہ گیا

مدّھم ہوئی نہ شمعِ نبوّت کی روشنی　　کتنوں کو انقلابِ زمانہ مٹا گیا

اک یادِ مصطفیٰ تھی جو دل سے نہ جاسکی　　جتنے خیال بھی تھے زمانہ بُھلا گیا

چھوٹا جو ہم سے دامنِ سلطانِ انبیا　　ہم خود ہوئے تباہ کسی کا بھی کیا گیا

پُھوٹی اِسی جگہ سے تھی اقراٗ کی روشنی　　دامن سے دین کے کہاں غارِ حرا گیا

جو ذات اپنے آپ سے روشن ہو نور ہے　　روشن کیا گیا نہ اُسے گُل کِیا گیا

محور ہے ہر زمانے کا ۔ طیبہ کی سرزمیں　　آیا جو ایک قافلہ اک قافلہ گیا

نسبت حضور سے ہے سلامت تو بس ہے شوق
اب سوچنا ہی کیا ہے اُسے جو گیا گیا

❀❀❀

سورج ہوا طلوع اندھیرا چلا گیا

نکلا حِرا سے نور۔ دو عالم پہ چھا گیا　　سورج ہوا طلوع اندھیرا چلا گیا

طیبہ کے راستے میں نہ مجھ سے رہا گیا　　اپنے خیال سے بھی میں ہوکر جدا گیا

نورِ مدینہ روح میں ایسا سما گیا　　ہر گوشہ ذہن و دل کا مرے جگمگا گیا

یادِ نبیؐ میں یونہی کٹی اپنی زندگی　　رہنا تھا جو بھی رہ گیا۔ جانا جو تھا گیا

دامان مصطفائی کا سایہ ملا مجھے　　جب وقت حوصلوں کے قدم ڈگمگا گیا

ہم جتنا جانتے ہیں نبیؐ اُتنے ہی نہیں　　جو بھی کہا گیا وہ بہت کم کہا گیا

ہر ایک کی بساط ہے روشن حضور پر　　جتنا تھا جس کا ظرف اُسے اُتنا دیا گیا

سب ہیں بحدِ علم ثنا خوانِ مصطفیٰ　　کس کا خیال حد سے مگر ماورا گیا

رفتار نور کی تو سمجھ میں نہ آسکی　　کہتے ہیں لوگ وقت کو ٹھہرا دیا گیا

ہر دَور اُس زمانے کی حد میں ہے اب بھی شوقؔ

ظاہر میں تو نبیؐ کا زمانہ چلا گیا



خدا جانتا ہے حقیقت نبیؐ کی

خدائی میں ہے وہ فضیلت نبیؐ کی　　سجی محفلِ کُن بہ دولت نبیؐ کی

نہ مانے تو کیا کوئی مانے تو کیا ہے　　نہ گھٹتی نہ بڑھتی ہے عظمت نبیؐ کی

نبوّت کی ہم قد ہوئی آدمیّت　　وہ اعجاز ہے آدمیّت نبیؐ کی

محبت جب آتی ہے حدِّ جنوں میں　　تو دُوری بھی بنتی ہے قربت نبیؐ کی

خیالوں کی دنیا جہاں نارسا ہے　　وہ قوسین منزل، ہے خلوت نبیؐ کی

نبیؐ کے ہیں کردار جب عرش قامت　　تو ناپے گا کیا کوئی قامت نبیؐ کی

مزاج آشنائے نبوّت وہی ہیں　　میسّر ہوئی جن کو صحبت نبیؐ کی

خدا کی حقیقت نبیؐ جانتے ہیں　　خدا جانتا ہے حقیقت نبیؐ کی

حقیقت ہے ایمان کی شوقؔ اتنی

کہ ہے عینِ ایماں محبت نبیؐ کی

(طرحی مشاعرہ)

❁❁❁

وہ دستورِ حق ہے شریعت نبیؐ کی

کُھلے کیا کسی پر حقیقت نبیؐ کی
لی پہلی تجلّی نے صورت نبیؐ کی

ملی دین کو سربلندی اسی سے
عجب مُعجزاتی ہے ہجرت نبیؐ کی

مدینہ ہی اُن کی قدم گہہ نہیں ہے
ہر اک قلب میں ہے سکونت نبیؐ کی

جہاں کا ہے نظم و نسَق جس پہ قائم
وہ دستورِ حق ہے شریعت نبیؐ کی

خدا سے ہے وہ اتصالِ محمدؐ
جو سُنّت خدا کی وہ سُنّت نبیؐ کی

فقط ہیں وہی رابطہ عبد و رب میں
ہر اک گام پر ہے ضرورت نبیؐ کی

اُنہی کے ہے سر تاجِ اِنَّا فَتَحنَا
ازل تا ابد ہے حکومت نبیؐ کی

خدا تو نظر آنے والا نہیں ہے
کرم ہے جو ہوجائے رُویت نبیؐ کی

کلام الٰہی سے ہے شوق ظاہر
صفات الٰہی ہیں سیرت نبیؐ کی

(طرحی مشاعرہ)



ہر اک پردے میں جلوہ آپ کا ہے

ازل اجلاس پہلا آپؐ کا ہے ۔۔۔ ابد تک ہر زمانہ آپؐ کا ہے

مدینہ ہی فقط کیا آپؐ کا ہے ۔۔۔ ہر اک عالم پہ قبضہ آپؐ کا ہے

شرف وہ لیلِ اسریٰ آپؐ کا ہے ۔۔۔ شنیدہ سب کا ۔ دیدہ آپؐ کا ہے

خدائی میں وہ رتبہ آپؐ کا ہے ۔۔۔ سبھی کچھ آپؐ کا تھا آپؐ کا ہے

سراپا آپؐ نور کبریا ہیں ۔۔۔ جہاں بھی ہے اجالا آپؐ کا ہے

ہے اقرار رسالت اصلِ ایماں ۔۔۔ متاع دین کلمہ آپؐ کا ہے

حقیقت آپؐ کی اللہ جانے ۔۔۔ ہر اک پردے میں جلوہ آپؐ کا ہے

مدینے میں رہا دل اپنا اتنا ۔۔۔ کہ اب دل میں مدینہ آپؐ کا ہے

کہاں ہے آپؐ کی منزل نہ جانے ۔۔۔ خدا کا عرش رستہ آپؐ کا ہے

کیا حق دوست سب حق دشمنوں کو ۔۔۔ کرم سرکارؐ ایسا آپؐ کا ہے

مسلسل روشنی ہے ذہن و دل میں ۔۔۔ نظر میں جب سے روضہ آپؐ کا ہے

ہے زندہ معجزہ قرآن جب تک ۔۔۔ ہر اک کردار زندہ آپؐ کا ہے

نہیں ہے شوق پر موقوف تنہا
سہاؔ ! سب کو آقاؐ آپؐ کا ہے

بہت بھی ہو تو کرم ہم پہ آپ کا کم ہے

رسولؐ پاک کا جو فیض یافتہ کم ہے   خدا سے کیا وہ خود اپنے سے آشنا کم ہے

بشر میں نور میں کچھ اتنا فاصلہ کم ہے   جدائی دونوں میں ہونے کا شائبہ کم ہے

نظر میں بس گئی ایسی فضا مدینے کی   کسی کے واسطے بھی دل میں اب جگہ کم ہے

قبولیت اُسے ملتی ہے چشمِ رحمت میں   جسے خیالِ اَنا چُھو کے بھی گیا کم ہے

درِ رسولؐ پہ آواز کیسے اونچی ہو   یہاں تو دل کے دھڑکنے کی بھی صدا کم ہے

سہارا کون ہے سرکارؐ بے سہاروں کا   بہت بھی ہو تو کرم ہم پہ آپ کا کم ہے

نبیؐ کا قُرب ہے دنیائے خود فراموشی   یہاں تصوّرِ حالاتِ حاضرہ کم ہے

اب اُس مقام پہ ہے شوق مادّی دنیا

غذائے تن ہے بہت۔ روح کی غذا کم ہے



سوا خدا کے انھیں کوئی جانتا کم ہے

دیارِ نورِ قدم میں جو دل لگا کم ہے　　وہ آئینہ ہے بہ ظاہر مگر جِلا کم ہے

مدینے جیسی فضا دوسری جگہ کم ہے　　یہاں جو آیا وہ آپ اپنے میں رہا کم ہے

نظر حقیقتِ سرکارؐ تک رسا کم ہے　　سوا خدا کے انھیں کوئی جانتا کم ہے

خدائی نور کی ہے شان الگ الگ ہر جا　　نہ کعبہ کم ہے نہ روضہ حضورؐ کا کم ہے

کہاں ہے نقطۂ آغاز و انتہا اُن کا　　خود انبیا کو بھی اس بات کا پتہ کم ہے

اگر خیالِ نبیؐ دل میں ہوگیا قائم　　تو فاصلہ بھی حقیقت میں فاصلہ کم ہے

بہ قدرِ فہم ثنا ہو رہی ہے صدیوں سے　　حق اُن کی مدح کا پھر بھی ادا ہوا کم ہے

نبیؐ کے شہر میں چلتا نہیں یہ دعویٰ شوق

کہ آدمی کبھی اپنے کو بھولتا کم ہے



سب کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کا دیا

ذات شہِؐ ہدیٰ ہے وہ معجز نما دیا
جس نے وجودِ کون و مکاں جگمگا دیا

حق کا شعور آپؐ نے انساں کو کیا دیا
فکر و نظر کو ایک نیا زاویہ دیا

انسانیت کو شہؐ نے عجب ارتقا دیا
انساں کی زندگی کو عبادت بنا دیا

قدرت نے وہ وسیلۂ خیرُؐ الوریٰ دیا
سب کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کا دیا

قرآں کے حرف حرف میں سیرت کا نور ہے
سَو معجزوں کا آپ کو اک معجزہ دیا

مرنے کو بھی سمجھنے لگے لوگ زندگی
عشقِ نبیؐ نے ذہنوں کو وہ راستہ دیا

دنیا تصوّرِ رگِ جاں کی اسیر تھی
قربِ شہِؐ انام نے قربِ خدا دیا

نقشِ قدم جہاں شہِؐ لولاک کے ملے
دیوانگی نے کعبۂ ایماں بنا دیا

اب تک بھی چھو سکیں نہ جہاں کی بلندیاں
اتنا بشر کو آپؐ نے اونچا اٹھا دیا

ہوتے جو خاک قدموں میں رہتے حضور کے
کمبخت زندگی نے بڑا فاصلہ دیا

سب کچھ ہے شوقؔ ان کی عنایت پہ منحصر
چاہا جسے بھی چاہا جسے جو دیا دیا

اللہ جانے آپؐ نے کس کس کو کیا دیا

ہر رُخ سے حق نے ان کو بڑا مرتبہ دیا ہمّت بڑی نظر بڑی دل بھی بڑا دیا
ایسا مزہ غلامیٔ شہؐ نے چکھا دیا دنیا کی نعمتوں کو بشر نے بُھلا دیا
نکلی نہیں اَنَا بَشَرٌ سے خرد ابھی مِنْ نُوْرٌ نے تو ذات کا پردہ اٹھا دیا
سمجھے گا اُن کی قوّتِ ایماں کو کیا کوئی کوہِ اُحد کو وزن نے جن کے ہلا دیا
جن کے سفر کی آخری منزل مدینہ ہو یکساں ہے انکے حق میں چمن ہو کہ بادیہ
ہیں ماورائے عقل صحابہ کی عظمتیں اللہ جانے آپ نے کس کس کو کیا دیا
رکّھا نہ اپنے واسطے کچھ بھی حضورؐ نے سب کچھ بہ نامِ ملّتِ اسلامیہ دیا
دے کر لبادۂ بشری اپنے نور کو خالق نے معجزات کا اک سلسلہ دیا
کانٹے بچھا کے بُولہبی کچھ نہ کر سکی اہلِ نظر نے راہوں میں خود کو بچھا دیا
ہر غم سہا نبیؐ نے جس اُمّت کے واسطے اس مُحسنِ عظیم کو اُمّت نے کیا دیا

دنیا کی ظلمتوں سے ہراساں وہ کیا ہو شوقؔ
طیبہ نے جس نظر کو اجالا ہرا دیا

اُڑیں گے ہوش جس دن جلوۂ دیدار دیکھیں گے

مدینے کو خدائی مرکزِ انوار دیکھیں گے
نیا عالم نظر آئے گا جتنی بار دیکھیں گے

دکھائے جو بھی کچھ حالات کی رفتار دیکھیں گے
ہمیں تو دیکھنا ہے جانبِ سرکارؐ دیکھیں گے

کوئی ویرانہ ہو یا دشت ہو یا غار دیکھیں گے
جہاں آقاؐ قدم رکھ دیں وہاں گلزار دیکھیں گے

ثنا آقاؐ کی سب جتنی بھی کرتے ہیں بہت کم ہے
اُڑینگے ہوش جس دن جلوۂ دیدار دیکھیں گے

جو معیار آپؐ کی سیرت کا ہے تاریخِ عالم میں
قیامت تک نہ پھر ایسا کوئی معیار دیکھیں گے

مزاجِ باعثِ کُن پر نگاہیں جنکی رہتی ہیں
وہ کیا حالات کا رُخ وقت کی رفتار دیکھیں گے

نہیں جب نیند حق کو۔ نیند کیسی مظہرِ حق کو
جو دل بیدار ہیں ہر دم اُنھیں بیدار دیکھیں گے

ذرا ذکرِ نبیؐ سے قلب جاری ہو تو جانے دو
صدا کب تک نہ دینگے یہ نفس کے تار دیکھیں گے

طیبہ میں دیواریں اٹھانے دو زمانے کو
کہاں تک راستہ رُوکے گی ہر دیوار دیکھیں گے

شعورِ قُدسیاں تک نارسا ہے شوق صدیوں سے
مقام آقاؐ کا کیا ہم جیسے دُنیادار دیکھیں گے



سراپا نورِ حق کا بولتا شہکار دیکھیں گے

شہِؐ طیبہ کو جو با دیدۂ بیدار دیکھیں گے
سراپا نورِ حق کا بولتا شہکار دیکھیں گے

عجب اعجاز اثر عبدیّتِ سرکار دیکھیں گے
نبوّت میں مشیّت کو بروئے کار دیکھیں گے

بہ قدرِ فہم ذہنوں میں نبیؐ کا اک تصوّر ہے
انھیں دیکھیں گے تو اپنی سمجھ بیکار دیکھیں گے

خدا کی ہے نظر شاہِؐ رسالت کی نظر کیا ہے
اُدھر کھنچ آئیگا سب کچھ جدھر سرکارؐ دیکھیں گے

بہت ہے ایک پل بھی نور کو قوسین کی دُوری
سفر جیسا قدم ویسے "نظر رفتار" دیکھیں گے

یہی عالم ہے صدیوں سے فدا کارانِ اُمّت کا
فدا ہوں گے جہاں سرکارؐ کے آثار دیکھیں گے

رسولؐ اللہ کے جلوؤں کی حد کیا کوئی دیکھے گا
سب اپنے اپنے ہوشِ دید کا معیار دیکھیں گے

سمجھ میں آئیگی قرآن کے لفظوں کی تہہ داری
شہِؐ کونین کی سیرت کے جب اسرار دیکھیں گے

جہت جسکی نہ ہو اُس نور کا رُخ کون سمجھے گا
نظر کب کس طرف ہے اور کدھر سرکارؐ دیکھیں گے

غلامانِ نبیؐ جیتے کہاں ہیں شوق راحت سے
زمانے کو ہمیشہ درپئے آزار دیکھیں گے

نمازِ عشق کا قبلہ حضور کا گھر ہے

تو لا الٰہ کے گلشن کا وہ گلِ تر ہے
کہ تجھ سے بزمِ حُدوث وقدِم معطّر ہے

جمالِ نورِ ازل جس پہ سایہ گُستر ہے
وہی زمانے میں سب سے بڑا اقدآور ہے

خدائی نور جو تنزیہہ کا سمندر ہے
شہود میں بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا پیکر ہے

حیاتِ شاہِؐ اُمم اتنی معجزہ گر ہے
فقط زمانہ ہی کیا کائنات ششدر ہے

خدا کے گھر کا ملا راستہ اسی گھر سے
نمازِ عشق کا قبلہ حضورؐ کا گھر ہے

غبار راہ نبیؐ کب کا ہوگیا ہوتا
میرا وجود میرے راستے کا پتّھر ہے

قدم قدم پہ ہے جنگ اپنے آپ سے جاری
نبیؐ کے ہجر میں جینا جہادِ اکبر ہے

ازل سے حلقۂ رحمت ہے تا ابد اُن کا
کوئی کہیں بھی ہو اِس دائرے کے اندر ہے

خدائی نور کو حاجت نہیں چراغوں کی
جو نورِ ذات ہے وہ خود بخود منوّر ہے

شعور کس کو ہے پورا نبیؐ شناسی کا
خیال جتنا۔ نظر اُتنی، اُتنا محور ہے

حقیقتاً ہیں جو شاہِؐ ہدیٰ کے دیوانے
اجل بھی شوق انھیں زندگی برابر ہے

بنامِ اُمّیت اک علم کا سمندر ہے

وہ ذاتِ پاک جو کون و مکاں کا محور ہے — تمام خلق کا دار و مدار اُسی پر ہے

مکانیت ہے نہ آنگن نہ چھت برابر ہے — مکانِ باعثِ کُن کیا ہے نور کا گھر ہے

جو سر سے پاؤں تک اسرارِ حق کا دفتر ہے — بنامِ اُمّیت' اک علم کا سمندر ہے

نگاہ جم نہیں سکتی کسی بھی جلوے پر — کہ عینِ ذات کا ہر جلوہ نا مُکرّر ہے

نظر میں روضے کا منظر سما گیا اتنا — نظر۔ نظر نہیں اب روشنی کا منظر ہے

اُسی کے حسن کا پرتو ہیں صورتیں ساری — وہ ایک چہرہ جو بے چہرگی کا مظہر ہے

مخالفین شہِ دیں کے سُرخرو کیا ہوں — کہ تاجِ اِنَّا فَتَحْنَا حضور کے سر ہے

شرف ہر ایک کی تقدیر میں نہیں ایسا — نبیؐ ہیں فرش پہ مدّاح زیبِ منبر ہے

اگر ہو عشقِ شہِ دیں جنوں کی منزل میں — طوافِ روضۂ سرکار حجِ اکبر ہے

مکاں کی قید میں نورِ خدا نہیں رہتا — جہاں ہوں شاہِ ہدیٰ جلوہ گر وہی گھر ہے

عجب ہے شان گدایانِ شاہِ طیبہ کی
تہی ہیں ہاتھ مگر شوق دل تونگر ہے



تم ہو ہر عالم میں تنہا رحمۃٌ للعالمیں

نور جسم و نور چہرہ رحمۃٌ للعالمیں
لاالٰہ کا اُجالا رحمۃٌ للعالمیں

جس کا ہے ایمان جتنا رحمۃٌ للعالمیں
اُس نے اُتنا تم کو سمجھا رحمۃٌ للعالمیں

مشتمل ہے کتنے ہی عالم پہ ساری کائنات
تم ہو ہر عالم میں تنہا رحمۃٌ للعالمیں

ذات کو پہچانے جانے کی تمنّا جب ہوئی
بن کے چمکی وہ تمنّا رحمۃٌ للعالمیں

حق تعالیٰ کا کوئی چہرہ نہ کوئی جسم ہے
آپؐ آئینہ ہیں کس کا رحمۃٌ للعالمیں

قبلۂ دیں ۔ مرکزِ بینائی ۔ مقصودِ نظر
گنبدِ خضریٰ ۔ مدینہ ۔ رحمۃٌ للعالمیں

اعتبارِ ذاتِ حق ہے آپؐ کی جلوہ گری
ورنہ کس کو ہوشِ حق تھا رحمۃٌ للعالمیں

سب نے دیکھا اپنی اپنی فکر کی حد میں تمہیں
حد سے آگے کس نے دیکھا رحمۃٌ للعالمیں

مَنْ رَاٰنِیْ کا اگر ملتا نہ ہم کو آئینہ
حق نظر آتا کسے یا رحمۃً للعالمیں

فرش پر جب آپ کو پورا نہ سمجھا جا سکا
عرش پر اِدراک ہو کیا رحمۃٌ للعالمیں

ذات کی پہلی تجلّی ۔ پہلی صورت نور کی
دوسرا ہے کون اِلّا رحمۃٌ للعالمیں

شوق ساری خلق ۔ وجہِ خلق کی محتاج ہے
وہ ازل سے ہیں سراپا رحمۃٌ للعالمیں

(١٩٩٩ء میں حاضریٔ مدینۂ منوّرہ کے تاثرات)

خدائی رحمتیں مَنظر بہ مَنظر دیکھ آیا ہوں

نبیؐ کے شہر کو انوار کا گھر دیکھ آیا ہوں
خدائی رحمتیں مَنظر بہ مَنظر دیکھ آیا ہوں

وہ روضہ جو ہے بزمِ کُن کا مَحور دیکھ آیا ہوں
زمیں پر اک مقدر ساز دفتر دیکھ آیا ہوں

اُجالا کیا اُجالوں کا سمندر دیکھ آیا ہوں
دِنوں سے بڑھ کے راتوں کو مُنوّر دیکھ آیا ہوں

قدم سرکارؐ کے تو دیکھنا بس میں نہ تھا میرے
میں اپنی حیثیت بادیدۂ تر دیکھ آیا ہوں

جہاں کی ایک ساعت پر تصدق زندگی ساری
اِسی دنیا میں وہ دنیائے دیگر دیکھ آیا ہوں

زباں بننے سے احساسات قاصر رہ گئے کیا کیا
کرم آقاؐ کا ایسا ہر قدم پر دیکھ آیا ہوں

وہاں سے لَوٹ آنے کا نہ آیا اعتبار اب تک
نظارے کیسے کیسے روح پرور دیکھ آیا ہوں

نظر گُم عقل گُم احساس گُم مَیں خود بھی گُم صُم تھا
تصوّر بھی نہ تھا جس کا وہ منظر دیکھ آیا ہوں

بہت کچھ دیکھ کر بھی کچھ نہ دیکھا جا سکا مجھ سے
شب و روز ایسے جلوے نا مکرّر دیکھ آیا ہوں

مجھے اب دیکھنا کچھ بھی نہیں ہے زندگانی میں
شہِ قوسین نورِ عرش کا دَر دیکھ آیا ہوں

نگاہ و دل کو پھر بھی حسرتِ دیدار باقی ہے
فضائے نور اگرچہ شوق جی بھر دیکھ آیا ہوں



فانوس میں شعلہ ہے محفل میں اجالا ہے

اے کنزِ خفی تیرا ہر راز نرالا ہے
جب کوئی نہ تھا کس کو پردے سے نکالا ہے؟

پہلی جو تجلیٔ اللہُ تعالیٰ ہے
خلق اس کا حوالہ ہے وہ حق کا حوالہ ہے

اعجازِ نبوّت سے دنیا تہہ و بالا ہے
آقاؐ نے خدائی کا ہر بوجھ سنبھالا ہے

نور اُن کا۔ کوئی پردہ کب روکنے والا ہے
فانوس میں شعلہ ہے محفل میں اجالا ہے

پیشی میں نظر والے لب کھولتے ڈرتے ہیں
مرضی شہِ طیبہؐ کی سب سے بڑا تالا ہے

تھا خشک ستوں لیکن گھبرا گیا دُوری سے
حنّانہ کا رونا بھی دیوانے کا نالہ ہے

کیا نورِ الٰہی کو باطل کی نظر پائے
واں ثور پہ جالا تھا یاں آنکھوں میں جالا ہے

اقرارِ الٰہ بھی ہے اقرارِ نبوّت میں
توحید کا بنیادی پہلا کلمہ ''لا'' ہے

مِنْ نُوْرٌ تجلّی کا لفظوں سے تعلق کیا
سورج کا تعارّف خود سورج کا اجالا ہے

آواز کہاں سے دی اور سارے کس جا تھے
یہ دُور بیں کیسی ہے یہ کونسا آلہ ہے؟

دامانِ شہِؐ دیں پر شوقؔ آ نہ سکا دھبّہ
ہر دَور میں اعدا نے کیچڑ تو اچھالا ہے

صحبت میں شہِ دیں کی ہر فرد جیالا ہے

فیضان قُلْ اِنْ کُنْتُمْ کن رفعتوں والا ہے
رستے کا یہ رستہ ہے ہالے کا یہ ہالا ہے

مازاغ نگاہی نے جس دل کو اُجالا ہے
ہر عالم بالا سے قامت میں وہ بالا ہے

آفاق کا خالق تو اللہُ تعالیٰ ہے
لیکن شہِ طیبہ کے نام اس کا قبالہ ہے

جن لوگوں نے آقاؐ کو مکّے سے نکالا تھا
سرکارؐ نے غُصّہ بھی ان پر نہ نکالا ہے

ہر ظلم و ستم سہنے ہمّت بھی بڑی ہونا
صحبت میں شہِ دیں کی ہر فرد جیالا ہے

معراج وہ رستہ ہے قوسین کی خلوت کا
خود حق نے جو اَسریٰ کے عنوان سے ڈالا ہے

صدیاں اس اُجالے میں ہیں محوِ سفر اب بھی
وہ نقشِ قدم کیا ہے صدیوں کا اجالا ہے

دیوانوں میں آقاؐ کے وہ جوش تھا ایمانی
کیا دشت و جبل سینہ دریا کا کھنگالا ہے

قرآنِ مُجسّم ہی قرآن کے محرم ہیں
ہر اک نے الگ مطلب لفظوں سے نکالا ہے

حدِ بشری میں بھی وہ شوق کھلے کس پر
قرآن میں جن کی عظمت کا مقالہ ہے

بنایا نور کو اپنے ہی آئینہ اپنا

وجود ہی نہیں جُز نورِ مصطفیٰ اپنا　　یہی ہے اپنی شناخت اور یہی پتہ اپنا

تعارّف آپ ہے وہ ذاتِ حق نما اپنا　　بساط کیا ہے نظر کیا ہے علم کیا اپنا

بنا کے نور کو اپنے ہی آئینہ اپنا　　کیا ہے حُسنِ ازل نے مُشاہدہ اپنا

ہوائے گُلشنِ طیبہ اثر دکھا اپنا　　کہ اک زمانے سے دل ہے بُجھا بُجھا اپنا

خرد نکل نہ سکی مِسُلُکُم کے چکر سے　　جنوں نے کرلیا رستہ علیحدہ اپنا

رسوؐل پاک کے قدموں سے جو قریب کرے　　وہ ارتقا ہے حقیقت میں ارتقا اپنا

خدا کا گھر کوئی مسمار کر نہیں سکتا　　نتیجہ دیکھ چکی فوج اَبرہہ اپنا

قدم سے سانسوں کے چل راستہ مدینے کا　　نشاں بھی چھوڑ نہ عمرِ گُریز پا اپنا

کسی کو جن کا نہ آغاز و انتہا معلوم　　وہی ہیں نقطۂ آغاز و انتہا اپنا

جو دیکھتے ہیں نبیؐ کو وہ شوقؔ گُم صُم ہیں
دلیل بے بصری کی ہے تبصرہ اپنا

(طرحی مشاعرہ درگاہ حضرت برہنہ شاہؒ)

۞۞۞

زبانی دعوے ہیں کیا کیا عمل ہے کیا اپنا

نبیؐ سے ربط نہیں ہے کوئی نیا اپنا
چلا ہے روزِ ازل سے یہ سلسلہ اپنا

شعورِ حق تھا بشر کو نہ ہوش تھا اپنا
عنایت اُن کی ہے جو آسرا دیا اپنا

نبیؐ کو سمجھے گا کیا علمِ نارسا اپنا
بُھلا دیا ہے زمانے نے راستہ اپنا

پتہ جو کُنتُ نبیًّا کا نورِ کُل نے دیا
خرد کو مل نہ سکا آج تک پتہ اپنا

بڑوں کی چشمِ عنایت بڑا بناتی ہے
نہ ہم بڑے ہیں نہ ہے مرتبہ بڑا اپنا

چراغِ دینِ نبیؐ گل نہ کرسکا کوئی
دکھا کے زور گئے کتنے سُورما اپنا

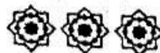
ہم اُمّتی تو رسوؐلِ خدا کے ہیں لیکن
زبانی دعوے ہیں کیا کیا عمل ہے کیا اپنا

اگر تو چاہے کہ سرکارؐ تجھ کو اپنائیں
تو ان کے طور طریقوں کو بھی ذرا اپنا

نبیؐ کے فیصلے سے اختلاف ہو جس کو
سناتے ہیں اُسے فاروقؓ فیصلہ اپنا

رسوؐلِ پاک سے دُوری ہو شوقؔ کم کیونکر
ابھی نہ طئے ہوا اپنے سے فاصلہ اپنا

(طرحی مشاعرہ درگاہ حضرت برہنہ شاہؒ)



خُدائی نورِ ازل سے بنا بنایا ہے

بنائے کُنْ فَیَکُوں ذاتِ غیر سایہ ہے ۔ یہ شاندار مکاں کیا بلند پایہ ہے
یہ لفظِ مِثْلُکُمْ ایسا عجب کنایہ ہے ۔ ہمیشہ فہمِ بشر نے فریب کھایا ہے
وہ نورِ عرش جو قیدِ مکاں میں آیا ہے ۔ تجلّیوں نے حجابوں کا نام پایا ہے
کوئی گھٹائے بڑھائے مقام کیا اُنکا ۔ خُدائی نورِ ازل سے بنا بنایا ہے
حضورؐ آخری منزل ہیں علمِ انساں کی ۔ سبھی وہ پڑھتے ہیں جو آپؐ نے پڑھایا ہے
مٹائیں گے ہمیں کیا حادثے زمانے کے ۔ سروں پہ آپؐ کی بے سائیگی کا سایہ ہے
کوئی بھی بارِ تجلّی اُٹھا نہ سکتا تھا ۔ یہ صرف آپؐ کا دل ہے جو تاب لایا ہے
صحابہ سمجھے تجارت نہ دین و ایماں کو ۔ کمایا کچھ نہیں جو کچھ بھی تھا لُٹایا ہے
نبیؐ نے خون پسینہ جب اپنا ایک کیا ۔ تو جب یہ گلشنِ توحید لہلہایا ہے

زمیں مدینے کی ہجرت سے پہلے سے کیا تھی شوق
قدم حضورؐ کے آئے تو عرش پایہ ہے



دلوں کو آپؐ نے اس طرح جگمگایا ہے

بشر کو آپؐ نے اتنا بلند اُٹھایا ہے — جہانِ رنگ و بواب اُسکے زیرِ سایہ ہے

خدا نے جتنا بڑا آپ کو بنایا ہے — حضورؐ اُتنی غریب آپ کی رعایا ہے

ذرا شعور جو اُن کے کرم کا آیا ہے — مرا وجود مرے واسطے پرایا ہے

نہیں ہے ہوش زمانے کو آج تک اسکا — نظر نے آپ کی کس کس کو کیا بنایا ہے

نہ تھا کسی کو بھی غم گھر کی بے چراغی کا — دلوں کو آپؐ نے اس طرح جگمگایا ہے

نبیؐ کے فیض نے ذہن آدمی کا کیا موڑا — زمیں کا سلسلہ افلاک سے ملایا ہے

بغیرِ نور خدا ذکر کیا اجالوں کا — نہ ہو جو نور تو سورج بھی ایک سایہ ہے

بشر کا خون جہاں صبح و شام بہتا تھا — کرم کا آپ نے دریا وہاں بہایا ہے

بہارِ لم یزلی ہیں ادائیں شوقؔ ان کی

قدم جہاں بھی رکھا ہے چمن کھلایا ہے



ہاتھ جیسے کسی مُفلس کے خزانہ آیا

دونوں قبلوں کا جو قبلہ ہے وہ بطحیٰ آیا
بے ٹھکانوں کا خداداد ٹھکانہ آیا

اس طرح روح میں طیبہ کا اجالا آیا
ہاتھ جیسے کسی مفلس کے خزانہ آیا

سب کو سرکارؐ کا دیدار کہاں ہوتا ہے
یہ شرف جس کے مقدر میں بھی آیا آیا

ہم مقام شہِؐ ابرار کہاں سمجھیں گے
خود نہ سمجھے گئے جب اُن کو سمجھنا آیا

نور کے ساتھ تصوّر ہی نہیں سائے کا
نور جس روپ میں آیا تنِ تنہا آیا

در سے جانا ہے کہاں ذرّۂ خاکِ در کو
کہیں جاؤں گا تو بولوں گا کہ آقا آیا

یاد فرمائی نے بے خود کیا ایسا مجھ کو
خود مجھے ہوش نہیں ہے کہ میں کیسا آیا

علم کے شہر سے ہی علم ملا کرتا ہے
جو صحیفوں کے سوا سینہ بہ سینہ آیا

نعتِ سرکارؐ فقط دین ہے اللہ کی شوقؔ
یہ نہ کہنا کہ مجھے نعت کا کہنا آیا

ایسا مِنْ نُورٍ کوئی جسم نہ چہرہ آیا

حق پرستوں پہ ستم ویسے تو ہوتا آیا پھر بھی سرکار کے جیسا نہ زمانہ آیا

یاد جس دم طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا آیا ذہن میں سارا وہ گذرا ہوا نقشہ آیا

پیکرِ نورِ قدم صاحبِؐ اسریٰ آیا شکلِ انساں میں خدائی کا اُجالا آیا

یاد سب کچھ تھا نہ پہنچے تھے مدینہ جب تک اپنی بھی یاد نہ آئی جو مدینہ آیا

یوں رہے محوِ سفر راہِ خدا میں آقاؐ جس طرح سانس کے چلنے میں نہ وقفہ آیا

سامنے نورِ مُجَسَّم کے کسی کی نہ چلی ہر عدو صورت شمشیرِ برہنہ آیا

شان و رفعت کا پتہ اُن کی کوئی کیا پائے جن کے اعزاز میں ذکرِ وَرَفَعْنَا آیا

ہوش خالق کا، شعور اپنا، ہُنر جینے کا مرے سرکار کے آجانے سے کیا کیا آیا

حُسنِ یوسفؑ کی بڑی دھوم ہے دنیا میں مگر ایسا مِنْ نُّورٍ کوئی جسم نہ چہرہ آیا

دیر تک شوقؔ خیال آ نہ سکا اپنا بھی

ذکر جب صاحبِ لَوْلَاکَ لَمَا کا آیا



یہیں سے ہیں سب روشنی پانے والے

مدینے میں ہیں جو نظر آنے والے
وہ جلوے ہیں دل میں اُتر جانے والے

درِ شاہِ دیں پر ٹھہر جانے والے
نہیں ہیں حوادث سے گھبرانے والے

چراغوں سے گھر کو سجاتے نہیں ہیں
اُجالا دو عالم میں پھیلانے والے

یہ دنیا ہے ان کے لئے قید خانہ
جو پیدائشی ہیں نبیؐ خانے والے

کسی آسماں کے بھی شمس و قمر ہوں
یہیں سے ہیں سب روشنی پانے والے

خدائی کے اسرار سمجھا گئے ہیں
اشاروں اشاروں میں سمجھانے والے

سمایا نہیں نور لفظ و بیاں میں
ہیں حیران سیرت کو نظمانے والے

خدا بولتا ہے زبانِ نبیؐ سے
نبیؐ خود نہیں کچھ بھی فرمانے والے

یہاں آتے ہی بھول جاتے ہیں سب کچھ
بہت کچھ سمجھ سوچ کر آنے والے

جنھیں لوگ غیرِ خدا جانتے ہیں
وہی تو خدا تک ہیں پہنچانے والے

حقیقت میں جو ہیں گدائے مدینہ
کسے شوق خاطر میں ہیں لانے والے



جا کے ملتا ہے اُنہی سے ہر کسی کا سلسلہ

حق شناسی، حق پرستی، حق رسی کا سلسلہ
باعثِ کُن ہیں مسلسل روشنی کا سلسلہ

جس سراپا علم کا خود علم بھی محتاج ہے
اُس کے آگے کیا علومِ ظاہری کا سلسلہ

قبلِ آدمؑ ہے نبوّت صاحبِ لولاک کی
حضرتِ آدمؑ سے کیسا آدمی کا سلسلہ

سلسلے اہلِ طریقت کے ہیں جتنے دہر میں
جا کے ملتا ہے اُنہی سے ہر کسی کا سلسلہ

ذات کی پہلی تجلّی جب سے آئی شکل میں
چل رہا ہے تب سے اُسکی بندگی کا سلسلہ

سانس بھی لینے نہ پائے کائناتِ ہست و بود
بند ہو پل بھر جو فیضانِ نبیؐ کا سلسلہ

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ بھی کُنْتُ نَبِیًّا بھی ہیں آپؐ
درمیانی ہے ہر اک پیغمبری کا سلسلہ

شوقؔ ہر غم دُور ہو جاتا ہے اُن کی یاد سے
کیا مبارک ہے یہ اپنی خستگی کا سلسلہ

سب سلاسل میں ہے اک سرکارؐ ہی کا سلسلہ

دم قدم سے آپکےؐ ہے زندگی کا سلسلہ ورنہ کیا ہستی کسی کی کیا کسی کا سلسلہ

مصطفائیؐ نور سے نکلے ہیں سارے سلسلے ذاتِ حق سے ہے رسولؐ ہاشمی کا سلسلہ

لاکھ پڑھ لو سیرتِ آقاؐ کتابوں میں مگر پھر بھی رہ جاتا ہے باقی تشنگی کا سلسلہ

دونوں عالم ہیں منوّر اک اُسی کے فیض سے دُور تک ہے آپکیؐ بے سائیگی کا سلسلہ

صرف اہلِ ہوش ہی آقاؐ کے دیوانے نہیں اک الگ دنیا ہے یہ دیوانگی کا سلسلہ

ریڑھ کی ہڈّی پہ جیسا ہے بدن ٹھہرا ہوا قصرِ کُن میں ہے یونہی آلِ نبیؐ کا سلسلہ

اوّل و آخر سے جسکے کوئی بھی واقف نہیں سب سلاسل میں ہے اک سرکارؐ ہی کا سلسلہ

گنبدِ خضریٰ خدائی نور کا وہ گھر ہے شوقؔ

جس کے زیرِ سایہ ہے ہر روشنی کا سلسلہ



ہوسِ دید یہ کہتی ہے ابھی کیا دیکھا

کس نے اس پیکرِ انوار کو پورا دیکھا
جتنا دیکھا گیا ہر اک نے بس اُتنا دیکھا

دیکھنے کو تو کئی بار مدینہ دیکھا
دیکھنا بولتے ہیں جس کو نہ ویسا دیکھا

جتنا جلوہ شہِ لَوْلَاکَ لَمَا کا دیکھا
ہوس دید یہ کہتی ہے ابھی کیا دیکھا

مر گئے کفر و ضلالت کے اندھیرے کتنے
حق کے سورج کو جو فاراں سے چمکتا دیکھا

قدرت اللہ کی ہے شانِ نبوّت کیا ہے
سنگریزوں کو بھی پڑھتے ہوئے کلمہ دیکھا

تھک گئے ظلم و ستم توڑ کے قاتل سارے
پھر بھی دامانِ کرم اُن کا نہ میلا دیکھا

راز سرکارؐ کے سرکارؐ ہی بہتر جانیں
قَابَ قَوْسَیْنُ میں کیا کیا ہوا کیا کیا دیکھا

دل و جاں اُن سے منوّر ہیں تو حیرت کیا ہے
اُنکے قدموں سے تو غاروں میں اُجالا دیکھا

اُنکے جلوؤں میں ہے انوار کا عالم ایسا
دیکھنے والوں کو بھی نور میں ڈوبا دیکھا

شوقؔ خلقت جنھیں کہتی ہے مدینے والے
سَو سہاروں کا اُنھیں ایک سہارا دیکھا



(طرحی مشاعرہ ناندیڑ)

اُس نے سب دیکھ لیا جس نے مدینہ دیکھا

عجب اعجاز ترا روضۂ خضریٰ دیکھا
جس کو دیکھا ترے دیدار کا پیاسا دیکھا

نورِ حق ۔ خلدِ بریں ۔ عرشِ معلّٰی دیکھا
اس نے سب دیکھ لیا جس نے مدینہ دیکھا

اُنکے جلووں کا یہ اعجاز نرالا دیکھا
بولتا کوئی نہیں جس نے جو دیکھا دیکھا

اُسکی دنیا کبھی تاریک نہیں ہوسکتی
جس نے سرکاؐر کے قدموں کا اُجالا دیکھا

میں تو اک عُمر سے رستے میں پڑا ہوں اُنکے
کس زباں سے کہوں سرکاؐر کا رستہ دیکھا

خاک کیا نور کی خلقت پہ شرف پاتی تھی
اُنکی نسبت سے مقامِ بشر اونچا دیکھا

علم کا شہر تو پھر شہر ہے علمِ حق کا
اسکے دروازے کو بھی فہم سے بالا دیکھا

ہر زمانے میں وہ اللہ کے محبوب رہے
جن نظر والوں نے سرکاؐر کو سمجھا دیکھا

عظمتوں کا وہ سمندر ہیں مدینے والے
جس سمندر کا کسی نے نہ کنارہ دیکھا

خاکِ پائے نبیؐ چہرے پہ جب اپنے مَل لی
اپنا چہرہ نہ نظر آیا جو چہرہ دیکھا

نعتِ سرکاؐر کا میدان ہے شوقؔ اتنا وسیع
تنگ الفاظ و معانی کا لبادہ دیکھا



ہر ایک حادثے نے راستہ دیا ہے مجھے

شہِ مدینہ کا غم حق نے کیا دیا ہے مجھے
زمانے بھر کے غموں سے بچا دیا ہے مجھے

خدائے پاک نے طیبہ دکھا دیا ہے مجھے
بڑے سلیقے سے میرا پتہ دیا ہے مجھے

ہجومِ غم میں پکارا ہے جب بھی آقاؐ کو
ہر ایک حادثے نے راستہ دیا ہے مجھے

نبیؐ کے ہجر کا احساس جان لیوا تھا
خدا کا شکر کہ ذوقِ فنا دیا ہے مجھے

ہر ایک سانس کو یادوں کی روشنی دے کر
کرم کا آپؐ نے اک سلسلہ دیا ہے مجھے

دکھا کے شاہِؐ ہدیٰ نے دیارِ نور اپنا
دل و دماغ ہی کیا جگمگا دیا ہے مجھے

عطا حضورؐ کی کس کی سمجھ میں آتی ہے
دیا ہے جو بھی ۔ طلب سے سوا دیا ہے مجھے

میں اُس کی دین کے صدقے کہ دین و دنیا میں
وسیلہ صاحبِؐ قوسین کا دیا ہے مجھے

کرم حضورؐ کا ہے شوق زندگی میری
قدم قدم پہ نیا حوصلہ دیا ہے مجھے



گذر بسر کو درِ مصطفیٰؐ دیا ہے مجھے

غموں کی دھوپ نے جب بھی تھکا دیا ہے مجھے
نبیؐ نے سایۂ دامن گھنا دیا ہے مجھے

خدا نے مرتبہ کتنا بڑا دیا ہے مجھے
درِ رسولؐ کا منگتا بنا دیا ہے مجھے

ازل میں میرے ٹھکانے کا جب سوال آیا
گذر بسر کو درِ مصطفیٰؐ دیا ہے مجھے

یہاں تو نقشِ قدم ہیں حضورؐ کے یارب
دیا ہے قلب کہ غارِ حرا دیا ہے مجھے

عجب ہے روضۂ آقاؐ کی نور سامانی
دِکھا کے جلوہ مُجھی سے چھپا دیا ہے مجھے

جنونِ عشقِ نبیؐ کیا خبر کہاں لایا
یہ رنگ و بو کا چمن "ھُو کا بادیہ" ہے مجھے

خود اپنے آپ کا مجھ کو شعور ہی کب تھا
تمھارے فیض نے ہوش آنا دیا ہے مجھے

جہاں بھی ظلمتیں گھری ہوئیں زمانے کی
شہِؐ ہدیٰ نے اُجالا ہرا دیا ہے مجھے

رہے گا شوقؔ نہ دامن میرا کبھی خالی
نبیؐ نے صدقۂ آلِ عبا دیا ہے مجھے



دل کے سجدوں کو وہ نقشِ کفِ پا ہونا ہے

ہر عبادت سے خود اپنا ہی بھلا ہونا ہے
دین دراصل شہِؐ دیں پہ فدا ہونا ہے

جذبۂ عشقِ نبیؐ اتنا سِوا ہونا ہے
جو کبھی سر سے نہ اُترے وہ نشہ ہونا ہے

آپؐ کے قدموں نے غاروں کو اُجالا بخشا
کبھی روشن مرے دل کا بھی حرا ہونا ہے

سر کے سجدے تو کہیں بھی کیئے جاسکتے ہیں
دل کے سجدوں کو وہ نقشِ کفِ پا ہونا ہے

بابِ رحمت تو شب و روز کھلا ہے اُن کا
پہلے دروازۂ دل اپنا کھُلا ہونا ہے

ان کے احسانوں کا حق ہم سے ادا کیا ہوگا
شکر ادا ہو نہ سکا جتنا ادا ہونا ہے

چھوڑ کر راہِ نبیؐ گھر گئے آفات میں ہم
نامِ غفلت کا گرفتارِ بلا ہونا ہے

منزلِ قربِ نبیؐ سہل نہیں ہے کوئی
اپنے ہونے کا تصوّر بھی فنا ہونا ہے

روح میں اُن کی محبت کا اُجالا بھر لو
ایک دن جسم کو مِٹّی کی غذا ہونا ہے

سانس لے شوقؔ اندھیروں کی فضا میں کب تک
دل کا ظلمت کدہ انوار کدہ ہونا ہے



اُن سے دُوری توخود اپنے سے جدا ہونا ہے

غمِ دنیا سے اگر عہدہ بر آ ہونا ہے
دل بہ ہر حال مدینے سے جڑا ہونا ہے

اتنا مہکا ہوا دامان ولا ہونا ہے
میری سانسوں کو مدینے کی ہوا ہونا ہے

سبز گنبد ہے خیالوں پہ مُسلّط اِتنا
ہر نظارہ میری نظروں کو ہرا ہونا ہے

زندگی روز کی اک تازہ قیامت ہی سہی
اُن سے دُوری توخود اپنے سے جدا ہونا ہے

ہاتھ پھیلائے ہوئے در پہ کھڑا ہوں لیکن
خود مجھے ہوش نہیں ہے مجھے کیا ہونا ہے

اِن چراغوں سے نہ ہوگی میری دُنیا روشن
نور سرکارؐ کے قدموں کا ذرا ہونا ہے

اے غمِ ہجرِ نبیؐ اور کرم کر اِتنا
بے زباں آنسوؤں کو دل کی صدا ہونا ہے

ہم کو اتنا بھی شعورِ کرم آقا کا نہیں
کرم اُنکا ہے ہر اک حال میں "یا ہونا ہے"

شوقؔ مر کر بھی یہاں سے کہیں جانے کا نہیں
جو بھی ہونا ہے اِسی در سے عطا ہونا ہے

دنیا کا ہے دستور اُنھیں دیوانہ سمجھنا

طیبہ کو فقط شہرِ نبیؐ کا نہ سمجھنا
توحید کی منزل ہے یہ رستہ نہ سمجھنا

اے گنبدِ خضریٰ تجھے کیا کیا نہ سمجھنا
قوسین کی سرحد کہ نبیؐ خانہ سمجھنا

جلوہ وہ ہے اُن کا کہ نظر جم نہیں سکتی
پردے کا وہ عالم ہے کہ پردہ نہ سمجھنا

کھوئے ہوئے رہتے ہیں جو انوارِ نبیؐ میں
دنیا کا ہے دستور اُنھیں دیوانہ سمجھنا

کیا ہم پہ کُھلے عظمتِ سلطانؐ مدینہ
ہے جب کہ سمجھنے سے زیادہ نہ سمجھنا

فیضانِ نبوّت ز ازل تا بہ ابد ہے
پابندِ زمانہ اُسے کہنا نہ سمجھنا

آقاؐ کی جدائی کا جو غم جاننا چاہے
بے چارگیٔ اُستُنِ حنانہ سمجھنا

سرکارؐ کسی رُخ سے سمجھ میں نہیں آتے
یکساں ہے زمانے کا سمجھنا نہ سمجھنا

جس دل میں نہ ہو جلوہ گری شاہِؐ ہدیٰ کی
بھولے سے بھی گھر اُس کو خدا کا نہ سمجھنا

جتنی ہے سمجھ جس کی سمجھتا ہے وہ اُتنا
سرکارؐ بھی اُتنے ہی ہیں ایسا نہ سمجھنا

آقاؐ کے تعارف کا تعلّق ہے جہاں تک
معیارِ نظر سب کا جداگانہ سمجھنا

وہ ذات بھی نوری ہے وہ کردار بھی نوری
کس طرح اجالے کو اجالا نہ سمجھنا

نبیوں سے بھی سمجھے نہ گئے جب شہؐ طیبہ
کیا چیز ہے شوقؔ ان کو ہمارا نہ سمجھنا



خدا پرستوں کو کیا کام عیش و راحت سے

ظہور پایا ہے بے صورتی نے صورت سے
ہوا ہے حق متعارّف رسولِ رحمت سے

اٹھے گا پردہ کہاں چہرۂ حقیقت سے
تجلّی پہلی ہے موسوم خود نبوّت سے

کِسے تھی آگہی قرآں کی معنویّت سے
کُھلا ہے لفظوں کا باطن نبیؐ کی سیرت سے

ہو کون باخبر اُس نور کی جسامت سے
لطیف تر ہے جو رُوحوں کی بھی لطافت سے

وہ ذات جو ہے عبارت خدا کی قدرت سے
بھرم ہے کون و مکاں کا اُسی کی نسبت سے

سمجھ میں آتا ہے قوسین کی اشارت سے
وہ قُرب جسکا تعلّق نہیں وضاحت سے

کہیں بھی سُرخرو انسان ہو نہیں سکتا
گُریز کر کے مدینے کی مرکزیّت سے

اُس اُمّیت پہ تصدق ہے علمیت ساری
خدائی راز کُھلے جس کی قابلیّت سے

خدا کے دین کو کیا کیا نہ اعتبار ملا
رسولِ پاک کی تاریخ ساز ہجرت سے

حیاتِ پاک کا ہر رخ ہے کتنا نورانی
پتہ یہ چلتا ہے قرآں کی آیت سے

دل و نظر میں ہے طیبہ کی روشنی جب تک
ڈرے گا کون اندھیروں کی اکثریت سے

رسولِ پاک کی میراث شوقؔ یہ بھی ہے
خدا پرستوں کو کیا کام عیش و راحت سے



اُن کا جلوہ دیکھنے کو آنکھ والا چاہیئے

جذبۂ عشقِ نبیؐ اتنا توانا چاہیئے
اپنی ہستی کا تعارف بھی مدینہ چاہیئے

چاہنے کو تو بہت کچھ ہے مگر کیا چاہیئے
دیکھ کر جلوہ نبیؐ کا کس کو دیکھا چاہیئے

بندگی سے کاملُ الایماں کوئی ہوتا نہیں
حُبِّ آقاؐ جان سے اپنی زیادہ چاہیئے

روح کو کیا جگمگائیں گے یہ دنیا کے چراغ
دو جہاں روشن ہیں جس سے وہ اُجالا چاہیئے

طور کا منظر الگ قوسین کا منظر الگ
جیسا جلوہ۔ دیکھنے والا بھی ویسا چاہیئے

سلسلہ صدیوں سے جاری ہے سمجھنے کا اُنھیں
کون جانے اور ابھی کتنا زمانہ چاہیئے

مخزنِ انوارِ حق سارا مدینہ ہے مگر
سبز گنبد کا وہ عالم ہے کہ دیکھا چاہیئے

خلق نے اللہ کو جانا رسولُ اللہ سے
حق رسا ہونے کو بھی انکا وسیلہ چاہیئے

ہے ہر اک عالم میں آقاؐ کی جدا جلوہ گری
ہم کو ہوش اتنا کہاں جتنا کہ ہونا چاہیئے

مَنْ رَاٰنِیْ سے کُھلی شانِ جمالِ مصطفیٰؐ
نور جلوے کے لئے بھی نور چہرہ چاہیئے

ہر نظر سرکارؐ کا دیدار کر سکتی نہیں
اُن کا جلوہ دیکھنے کو آنکھ والا چاہیئے

جسکی منزل ہے ازل سے نور کی بے سائیگی
یا نبیؐ دامانِ رحمت کا وہ سایہ چاہیئے

شوقؔ راہِ عشق میں ہوشِ فنا درکار ہے
پہلے جینا آ تو جائے بعد مرنا چاہیئے

سیرتِ شاہِؐ رسولاں کس قدر تہہ دار ہے

سبز گنبد وہ خدائی نور کا معیار ہے　　فرش سے تا عرش جس کا حلقۂ انوار ہے

کتنی معیاری حیاتِ سیّدِؐ ابرار ہے　　جو کلامِ پاک ہے وہ آپؐ کا کردار ہے

زندہ ہو جاتا ہے ہر انسان کا مُردہ ضمیر　　آپؐ کے عفو و کرم کا وار ایسا وار ہے

اپنی اپنی عقل کی حد میں ثنا خواں ہیں سبھی　　وہ کسے معلوم جو سرکارؐ کا معیار ہے

ایک رخ بھی آج تک پورا نہ سمجھا جا سکا　　سیرتِ شاہِؐ رسولاں کس قدر تہہ دار ہے

صرف "اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنِیْ" کا رستہ ہے کُھلا　　اس سے ہٹ کر حق رسی کی بات ہی بیکار ہے

ہو کے رہ جاتا ہے گُم صُم جو بھی آتا ہے یہاں　　آپؐ کا دربار ایسا رحمتی دربار ہے

زندگی چاہے کسی منزل میں بھی ہو یا نبیؐ　　آپؐ کی چشمِ کرم ہر حال میں درکار ہے

شوقؔ کیا کیا جاں نثارانِ رسولؐ اللہ تھے

سوچ بھی سکتے نہیں ہم اُن کا وہ معیار ہے

❁ ❁ ❁

دل اگر بیدار ہے تو زندگی بیدار ہے

عشقِ سرورؐ میں اَنا سب سے بڑی دیوار ہے
یہ نہ ہو تو وادئ دل خود حرا کا غار ہے

ذکرِ شاہِؐ دیں سے غفلت موت کا بازار ہے
دل اگر بیدار ہے تو زندگی بیدار ہے

ہر حدیثِ پاک اگرچہ مخزنِ اسرار ہے
یہ کہاں معیارِ آقاؐ ۔ عقل کا معیار ہے

نور کے مرکز سے ہٹ کر ڈھونڈتا ہے روشنی
جو نبیؐ کو رکھ کے بھی منّت کشِ اغیار ہے

اژدہا بننا عصائے موسوی کی شان تھی
آ کے دستِ پاک میں شاخِ شجر تلوار ہے

موت اچھی ہے کہ ہو جاتا ہے دیدارِ نبیؐ
دید کی حسرت میں جینا مُستقل آزار ہے

سارے معیاراتِ انسانی جہاں پر ختم ہیں
سیرتِ شاہِؐ اُمم وہ آخری معیار ہے

حسنِ یوسفؑ دیکھ کر تو کچھ کٹی تھی انگلیاں
سر یہاں بے دیکھے کٹتے ہیں یہ وہ شہکار ہے

ایک پَل میں شوقؔ صدیوں کا سفر طئے ہو گیا
کس قدر وہ نورِ قوسینی ''نظر رفتار'' ہے



سب کچھ اُنہی کا تھا یہاں سب کچھ اُنہی کا ہے

اظہار جن کی ذات سے گنجِ خفی کا ہے
مقصد صدائے کُن کا تعارّف نبیؐ کا ہے

دار و مدار جس پہ خدا آگہی کا ہے
کونین میں وجود وہ تنہا نبیؐ کا ہے

غیب و شہود دونوں پہ قبضہ نبیؐ کا ہے
سب کچھ اُنہی کا تھا یہاں سب کچھ اُنہی کا ہے

آنا پڑا بہ شکلِ بشر جبرئیلؑ کو
نسبت سے آپؐ کی وہ شرف آدمی کا ہے

کھوٹے زمانے بھر کے جو تھے ہو گئے کھرے
کتنا کرم حضورؐ کی جلوہ گری کا ہے

ہر لفظ میں ہے سیرتِ سروؐر کی روشنی
قرآن وہ ثبوت حیاتُ النّبی کا ہے

جُھلسا سکے گی دھوپ حوادث کی کیا ہمیں
سایہ سروں پہ آپ کی بے سائیگی کا ہے

سورج سے روشنی کا تعلّق ہے جس طرح
ایسا ہی ربط خلق سے نورِ نبیؐ کا ہے

ہم جی رہے ہیں صدقے میں اُنکے تو کیا عجب
تخلیق کائنات کی صدقہ اُنہی کا ہے

شوقؔ اپنے پاس اِس سے بڑا واسطہ ہے کیا
سارا بھرم مدینے سے وابستگی کا ہے



صرف اُس کو کائنات میں حق زندگی کا ہے

عشقِ رسوؐل نام خدا آگہی کا ہے
جس پر بنا ہے دین کی کلمہ نبیؐ کا ہے

نور خدا ہی نور شہِؐ ہاشمی کا ہے
توحید کے خلاف ۔ تصوّر دوئی کا ہے

مقصد درِ رسوؐلِ خدا جس کسی کا ہے
صرف اسکو کائنات میں حق زندگی کا ہے

مثلِ بشر کے جب سے قدم عرش پر گئے
اُس دن سے آسماں پہ دماغ آدمی کا ہے

خود عُمرِ کائنات طویل اس قدر نہیں
جتنا زمانہ آپ کی پیغمبری کا ہے

اسلام دشمنی میں وہی پیش پیش ہیں
جذبہ دلوں میں جن کے نبیؐ دشمنی کا ہے

دنیا میں کیسے کیسے اُجالے نہیں مگر
اعجاز ہی کچھ اور ہری روشنی کا ہے

ناپی گئی نہ قامتِ کردار آج تک
اندازہ کس کو آپ کی قد آوری کا ہے

قبلہ بنادیا گیا بیتُ الحرام کو
کتنا خیال حق کو تمھاری خوشی کا ہے

انوارِ باطنی کا پتہ شوقؔ ابھی کہاں
شیدا ہر ایک روشنئ ظاہری کا ہے



فاصلہ کتنا مدینے سے ہے جنت کیلئے

ذاتِ بے سایہ کا فیض ایسا ہے خلقت کیلئے
جیسے برسات ضروری ہے زراعت کیلئے

یہی کیا کم ہے شہِ دیں کی فضیلت کیلئے
سب کے بعد آئے ہیں وہ سب کی امامت کیلئے

ہے اگر حشر۔ حسابات و عدالت کیلئے
کونسا دن ہے گنہگاروں پہ رحمت کیلئے

شبِ اسریٰ جو قدم عرش نے حضرت کے لئے
راستہ پڑ گیا اَوجِ بشریّت کیلئے

جس سے چاہیں وہ پڑھا لیتے ہیں کلمہ اپنا
کیا شجر کیا حجر اقرارِ رسالت کیلئے

سایۂ گنبد خضریٰ میں ٹھہر کر دیکھو
فاصلہ کتنا مدینے سے ہے جنت کیلئے

ہم کو اک نسبتِ سلطانِ مدینہ بس ہے
دونوں عالم میں اُجالوں کی ضمانت کیلئے

نعت جس صنف میں ہو نعت ہی کہلاتی ہے
نعت مخصوص نہیں ہے کسی ہیئت کیلئے

آپؐ کے بعد نبی کوئی نہیں ہوسکتا
مُہر قدرت کی لگی ختمِ نبوّت کیلئے

مصحفِ روئے نبیؐ قلب کی محراب میں ہے
رات دن مجھ کو سہولت ہے تلاوت کیلئے

ناز ہے شوقؔ مجھے اُنکے کرم پر ایسا
خود کو بیچا نہ کبھی دولت و شہرت کیلئے

(طرحی مشاعرہ حضرت برہنہ شاہؒ)



حُسن، تخلیق ہوا ہے اِسی صورت کیلئے

اشک آنکھوں میں گُناہوں کی ندامت کیلئے
درِ رحمت پہ سبھی آتے ہیں رحمت کیلئے

حرفِ آخر ہیں وہ ہر عظمت و رفعت کیلئے
قبلہ تبدیل ہوا جن کی عبادت کیلئے

قبلِ آدمؑ شہِ دیں کیوں نہ ہوں بعثت کیلئے
پہلے بُنیاد ضروری ہے عمارت کیلئے

معجزہ ہے وہ جمالِ رخِ انور کیا ہے
حُسن، تخلیق ہوا ہے اِسی صورت کیلئے

کام دیوانوں کو کیا خلد بریں سے واعظ
وہ بھی درکار ہے سرکارؐ کی قربت کیلئے

حق کا منشا کہاں الفاظ بتا سکتے تھے
سیرت پاک ہے قرآں کی وضاحت کیلئے

کن کی تعمیر ہے ٹھہری ہوئی وجہِ کُن پر
چھت نہیں رہتی سہارا جو نہ ہو چھت کیلئے

ان کی خدمت کو میں احساں نہیں کہتا اپنا
اُنکا احساں ہے جو رکھا مجھے خدمت کیلئے

آج اُمّت اُسی آقاؐ کو بھلا بیٹھی ہے
اُٹھ کے راتوں کو وہ روتے تھے جس اُمّت کیلئے

معجزاتی شبِ اسریٰ کا سفر ہے کتنا
صرف اک پل لگا صدیوں کی مسافت کیلئے

صرف وابستگیٔ دامنِ اقدس کے سوا
کونسی چیز ہے ایماں کی حرارت کیلئے

سر رکھو شوقؔ نشاناتِ قدم پر ان کے
سجدہ واجب ہے ہر اک سجدے کی آیت کیلئے

(طرحی مشاعرہ حضرت برہنہ شاہؒ)



جان جائے گی مگر دل سے نہ جلوے جائیں گے

کیا ہیں اعمال اپنے جو محشر میں تولے جائینگے — ہم فقط سرکار کے صدقے میں بخشے جائینگے

لوگ ایک اک بات کی تحقیق کرتے جائینگے — یہ نہ سمجھو سرورِ دیں پھر بھی سمجھے جائینگے

بے توسط گھر خدا کے بھی نہ جایا جائیگا — جائینگے کعبے کو تو طیبہ سے ہوتے جائینگے

سب کو کملی کی ضرورت ہوگی محسوس اُس گھڑی — دھوپ میں محشر کے جب سب کے پسینے جائینگے

جان و دل میں بس گئے ہیں اُنکے جلوے اسقدر — جان جائیگی مگر دل سے نہ جلوے جائینگے

جتنی قربت جن کو ہوگی صاحبِ لولاک سے — حق کی قربت سے وہ لوگ اُتنے نوازے جائینگے

قلب کو روشن رکھو عشقِ سراپا نور سے — قلب دیکھے جائینگے چہرے نہ دیکھے جائینگے

آپؐ سے زندہ ہے نام انسانیت کا دہر میں — آپکے احسان آقاؐ کس سے بھولے جائینگے

سبز گنبد کے تصوّر کو مجسّم کرلو شوقؔ
دیدہ و دل کے اندھیرے جاتے جاتے جائینگے



کیا ہے اپنے پاس۔ جائیں گے تو کیا لے جائیں گے

دل میں ارماں تو بہت ہے ہم مدینے جائینگے
کیا ہے اپنے پاس، جائینگے تو کیا لے جائینگے

ہم کہاں ہٹ کر نبیؐ کے آستاں سے جائینگے
اُنکے سائے مین جئیں گے ان پہ صدقے جائینگے

پردۂ مثلِ بشر پر جب نظر جمتی نہیں
شاہِ دیںؐ پردے کے اندر کس سے دیکھے جائینگے

کون اپنا آسرا انکے سوا عالم میں ہے
دم بہ دم ہم "یا رسولؐ اللہ" بولے جائینگے

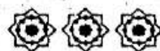
دامنِ سیرت پہ دھبّہ لگ نہیں سکتا کوئی
خاک اُڑانے والے ہر دم خاک اُڑاتے جائینگے

زندگی اللہ نے دی جنکے صدقے میں ہمیں
زندگی بھر ہم انہی قدموں پہ صدقے جائینگے

وہ حجابوں میں ہیں جبتک ہوش میں ہے ہر کوئی
بے حجاب آ جائینگے تو ہوش اُڑا لے جائینگے

داغِ عشقِ صاحبِؐ قوسین ہیں جن میں نہاں

نورِ مطلق سے وہی دل شوق اُجالے جائینگے



عشقِ سرکارؐ میں ہر غم سے گذر جانا ہے

زندگی میں ہمیں اک کام یہ کر جانا ہے
عشقِ سرکارؐ میں ہر غم سے گذر جانا ہے

ہر نفس خود سے بچھڑنا ہے بکھر جانا ہے
زندگی دوریٔ سرکارؐ کا ہرجانہ ہے

نور کو جس نے لبادے سے بشر جانا ہے
بے نظر ہونے کو بھی اُس نے نظر جانا ہے

درِ سرکارؐ پہ بادیدۂ تر جانا ہے
ہم کو طئے کر کے ہر اک غم کا سفر جانا ہے

شہرِ طیبہ ہے وہ منزل سفرِ ہستی کی
شوق سے جبر سے جانا ہے مگر جانا ہے

لوگ کیا کیا یہاں جینے کا ہنر جانتے ہیں
ہم نے سرکارؐ پہ مرنے کو ہنر جانا ہے

رہِ آقاؐ میں قدم رکھنے کے معنے یہ ہیں
نشۂ زعمِ اَنا سر سے اُتر جانا ہے

دیکھ کر سرورِؐ کونین کے جلوے دل میں
گھر کو اللہ کے سرکارؐ کا گھر جانا ہے

قدر طیبہ کے اُجالوں کی اُسی سے پوچھو
جس نے دنیا کو اندھیرے کا سفر جانا ہے

ہے حجاباتِ تجلّی سے عبارت دنیا
حشر چہرے سے نقاب اُنکے اُتر جانا ہے

ہجرِ سرکارؐ میں جینا نہیں جینا اےؔ شوقؔ
درحقیقت کئی اقساط میں مرجانا ہے



وہی اک ذات تنہا ہے ہر اک آئینہ خانے میں

چمکتے ہیں وہ جلوے نورِ کُل کے آستانے میں
خدائی محو ہے صدیوں سے جان و دل لٹانے میں

بصیرت تک پریشاں ہے حقیقت اُنکی پانے میں
عجب ہے رازِ قدرت میم کو پردہ بنانے میں

اجالا دین کا یونہی نہیں پھیلا زمانے میں
لگی جانوں کی بازی کعبے کو کعبہ بنانے میں

نظر انکی شہود و غیب پر ہے ہر زمانے میں
وہی اک ذات تنہا ہے ہر اک آئینہ خانے میں

عطا کرتے ہیں سب کچھ خلق کو، خود کچھ نہیں رکھتے
خدائی نعمتیں کیا کیا نہیں انکے خزانے میں

وجودِ دو جہاں مِنْ نُوْرْ جلوؤں سے عبارت ہے
جمالِ پاک ہے کون و مکاں کے تانے بانے میں

مرے آقاؐ کی سیرت کے چراغ ایسے فروزاں ہیں
زمانے روشنی پاتے رہیں گے ہر زمانے میں

نبوّت انکی جب تخلیقِ آدمؑ سے بھی پہلے ہے
نبوّت کا گھرانہ اُن میں ہے یا وہ گھرانے میں

غمِ سرورؐ میں بھی رونے کے کچھ آداب ہوتے ہیں
مزہ اشکوں کے پینے کا نہیں آنسو بہانے میں

انہی کے سر پہ تاجِ رحمۃ للعالمینی ہے
اجالے اُن کی رحمت کے ہیں ہر اک آستانے میں

رکھو ذکرِ نبیؐ سے شوقؔ ایسا رابطہ ہر دم
تسلسُل جس طرح ہے ہر نفس کے آنے جانے میں



(طرحی مشاعرہ درگاہ حضرت برہنہ شاہؒ)

جب تک ہے کائنات ۔ امامت علیؓ کی ہے

جذبِ نبوّت ایسی ولایت علیؓ کی ہے سیرت جو ہے نبیؐ کی وہ سیرت علیؓ کی ہے

تعمیرِ دینِ حق میں وہ خدمت علیؓ کی ہے جب تک ہے کائنات ۔ امامت علیؓ کی ہے

جب سے ''ابوتراب'' کہا ہے حضورؐ نے ہر خطۂ زمیں پہ حکومت علیؓ کی ہے

شامل کیا نہ نفس کو مرحب کے قتل میں خیبر سے بڑھ کے اسمیں ''شجاعت'' علیؓ کی ہے

نکلے علیؓ کے گھر سے ولایت کے سلسلے ہر سلسلے کو اب بھی ضرورت علیؓ کی ہے

چُھو بھی سکیں نہ فکرِ بشر کی بلندیاں قدآور اس قدر بشریّت علیؓ کی ہے

دروازہ شہرِ علم کا یونہی نہیں علیؓ نورِ رسولِؐ پاک بصیرت علیؓ کی ہے

ممکن نہیں علیؓ سے مُفر حق شناس کو ایمان کا ثبوت محبت علیؓ کی ہے

قامت سے انکی چھوٹے ہیں لفظوں کے پیرہن وہ علم وہ شعور وہ عظمت علیؓ کی ہے

مَنْ کُنْتُ کی حدیث سے صاف آشکار ہے کیا بے پناہ شان وفضیلت علیؓ کی ہے

نورِ نجف نہیں ہے کہاں شوق جلوہ گر

کوئی ہو شمع ۔ روشنی حضرت علیؓ کی ہے

❀❀❀

مصطفیٰ ؐ ہی مصطفیٰ ؐ شہزادیؓ کونین ہیں

جذب شاہِ انبیا شہزادیؓ کونین ہیں
مصطفائی آئینہ شہزادیؓ کونین ہیں

مرکزِ آلِ عبا شہزادیؓ کونین ہیں
دین وایماں کی جِلا شہزادیؓ کونین ہیں

عالمِ نسوانیت کی آبرو کونین میں
سیّدہ خیرُ النّسا شہزادیؓ کونین ہیں

روشنی چھنتی ہے جس سے جلوۂ مِنْ نُورْ کی
ایسی تَطہیری رِدا شہزادیؓ کونین ہیں

خونِ ختمُ المرسلیں جنکی رگوں میں ہے رواں
وہ بتُول و فاطمہ شہزادیؓ کونین ہیں

صورت وسیرت میں انداز وادا میں شان میں
مصطفیٰ ؐ ہی مصطفیٰ ؐ شہزادیؓ کونین ہیں

ملتے ہیں معنے جہاں قرآن کے الفاظ کو
وہ گھرانہ نور کا شہزادیؓ کونین ہیں

فیض کا مخزن ہے انکی ذات کتنوں کیلئے
سلسلہ در سلسلہ شہزادیؓ کونین ہیں

زمرۂ لا یَحزَنُوْن میں جتنی بھی ہیں ہستیاں
اُن سبھوں کی والدہ شہزادیؓ کونین ہیں

ہیں کہاں شایانِ شاں الفاظ مدحت کیلئے
فکر سے بھی ماورا شہزادیؓ کونین ہیں

جنکے قدموں تک رسائی اولیا کی بھی نہیں
شوقؔ وہ ''عین الحیا'' شہزادیؓ کونین ہیں



غوثِ اعظمؓ ہیں نبوّت کے گھرانے والے

غوثیت کو جو ہیں سانسوں میں بسانے والے
در حقیقت ہیں وہی دل نبیؐ خانے والے

شان مِنۡ نُوۡرُ تجلّی کی دکھانے والے
غوثِ اعظمؓ ہیں نبوّت کے گھرانے والے

حادثے جن کو سمجھتے ہیں زمانے والے
یہ وسیلے ہیں ہمیں اُن سے ملانے والے

منزل اپنی در آقا کو بنانے والے
جانے والے ہیں کہیں اور نہ آنے والے

سانس رُکے ہوئے آتے ہیں ترے کوچے میں
حکم اپنا مہ و انجم پہ چلانے والے

یہ فقط ان کا کرم ہے کہ جیئے جاتا ہوں
ورنہ جینے کہاں دیتے ہیں زمانے والے

ظرف جتنا رہے اتنا تو سبھی دیتے ہیں
آپ ہیں ظرف بڑا کر کے پلانے والے

جلوہ گر گنبدِ خضریٰ ہے اس آئینے میں
غوثِ اعظم ہیں ازل سے ہرے بانے والے

شہِؓ جیلاں کے مَراتب کی حدیں تک نہ ملیں
تھک گئے کوششیں کر کر کے زمانے والے

لاکھ خوش رنگ ہوں لفظوں کے لبادے لیکن
میرے آقا نہیں لفظوں میں سمانے والے

اتنا اونچا نہیں معیارِ نظر ہر اک کا
اُنکے جلوے نہیں سب کو نظر آنے والے

عام ہر دور میں ہے فیض رسانی ان کی
بے ٹھکانوں کو بناتے ہیں ٹھکانے والے

سانس لیتے ہیں جو بغداد کے انوار میں شوقؔ
ہیں چراغ انکے خود آندھی کو بجھانے والے

۞۞۞

کون اے شہِ جیلاںؓ تری منزل کا پتہ دے

سنتے ہیں برابر جو تہہِ دل سے صدا دے
سرکار حُسینی حَسَنی ہیں نبیؐ زادے

دنیا میں کسی سے کوئی کیا لے کوئی کیا دے
سوا دین کی اک دین ہے دے جسکو خدا دے

میں دادِ وفا مانگنے والوں میں نہیں ہوں
تیرا ہی کرم ہے کسی قابل جو بنا دے

راضی بہ رضا کتنے ہیں غوثِ صَمَدانی
جو انکے ارادے وہ مشیّت کے ارادے

بغداد کے کوچے کی ہوا تک نہیں لگتی
جب تک نہ کوئی ہوشِ اَنا اپنا مٹا دے

عبدیّت قادر میں ہے قدرت کا وہ عالم
جس رُخ کا ذرا جائزہ لو ہوش اُڑا دے

مشکل ہے زمانے کے اندھیروں سے نکلنا
بے نور ہیں دل، روشنی قدموں کی ذرا دے

معلوم نہیں کب تری محفل سے اٹھا تھا
اب تک مرے قدموں سے ہیں لپٹے ہوئے جادے

پردے میں ولایت کے نبوّت کے ہیں جلوے
کون اے شہِ جیلاںؓ تری منزل کا پتہ دے

کافی ہے ہمیں دامنِ سرکار کا سایہ
ہوں لاکھ خطرناک زمانے کے ارادے

ذاتِ شہِؓ بغداد ہے وہ مرکزِ عرفاں
ملتے ہیں جہاں حق طَلَبی کے کئی جادے

کوئی نہیں اس قامتِ عظمت کے برابر
لفظوں کی قبائیں ہوں کہ فکروں کے لبادے

وہ شان وہ رفعت درِ سرکار کی ہے شوقؔ
بھاری ہیں سواروں پہ بھی اس در کے پیادے

کس کس کو غوثؓ پاک نے کیا کیا بنا دیا

اللہ نے کیا وسیلۂ غوثؓ الوریٰ دیا جینے کا ہم کو سب سے بڑا آسرا دیا

اعجاز مصطفائی کو نام اک نیا دیا سنت کی پیروی کو کرامت بنا دیا

ہم کو گدائی دی اُنھیں داتا بنا دیا یہ دین ہے خدا کی جسے جو دیا دیا

فیضان غوثؓ نے جو اُجالا ہرا دیا رشتہ دلوں کا غار حرا سے ملا دیا

اس کا پتہ بھی چل نہ سکا کائنات کو کس کس کو غوث پاک نے کیا کیا بنا دیا

خائف تھے کتنے اپنی زبوں حالیوں سے ہم ارشاد لَا تَخَفْ نے بڑا حوصلہ دیا

کافی ہے سایہ دامنِ سرکارؓ کا ہمیں کیا غم ہے وقت نے جو نظر سے گرا دیا

عظمت زبان کیا بنے اُس ذاتِ پاک کی جس نے کہ لَاوُجُودُ سے اپنا پتہ دیا

سرکار ہی کو اپنے غلاموں کی لاج ہے دنیا کے حادثوں نے دلوں کو ہلا دیا

خطباتِ غوثؓ پاک ہیں انوارِ غیب شوقؔ
کتنی حقیقتوں سے نہ پردہ اٹھا دیا

دل کو ہر اک کشاکش غم سے چھڑا دیا

حق نے وہ رتبہ تم کو شہِؒ اولیا دیا چاہا جسے بھی جیسا بنانا بنا دیا

اعزازِ غوثیت تمھیں خالق نے کیا دیا پیہم تصرّفات کا اک سلسلہ دیا

خاکی بشر کو غوث نے نوری بنا دیا روحانیت کو از سرِ نو جگمگا دیا

حق نے لباسِ عبد جو قدرت نما دیا زعمِ اَنَا مٹا کے شعور فنا دیا

لازم نہیں ہے شرط سوال ان کے واسطے بے مانگے بھی دیا جسے حد سے سوا دیا

جاگی ہے زندگی شہِؒ جیلاں کے ذکر سے جب بھی غمِ جہاں نے مجھے ڈگمگا دیا

بجھتے ہیں آندھیوں سے زمانے کے سب چراغ طوفانوں کو بجھاتا ہے سرکارؒ کا دیا

فیضانِ غوثؒ نے مجھے گم گشتگی وہ دی دل کو ہر اک کشاکشِ غم سے چھڑا دیا

اس فاصلے کا نام ہے شوقؔ اپنی زندگی

دوری نے انکے قدموں کی جو فاصلہ دیا

کُھلتا نہیں کسی پہ جو اُن کا مقام ہے

هٰذَا وُجُودُ جَدِّیْ جو اعلانِ عام ہے
نورِ نبیؐ میں غوث کا یہ انضمام ہے

کیا شان تیری اے شہِ قدرتؒ نظام ہے
ولیوں کی گردنوں پہ قدم کا مقام ہے

اسرارِ معرفت ترے خطبوں کا نام ہے
کردار کیا ہے سنّتِ خیرُ الانام ہے

یا غوث اولیا کا تو بے شک امام ہے
بعثت تری شہادتِ ماہِ صیام ہے

اُن کو پکار کر ہوں غموں میں بھی مطمئن
دنیا کے حادثوں کی یہی روک تھام ہے

نورِ نبیؐ کا ایسا تعیّن ہیں غوثِ پاک
کُھلتا نہیں کسی پہ جو اُن کا مقام ہے

مصروف دل کو شوق رکھو یادِ شاہؒ میں
جو تھامتی ہے نفس کو یہ وہ لگام ہے

❀❀❀

فیضانِ غوثؓ اب بھی زمانے میں عام ہے

دل میں نظر میں روح میں جس کا قیام ہے
غوثُ الوریٰ اک ایسی تجلّی کا نام ہے

یا غوث تو وہ نورِ خدا لاکلام ہے
ہاتھوں میں تیرے کون ومکاں کا نظام ہے

جلوہ گری کا تیری عجب اہتمام ہے
تیرا خیال ہی ترا قائم مقام ہے

وارفتہ اُن کی یاد نے اس درجہ کردیا
اب صبح اپنی صبح نہ شام اپنی شام ہے

فیضانِ غوثؓ جب بھی زمانے میں عام تھا
فیضانِ غوثؓ اب بھی زمانے میں عام ہے

قائم ہے اُنکے ذکر سے سانسوں کا سلسلہ
جو سانس ذکر سے رہے خالی حرام ہے

اُن کے کرم سے شوقؔ ہے سارا بھرم مرا

جینا مرا وگرنہ خود اک اتّہام ہے

جو ملا غوثُ الوریٰ سے وہ خدا سے جا ملا

دولتِ دنیا ملی عقبیٰ کا سرمایہ ملا
آپ جس کو مل گئے سب کچھ اُسے آقا ملا

ذات کا سرکارؓ کی کس کو پتہ شاہا ملا
ہر کوئی اپنی حدوں میں ہوش گُم کردہ ملا

زندگی کو آستانِ لااُبالی کیا ملا
غوثیتؓ کے فیض کا بہتا ہوا دریا ملا

حق رسی کا وہ وسیلہ ہیں شہِؓ غوث الوریٰ
جو ملا غوثُؓ الوریٰ سے وہ خدا سے جا ملا

اولیا کی گردنوں پر کون رکھ سکتا قدم
یہ شرف آقا ملا تو آپ کو تنہا ملا

نورِ بے سایہ تو ہے ادراک کی حد سے پرے
اس کا پَرتو بھی ملا تو فہم سے بالا ملا

غوثِؓ اعظم کے قدم ایسے ولایت ساز ہیں
ہر ولی سرکارؓ کے قدموں سے وابستہ ملا

آپکے فرمان سے باہر نہ دنیا ہے نہ دیں
ہر جگہ نَظم و نَسَق پر آپ کا غلبہ ملا

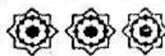
غوثیتؓ پر سب نبوّت کا گماں کرنے لگے
آپؓ کی سیرت کا ہر رخ اِتنا تابندہ ملا

پَرتوِ حسنینؓ ۔ شانِ مصطفیٰؐ ۔ انوارِ حق
جلوۂ غوثُ الوریٰ کس کس کا آئینہ ملا

اب کسی کی بھی غلامی ہم سے ہونے کی نہیں
غوثِؓ اعظم کی غلامی میں مزہ ایسا ملا

زندگی جب راہ کی دشواریوں سے تھک گئی
آپ کا فیضان جان و دل کو گرماتا ملا

شکر بھی مجھ سے ادا شوقؔ اس کا ہوسکتا نہیں
میری اک اک سانس پر ان کا کرم ایسا ملا



(طرحی مشاعرہ کرنول)

آپ کا در کیا ہوا قدرت کا ایواں ہو گیا

آفتابِ غوثیتؓ جب نور افشاں ہو گیا
قبلۂ دیں کعبۂ دل جانِ ایماں ہو گیا

جس کو جتنا آپ کا یا غوثؓ عرفاں ہو گیا
چشمِ حق میں معتبر اُتنا وہ انساں ہو گیا

فیضِ غوثِ پاک سے پُختہ جب ایماں ہو گیا
موت بھی آساں ہوئی جینا بھی آساں ہو گیا

سُنّتِ خیرؐ البشر کا عکس پورا کیا پڑا
ہر عمل سرکار کا تفسیرِ قرآں ہو گیا

جلوۂ ھٰذا وُجودُ جدِّیْ کی وہ شان ہے
روضۂ بغداد طیبائی گلستاں ہو گیا

کتنی روحیں کتنے دل ہر دور میں روشن ہوئے
اُن کا جلوہ جب چراغِ بزمِ امکاں ہو گیا

کس قدر اللہ کو ہے لاج ان کے نام کی
میں نے دی ان کو صدا اللہ نگہباں ہو گیا

آپکے در پر ولایت سر جھکائے کب سے ہے
آپ کا در کیا ہوا قدرت کا ایواں ہو گیا

ہو نہ پایا گردشِ دوراں سے وہ خائف کبھی
جو کوئی وابستہ تم سے شاہِ شاہاں ہو گیا

کب کے طوفانِ حوادث غرق کر دیتے مجھے
میرے آقا کا کرم جینے کا ساماں ہو گیا

شوقِ دنیا کیا سمائے گی نگاہوں میں مری
ذکرِ غوث ِپاک کا جذبِ رگِ جاں ہو گیا

نہ ہوں یہ لوگ تو میدان کا میدان خالی ہے

جمالِ مصطفائی ہر جہت میں ذُوالجلالی ہے
امامت ہو کہ غوثیّت ہو پوشاکِ مثالی ہے

عطائے غوثِ پاک آلِ عبا انداز والی ہے
اُسے سب کچھ بنا ڈالا نظر جس پر بھی ڈالی ہے

مُریدی لَا تَخَفْ کتنی طمانیت کمالی ہے
کہ میں والی ہوں جسکا حق تعالیٰ اسکا والی ہے

عجب عالم میں آقا بیکسوں کی پائمالی ہے
غموں سے دل بھرا ہے زندگی خالی کی خالی ہے

سراپا کیا ہے جلوہ ہے شہِ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کا
نظر کیا ہے فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِیْ ہے

بصیرت وہ کہ روشن ہیں حُدودِ کائنات اُن پر
حکومت وہ کہ اَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِی ہے

یونہی روشن نہیں ہیں راستے شہرِ ولایت کے
بقدرِ ظرف ہر ذرّے نے سورج سے ضیا لی ہے

زمانے کے اندھیروں کا کہاں تک سامنا کرتے
وِلائے غوثیت کی شمع سینے میں جلالی ہے

یہ خاکی جسم اک دن مٹنے والا ہے تو مٹنے دو
عقیدت مٹنے والی ہے نہ نسبت مٹنے والی ہے

تمھارا دامنِ اقدس ہے ضامن منزلِ حق کا
یہ دامن جس نے تھاما منزلِ حق اُس نے پالی ہے

غلامانِ شہِ بغداد سے آباد ہے دنیا
نہ ہوں یہ لوگ تو میدان کا میدان خالی ہے

نہیں شوقِ آس کس کو بارگاہِ شاہِ جیلاں سے
یہاں جو سر جھکا ہے کاسۂ دستِ سوالی ہے

بُروں کی ذمّہ داری غوثِ اعظمؓ نے سنبھالی ہے

شہِ طیبہؐ سے ذاتِ غوثؓ ایسی اتصالی ہے
وجودِ جدّی کی منزل شناخت اپنی بنالی ہے

کرم سے اُنکے کوئی سانس خالی تھی نہ خالی ہے
وگرنہ اپنی ہستی کیا ہے اک نقشِ خیالی ہے

کوئی غم کیا اگر دامن بھی خالی دل بھی خالی ہے
سلامت آپ ہیں تو کس کو فکرِ خستہ حالی ہے

شہِ بغدادؓ کا ادراک اپنی خوش خیالی ہے
ضمیر انکا ہے نورانی، خمیر اپنا سفالی ہے

زبوں حالی ہماری کس قدر تقدیر والی ہے
بُروں کی ذمّہ داری غوثِ اعظمؓ نے سنبھالی ہے

نگہدارِ دو عالم ذمّہ دارِ نظمِ عالم ہیں
جلالی اور جمالی جو جہت ہے اعتدالی ہے

یہ گوشہ سُنّتوں کی پیروی کا کس پہ روشن تھا
کرامت آپ نے کتنے نئے سانچے میں ڈھالی ہے

سگِ درگاہ بھی کہلانے کے قابل نہیں ہوں میں
غلامی کی تو نسبت آپکے در سے لگالی ہے

تمھاری مدح سے رتبہ تمھارا تو نہیں بڑھتا
گدایانِ ازل نے اپنی عزّت خود بڑھالی ہے

درِ بغداد سے تقسیم ہوتی ہے مقدّر کی
اسی چوکھٹ سے ملتی ہے جو نعمت ملنے والی ہے

یہی دیوانگی ہے شوقؔ مقصد اپنے جینے کا
یہ جان و جسم کیا اُن پر فدا جسمِ مثالی ہے

خیالِ غوثِ پاکؓ آجاتا ہے بے ساختہ ہم کو

زمانے والے کیا جانیں بھلا اس ربطِ باہم کو
بنایا حق نے آقا آپؐ کو در کا گدا ہم کو

اگر آئے حقیقت کی نظر سے دیکھنا ہم کو
نظر آئے گی غوثیت نبیؐ کا آئینہ ہم کو

مٹانا ہی اگر ٹھہرا ہے اے ذوقِ فنا ہم کو
تو کردے خاکِ راہِ تاجدارِ اولیا ہم کو

بچا لیجے کرم سے اپنے یا غوثؓ الوریٰ ہم کو
بہت کچھ مل چکی اعمال کی اپنے سزا ہم کو

دکھائے لاکھ زور اپنا زمانے کی ہوا ہم کو
بڑے سرکار کے در کا سہارا ہے بڑا ہم کو

کسی سے ہم کو کیا لینا کسی سے کام کیا ہم کو
اُنہی سے مانگتے ہیں جو بھی کچھ ہو مانگنا ہم کو

فقط نامِ شہؓ جیلاں ہے اپنی فکر کا محور
نہ ظاہر کا پتہ ہم کو نہ باطن کا پتہ ہم کو

نہ جانے انکے اعزازات کا قد کتنا اونچا ہے
بہت چھوٹی نظر آتی ہے لفظوں کی قبا ہم کو

سلوک و جذب کی راہوں سے شہرِ علم و عرفاں تک
نظر آئے تمہی تم سلسلہ در سلسلہ ہم کو

درِ سرکار پر بیٹھے ہیں مر کر بھی نہ اٹھیں گے
اٹھا سکتی ہے تو آئے گردشِ دوراں اٹھا ہم کو

مقاماتِ ولایت کی جہاں بھی بات چلتی ہے
خیالِ غوثِ پاکؓ آجاتا ہے بے ساختہ ہم کو

درِ اقدس پہ آکر کھل گیا سارا بھرم اپنا
نگاہ و فکر کی وسعت پہ کیا کیا ناز تھا ہم کو

زمانہ چاہے کچھ کہہ لے حقیقت لیکن اتنی ہے
ملا جو کچھ بھی شوقؔ ان کی غلامی سے ملا ہم کو

لاکھ طوفانوں میں بھی جیتے ہیں اطمینان سے

یَامُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ کے مُستقل فیضان سے
اہلِ دِل بے خوف ٹکراتے ہیں ہر طوفان سے

نورِ حق نکلا جو طیبہ کے جمالستان سے
ہوگیا مَوسُوم وہ بغداد کے ایوان سے

کیوں نہ آتا ماہِ صوم انتیسویں[۲۹] شعبان سے
غوثیت کا چاند نکلا مطلعِ جیلان سے

زیست وابستہ ہے جنکی آپکے دامان سے
لاکھ طوفانوں میں بھی جیتے ہیں اطمینان سے

آپ اسرارِ الٰہی کا سمندر کیوں نہ ہوں
علمِ قرآنی ملا ہے صاحبِ قرآن سے

مختلف شانوں کی حامل ذاتِ غوثِ پاک ہے
آدمی ہو باخبر آقا کی کس کس شان سے

ختم ہوتی ہیں حدیں جب سارے امکانات کی
سب صدا دیتے ہیں انکو اک نہ اک عنوان سے

ہم زبوں حالوں پہ بھی آقا کرم کی اک نظر
دینِ حق زندہ ہوا ہے آپکے احسان سے

جب چراغِ اشک سلگاتی ہے بغدادی ہوا
روشنی آتی ہے چھن کر دل کے روشندان سے

ہم غلامانِ ازل تو ہیں غلامانِ ازل
کون وابستہ نہیں سرکار کے دامان سے

شوقؔ ایک ایک سانس آقا کے کرم کا نام ہے
ورنہ اپنی زندگی کچھ کم نہیں طوفان سے

شرف ان کا ہے موروثی۔ غلامی اپنی آبائی

عیاں کیا لاوجودِ عبدِ قادر کی ہو گہرائی
لبادہ ایک کا ہے ایک کی ہے جلوہ آرائی

لگی ہے غوثیت فہمی میں صدیوں کی توانائی
مگر ناپی گئی پھر بھی نہ انکے قد کی اونچائی

شہؒ بغداد نے تقدیر کس کس کی نہ چمکائی
تعلّق جسکا جتنا اُتنی روشن اس کی بینائی

بیانِ حالِ غم کرنے کو تھا آواز بھر آئی
سراپا ہوں زبانِ اشک کی خاموش گویائی

کہاں تک کام دے گی فکرِ انسانی کی اونچائی
مقامِ غوثیت ہے ماورائے حدِّ بینائی

مجھے اے تاجدارِ اولیا کیا غم اندھیروں کا
تمھارے ذکر سے روشن ہے میری شامِ تنہائی

نگاہیں قال سے جب حال کی جانب پلٹتی تھیں
تو اہلِ بزم کو رہتی نہ تھی تابِ شکیبائی

کبھی سورج اُتر آتا نہیں ذرّوں کو چمکانے
فقط کرنوں سے ہے ذرّات میں تاب و توانائی

شہؒ جیلاں نے وہ دریا بہائے علم و حکمت کے
نظر کو معرفت کی اک نئی دنیا نظر آئی

نہیں ہے غوث کا دیدار ممکن چشمِ ظاہر سے
اُنھیں ہو دیکھنا تو مانگ اُنہی سے دل کی بینائی

نہ ہو فیضِ نظر سے انکے جتنک زندگی روشن
نہیں آتی فقط سجدوں سے ایمانی توانائی

یہی وابستگی ہے شوق اثاثہ اپنے جینے کا
شرف ان کا ہے موروثی، غلامی اپنی آبائی

نہیں ہے دستگیری غوثؓ اعظم کی علاقائی

نبوّت ختم ہے باقی ہے لیکن جلوہ آرائی　　نمایاں ہیں بہ شانِ غوثیت انوارِ طیبائی

کچھ ایسی شان سے انتیسویں[۲۹] شعبان کی آئی　　حیاتِ عالمِ اسلام جاگی لے کے انگڑائی

کہیں سے بھی پکارو انکو ہوتی ہے پذیرائی　　نہیں ہے دستگیری غوثِؓ اعظم کی علاقائی

بقدرِ آگہی ہر اک نے سیرت انکی نظمائی　　مگر لفظوں میں وہ نورانیت آئی نہ گہرائی

جمالِ عبدِ قادر میں ہے قدرت کی وہ رعنائی　　نظر گم ہوگئی خود جب کبھی جلووں سے ٹکرائی

تمھاری راہ اے شاہِؓ ولایت جس نے اپنائی　　مشیّت کی نگاہوں میں اُسی کی ہے پذیرائی

جنھیں ہے عظمتِ سرکارِ جیلاں سے شناسائی　　خیالوں کو بنا لیتے ہیں دل اور دل کو بینائی

نبوّت آئینہ حق کا تم آئینہ نبوّت کا　　تمھاری ذات میں کس کس تجلّی کی ہے رعنائی

نگاہِ لطف بر من اے شہِ مُلکِ ولایت کُن　　مَنَم خستہ دل و درماندہ تو ماویٰ و ملجائی

کرے گا ان کے معیارِ نظر کا کون اندازہ　　بلاد اللہ سارے جنکی نظروں میں ہیں اک رائی

خود آگاہی کی منزل سے حق آگاہی کی منزل تک　　سبھی ہیں ہر قدم پر دستگیری کے تمنائی

خرد کو کیا پتہ شوق انکی دُوری اور قربت کا
خیال آقا کا چھا جائے تو دوری بھی ہے یکجائی

ربط جیسا فیض ویسا ہے بڑے سرکارؓ کا

تھام کر دامن جو چلتے ہیں بڑے سرکارؓ کا		غم نہیں ہوتا انھیں حالات کی رفتار کا

اقتدار ایسا ہے اُس چشمِ مشیّت کار کا		اہلِ دل چلتے ہیں منشا دیکھ کر سرکارؓ کا

کیوں بڑا رتبہ نہ ہو بغداد کے دربار کا		نور چَھن چَھن کر یہاں آیا حرا کے غار کا

گِھر کے طوفاں میں دیا جب واسطہ سرکارؓ کا		موجِ طوفاں کام کرنے لگ گئی پتوار کا

ہے بڑی عظمت تعارّف خود بڑے سرکارؓ کا		رنگِ گُل خود بولتا ہے مَیں ہوں کس گلزار کا

کہتے ہیں ان کے کرم کو اس لئے ہم زندگی		زندگی بھر کام دیتا ہے کرم اک بار کا

حادثاتِ وقت تھک کر بیٹھ جاتے ہیں یہاں		کس قدر ٹھنڈا ہے سایہ آپ کی دیوار کا

ڈگمگاتے ہیں قدم جب مشکلوں کی راہ میں		بے ارادہ لب پہ نام آجاتا ہے سرکارؓ کا

اصل میں اک سلسلہ وہ آپ کی یادوں کا ہے		نام دیتے ہیں جسے ہم ہر نفس کے تار کا

انکی شانِ غوثیتؓ کا اس سے چلتا ہے پتہ		ربط جیسا فیض ویسا ہے بڑے سرکارؓ سے

شوؔق ایسے موڑ پر آئی ہوئی ہے زندگی

جی رہے کیا ہیں جِلاتا ہے کرم سرکارؓ کا

حاجتِ موسم نہیں رکھتا گلستاں غوثؓ کا

ہے رسولِ پاک سے وہ ربطِ پنہاں غوثؓ کا
ڈوب سکتا ہی نہیں مہرِ درخشاں غوثؓ کا

ہوشِ غوثیتؓ شناسی بھی ہے احساں غوثؓ کا
اُسکا اُتنا مرتبہ ہے جتنا عرفاں غوثؓ کا

ہر زمانہ کیوں نہ ہوگا زیرِ فرماں غوثؓ کا
فیض ایسا ہے مُسلسل قطبِ دَوراں غوثؓ کا

خود چلے آتے ہیں موسم رنگ [illegible] لینے یہاں
حاجتِ موسم نہیں رکھتا گلستاں غوثؓ کا

زندگی حالات کے کتنے ہی طوفانوں میں ہو
غوث کو ہر دم صدا دیتا ہے خواہاں غوثؓ کا

صاحب قرآں سے پایا راست علمِ باطنی
کون جانے کس قدر ہے علمِ قرآں غوثؓ کا

ہم غریبوں کو دو عالم میں ہے کس کا آسرا
عبدِ قادر مُحیٔ دیں محبوبِ سبحاں غوثؓ کا

بارِ احساں سے کوئی بھی سر اٹھا سکتا نہیں
خلق پر صدیوں سے ہے اسطرح احساں غوثؓ کا

جانے کتنے دل دھڑکتے ہیں اسی امّید میں
دیکھ لیں اک بار جلوہ شاہِ ذِی شاں غوثؓ کا

چلتی رہتی ہیں مدینے کی ہوائیں رات دن
بوئے وحدت سے مُعطّر ہے گلستاں غوثؓ کا

غوثؓ ایسی عظمتوں کے سلسلے کا نام ہے
خود کہاں رہتا ہے باقی مرتبہ داں غوثؓ کا

اہمیت کیا ہم گداؤں کی درِ سرکار پر
اَولیا تھامے ہوئے رہتے ہیں داماں غوثؓ کا

شوقؔ کا اتنا تعارّف بس ہے دنیا کے لئے
نعت گو سرکار کا ہے منقبت خواں غوثؓ کا



میرے جینے کو نہ دیکھو کرم ان کا دیکھو

دی ہیں اللہ نے آنکھیں تو مدینہ دیکھو
شہرِ بغداد میں پَرتَو ہے اُسی کا دیکھو

نورِ حق ۔ شکلِ بشر میں مُتجلّٰی دیکھو
کب تلک اسم ہی دیکھو گے مُسمّٰی دیکھو

کس کے دامن کا میرے سر پہ ہے سایہ دیکھو
مجھ کو کیا دیکھتے ہو میرا وسیلہ دیکھو

زور طوفانِ حوادث میں ہے کتنا دیکھو
اک ذرا ان کو صدا دے کے تماشا دیکھو

نام ہے ان کے کرم کا میرا جینا کیا ہے
میرے جینے کو نہ دیکھو کرم ان کا دیکھو

ایک میں کیا ہوں دو عالم ہیں نظر میں انکی
وہ نہیں دیکھتے ہوتے تو میں کہتا "دیکھو"

دیکھنا ان کا مقدّر کو بدل دیتا ہے
سب انہی معنوں میں کہتے ہیں کہ آقا دیکھو

سُنّتِ شاہِؐ مدینہ کا ہے پَرتَو پورا
ان کے کردار کا تم کر کے احاطہ دیکھو

ہر جگہ ان کے نشاناتِ قدم روشن ہیں
چاہے منزل کوئی دیکھو کوئی رستہ دیکھو

انکے قدموں کے اُجالے میں وہ رعنائی ہے
دیکھتے رہنے کو جی چاہے گا جتنا دیکھو

نہ نظر آنے کے جلوے بھی نظر آتے ہیں
اک نظر ان کی دکھا دیتی ہے کیا کیا دیکھو

ہے یہاں نورِ نبوّت بھی امامت بھی نہاں
غوثیتؒ کتنوں کا ہے آئینہ خانہ دیکھو

شوقؔ اس روضے کو اللہ سلامت رکھے
بے ٹھکانوں کا ہے صدیوں سے ٹھکانہ دیکھو

کُھلتی ہے ساری حقیقت پردہ اٹھ جانے کے بعد

کیا تصوّر اپنا۔ اُنکے جلوہ فرمانے کے بعد
تیرگی رہتی نہیں سورج نکل جانے کے بعد

غوثیت کی روشنی سینے میں لہرانے کے بعد
کوئی بھی خود کو نہیں پاتا انھیں پانے کے بعد

وصف انکی خاکِ پا کا بھی نہ پورا ہوسکا
مُنفعل ہوں مدحتِ سرکار نظمانے کے بعد

سر کے رہنے تک ہی غوثِ پاک کی الفت نہیں
اور پختہ ہوتا ہے سودا یہ سر جانے کے بعد

بے سہارا جان کر دنیا اُڑائے گی ہنسی
میں کہیں جاؤں اگر اس در کا کہلانے کے بعد

ان کے در پردہ کرم کا کچھ شعور آیا ہمیں
رات دن دنیا کے طوفانوں سے ٹکرانے کے بعد

اعتبارات نظر ہیں خود حجابات نظر
کُھلتی ہے ساری حقیقت پردہ اٹھ جانے کے بعد

اُنکے دینے کے تصدق دیتے ہیں ہر حال میں
ہاتھ پھیلانے سے پہلے ہاتھ پھیلانے کے بعد

حوصلہ میرا بڑھاتے ہیں وہ چشمِ لطف سے
بیٹھ جاتا ہوں جہاں بھی پانو تھک جانے کے بعد

بے شعوروں کو مقامِ غوثیت کی کیا خبر
آدمی دیوانہ ہوتا ہے شعور آنے کے بعد

شوقؔ ہے حُکمِ مشیّت ان کا فرمایا ہوا
بات کیا رہتی ہے باقی اُنکے فرمانے کے بعد

کس کو پنہاں دیکھیئے کس کو نمایاں دیکھیئے

تہہ بہ تہہ کتنی ہے ذاتِ شاہؒ جیلاں دیکھیئے
بطن قرآں سرِّ قرآں روحِ قرآں دیکھیئے

غوثیت کی شمع کتنی ہے فروزاں دیکھیئے
دیکھنے والوں کو بھی سر در گریباں دیکھیئے

بن گئی ہے زندگی ہر غم کا زنداں دیکھیئے
دستگیرِ بیکساں سُوئے غریباں دیکھیئے

کائنات انکی ہتھیلی میں ہے رائی کی طرح
دیکھتے کس کو نہیں محبوبؒ سبحاں دیکھیئے

سُنّتِ خیرؐ البشر کا پورا پورا عکس ہے
جس کسی رُخ سے حیاتِ شاہؒ شاہاں دیکھیئے

دیکھئے کہنے کے معنے وہ نہیں ہیں دیکھتے
یہ سمجھتے تو نہ کہتے شاہؒ جیلاں دیکھیئے

لا وجودَ عبدِ قادر سے خرد حیران ہے
کس کو پنہاں دیکھئے کس کو نمایاں دیکھیئے

حدِّ امکاں میں نہیں محدود جلوے غوث کے
دیکھنے کا اپنے جتنا بھی ہے امکاں دیکھیئے

دے کے آوازِ اَلمدد کی دل کو اب یہ فکر ہے
شانِ قدرت دیکھئے یا زورِ طوفاں دیکھیئے

نسبتِ غوثؒ الوریٰ ہے شوقِ ہستی کا بھرم
لاکھ عنوانوں کا ہے یہ ایک عنواں دیکھیئے

جو بڑے ہیں وہ وسیلہ بھی بڑا لیتے ہیں

شاہِ طیبہ سے جو بے فصل ضیا لیتے ہیں
دوش پر ان کے قدم اہلِ وِلا لیتے ہیں

خاک پائے شہِ بغداد جو پا لیتے ہیں
وہ فقیری میں بھی شاہی کا مزہ لیتے ہیں

دامنِ غوث سروں پر عُرَفا لیتے ہیں
جو بڑے ہیں وہ وسیلہ بھی بڑا لیتے ہیں

رہِ آقا میں جو مٹنے کا مزہ لیتے ہیں
منزلِ حق کو وہ دیوانے ہی جا لیتے ہیں

آسرا ہم شہِ جیلاں ترا کیا لیتے ہیں
اپنی توقیر دو عالم میں بڑھا لیتے ہیں

مدحِ آقا کو قلم جب بھی اٹھا لیتے ہیں
خود ہی کھو جاتے ہیں ہم جائزہ کیا لیتے ہیں

غوثیت شانِ رسالت کا وہ آئینہ ہے
لوگ اسی در سے مدینے کی ہوا لیتے ہیں

لاکھ ہو اپنی جگہ حاتمِ دوراں کوئی
کس کا احساں ترے در کے فُقرا لیتے ہیں

ذکر کیا ما و شما کا ہے درِ آقا پر
سانس بھی سہمے ہوئے اہلِ ولا لیتے ہیں

انکے جلوؤں سے نظر رہتی ہے روشن جنکی
آندھیوں میں وہ چراغ اپنا جلا لیتے ہیں

بے سہاروں کا ہیں آپ ایسا سہارا یا غوث
آسرا آپ کا سارے غُربا لیتے ہیں

دستگیری بڑے سرکار کی شوقؔ ایسی ہے
دل کے آئینے اسی در سے جِلا لیتے ہیں

جو بھی غلام اُن کا ہوا تاجَور ہوا

دل فیضِ غوثؒ پاک کا جب مُستقر ہوا
احساس اپنے ہونے کا نامُعتبر ہوا

چور آیا گھر میں، دین ہوئی، حق نگر ہوا
پانی کا قطرہ آ کے صدف میں گُہر ہوا

جیلاں کے تاجَور کا جدھر بھی گذر ہوا
عالم دل و نگاہ کا زیر و زبر ہوا

کس کو نظر سے غوث کی ممکن مفَر ہوا
ان کی نظر جدھر ہوئی عالم اُدھر ہوا

ملتی نہیں پناہ کہیں کائنات میں
اس در سے جو بھی دُور ہوا در بہ در ہوا

پھیلی جب آفتابِ ولایت کی روشنی
ہر دل بہ قدرِ ظرف و نظر بہرہ ور ہوا

شاہی، غلامیٔ شہِؒ جیلاں کا نام ہے
جو بھی غلام ان کا ہوا مُعتبر ہوا

دنیا میں آپؒ رہ کے بھی دنیا سے یوں بچے
دریا میں عُمر کاٹ دی دامن نہ تر ہوا

بے ساختہ نظر سوئے بغداد اٹھ گئی
جینے کا حوصلہ جہاں بے بال و پر ہوا

ان کے کرم سے پائی ہے بیمار نے شفا
دنیا سمجھ رہی ہے دوا کا اثر ہوا

کتنے ہی معرکوں سے گذر آئی زندگی
ہر معرکہ اُنہی کی عنایت سے سر ہوا

وہ اعتبار ان کی خدا بیں نظر کا ہے
نظمِ زمانہ ان کا مزاج نظر ہوا

رکھّا بھرم حضور نے شوقؔ اپنا ہر جگہ
کافی یہ نام اپنے لئے عُمر بھر ہوا

نام بَغداد ہے اُن شرع کی دیواروں کا

چہرہ ہوتا ہے زباں، حق کے پرستاروں کا
حال چُھپتا نہیں بغداد کے میخواروں کا

دم جہاں گُھٹتا ہے باطل کے ہُنر کاروں کا
نام بَغداد ہے اُن شرع کی دیواروں کا

نیک اللہ کے ہیں اور بُرے میرے ہیں
یہی ارشاد سہارا ہے گُنہگاروں کا

دو جہاں رائی برابر ہیں نظر میں جن کی
سب پتہ انکو ہے سینے کے چُھپے غاروں کا

انکے مَرہُونِ عنایت ہیں سلاسل سارے
نور کس جا نہیں اس روضے کے میناروں کا

درِ آقا کی غلامی ہے تعارّف اپنا
کہ یہی آستاں شہکار ہے شہکاروں کا

دل میں آؤ کہ یہ گھر واقعی گھر ہو جائے
ورنہ گھر نام تو ہوتا نہیں دیواروں کا

شہِ بغداد کا پُرنور سراپا کیا ہے
چلتا پھرتا ہوا قرآن ہے تیس پاروں کا

غوثِ اعظم کی حقیقت کا جو عرفاں ہو جائے
پانی ہو جائے جگر کتنے جگرداروں کا

آپؓ کے در پہ نظر سب کی لگی رہتی ہے
کہ یہ مَحور ہے ہر اک دَور کے دیں داروں کا

روضہ کیا روضہ ہے بغداد کے سرکار کا شوق
زور چلتا ہے نہ شاہوں کا نہ زرداروں کا

کتنے ذرّات کو خورشید بنایا تم نے

اک نظر ڈال کے غَوثُ الثَّقَلَینا تم نے
کر دیا کتنوں کو خالق کا شناسا تم نے

اپنی نسبت کا عطا کر کے سہارا تم نے
کیسے کیسے نہ دماغوں کو اجالا تم نے

نقش توحید کا پھر سے جو اُبھارا تم نے
کتنے ذرّات کو خورشید بنایا تم نے

لَا وُجُـــودَ سے مقام اپنا بتایا تم نے
صرف مُردوں کو ہی کیا دیں کو جِلایا تم نے

حکمراں کیسا رعایا کا لہو پیتے ہیں
خون پازیب سے ٹپکا کے دکھایا تم نے

روشنی پاتی ہے خطبات سے دنیا اب تک
علم و حکمت کا بہایا ہے وہ دریا تم نے

رائی کا دانہ ہیں کونین تمھارے آگے
کیا شرف پایا ہے آقاؤں کے آقا تم نے

کُھلنے پایا نہ غلاموں کا بھرم دنیا میں
پردہ پوشی کی اس انداز سے شاہا تم نے

شوؔق کو خیر سے تھا ہوش کہاں جینے کا
ہر جگہ گرنے سے سرکارؓ بچایا تم نے



اک نظر میں کیا ہر غم کا مداوا تم نے

نگہِ لطف سے جس کو بھی نوازا تم نے
اس کی دنیا ہی بدل دی شہِ والا تم نے

قادریت کا چراغ ایسا جلایا تم نے
کردیا سینوں میں ایماں کا اُجالا تم نے

ہوش اربابِ حکومت کے ٹھکانے آئے
زور طوفانوں پہ اس طرح چلایا تم نے

حق نے بخشا ہے دو عالم پہ تصرف تم کو
کس کو رکھنا ہے کہاں دیکھ کے رکّھا تم نے

حوصلہ ہار گئی سرکشیٔ نفس اپنا
کردیا روحوں کو اس درجہ توانا تم نے

سارے بیمار دماغوں نے شفا پائی ہے
اک نظر میں کیا ہر غم کا مداوا تم نے

بہہ گیا وقت کی موجوں میں غرورِ شاہی
حق کی جانب دلِ انساں کو جو پھیرا تم نے

صرف اربابِ بصیرت ہی تمھیں دیکھتے ہیں
پردہ رکھنے کے لئے کرلیا پردہ تم نے

شوؔق عاصی کسی قابل ہی نہیں تھا لیکن
اس گُنہ گار پہ احساں کئے کیا کیا تم نے



اُن کے قدموں میں ولایت کے ہیں ساماں کتنے

ہیں فدا کار ترے اے شہِؓ جیلاں کتنے
چاک دل کتنے ہیں اور چاک گریباں کتنے

آپ کی ذات میں اسرار ہیں پنہاں کتنے
ایک قرآں میں نظر آتے ہیں قرآں کتنے

گِن کے بولو ذرا آقا کے ہیں احساں کتنے
کتنے نظروں سے ہیں پوشیدہ نمایاں کتنے

سایۂ غوثؓ میں کیا خوف ہو طوفانوں کا
مری کشتی میں پلا کرتے ہیں طوفاں کتنے

دل کی خلوت سے عقیدت کی گذر گاہوں تک
اُنکے جلوے ہیں گلستاں بہ گلستاں کتنے

جس کے کاندھے پہ قدم رکھ دیں ولی ہو جائے
اُنکے قدموں میں ولایت کے ہیں ساماں کتنے

ہے کرامات کا طفلی سے تَسلسُل ایسا
جب بھی تھے اب بھی ہیں اُنگشت بہ دنداں کتنے

دیکھ کر غوثؓ کی یادوں کا اُجالا دل میں
غمِ دوراں کے اندھیرے ہیں ہراساں کتنے

غوثیتؓ نام ہے خوشبوئے شہِؒ طیبہ کا
انکی نسبت سے مہکتے ہیں دل و جاں کتنے

مرے آقا کا کرم مجھ پہ رہے تو بس ہے
آئیں گے اور گذر جائیں گے طوفاں کتنے

دل چمکتا ہے جو ذکرِ شہِؓ جیلانی سے
جھلملاتے ہیں ستارے سرِ مژگاں کتنے

فیض ہر دَور میں سب پاتے ہیں شوقؔ اس در سے
اُمَرا کتنے ۔ گدا کتنے ۔ غریباں کتنے

اُس کا ایمان ہمیشہ تر و تازہ دیکھا

آنکھ والوں نے بھی کب آپ کو پورا دیکھا　　جسکی جتنی ہے نظر اُس نے بس اُتنا دیکھا

جس نے اک بار بھی بغداد کا روضہ دیکھا　　زندگی بھر اُسے دیدار کا پیاسا دیکھا

وہ شرف آپ کا غوثُ الثّقلَینا دیکھا　　دل کہے جاتا ہے ہر بار ابھی کیا دیکھا

جس نے سرکارؓ کے قدموں کا اُجالا دیکھا　　اُس کا ایمان ہمیشہ تر و تازہ دیکھا

دیکھنا کیا ہے فقط دیکھنے والا جانے　　لوگ کہنے کو تو کہتے ہیں کہ جلوہ دیکھا

اےٓ درِ غوثؓ وسیلوں کا تو وہ مخزن ہے　　جس کو دیکھا ترا محتاجِ وسیلہ دیکھا

انکی عظمت کا کتابوں سے تعَارُّف کیا ہو　　جن کے ہر خطبے کو اک دفترِ معنیٰ دیکھا

دیکھنا کہتے نہیں نظروں کے کھو جانے کو　　جب تجلّی میں نظر گُم ہو تو پھر کیا دیکھا

درِ اقدس کی غلامی سے بھرم ہے اپنا　　اپنے جینے کا یہی ہم نے اَثَاثہ دیکھا

جنکے دیدار سے بینائی کے ہوش اڑتے ہیں　　کس کو معلوم کہ کس نے اُنھیں کتنا دیکھا

دیکھنے اور سمجھنے میں بڑا فرق ہے شوقؔ
یہ ضروری نہیں، جس نے انھیں سمجھا دیکھا

❀❀❀

یہ دل۔ دل نہیں اُن کا نقش قدم ہے

غلاموں پہ کیا کم تمھارا کرم ہے
ہزاروں غموں میں بھی جینے کا دم ہے

ظہور تجلّی بہ شان اتم ہے
یہ دل۔ دل نہیں اُن کا نقش قدم ہے

جو ہستی نبیؐ کے قدم بر قدم ہے
اُسی سے ولایت کا سارا بھرم ہے

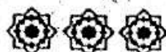
سبھی سنگِ در پر ہیں سر رکھنے والے
جو سر اُن کے قدموں میں ہے محترم ہے

نہیں ہے مجھے ہوش تک مانگنے کا
حضور آپ جو بھی نوازیں کرم ہے

زمانے کے طوفاں میں سب لڑکھڑائے
جسے تم نے تھاما وہ ثابت قدم ہے

بیاں کیا ہوں انوار غوثُ الورائی
تعلّق حقیقت سے لفظوں کا کم ہے

در شاہ بغداد ہے شوقؔ وہ در
جو اس در سے منسوب ہے محترم ہے



مجھے اپنے ہونے کا احساس کم ہے

مجھے اپنے ہونے کا احساس کم ہے خیال انکا جب سے مرے ہم قدم ہے

ز سر تا قدم عکسِ نورِ قِدم ہے ولایت۔ نبوّت میں اس طرح ضم ہے

وگرنہ یہ ہستی سراسر عدم ہے تمھارا کرم زندگی کا بھرم ہے

اُجالوں سے معمور دل کا حرم ہے ترا نور کیا ذہن پر مُرتسم ہے

ترا فیض یاغوثؒ نامختتم ہے ترے در پہ صدیاں لٹاتی ہیں سجدے

کہ کس کس کی آواز میں کتنا دم ہے وہ ہر دل کی آواز پہچانتے ہیں

نظر میں ہر اک سانس کا زیر و بم ہے چُھپے اُن سے کیا حالِ باطن کسی کا

دعائیں وہاں تک رسا شوق کیا ہوں

دکھاوا زیادہ ہے اخلاص کم ہے



ہر ولی سرکارؒ کا دامن گرفتہ ہوگیا

چاند کی رُویت میں شک جسوقت پیدا ہوگیا — جلوۂ غوثؒ الوریٰ اعلانِ روزہ ہوگیا

اک نظر سے آپ کی سرکارؒ کیا کیا ہوگیا — روح جاگی ذہن جاگا قلب بینا ہوگیا

ہم تصور بھی نہ کر سکتے تھے جس کا، ہوگیا — فیضِ غوثِ پاک فضلِ حق تعالیٰ ہوگیا

جس قدر دنیا مجھے برباد کرنے پر تُلی — رابطہ سرکارؒ سے اُتنا توانا ہوگیا

دل کی بستی میں سِوا ویرانیوں کے کچھ نہ تھا — آپ کیا آئے کہ دل آئینہ خانہ ہوگیا

ان کے رستے میں وجود اپنا مٹا تو غم نہیں — انکے صدقے میں ملا تھا ان پہ صدقہ ہوگیا

صدرِ بزمِ اولیا کی شان و عظمت دیکھ کر — ہر ولی سرکارؒ کا دامن گرفتہ ہوگیا

سامنے سورج کے ظلمت سانس لے سکتی نہیں — جس طرف ان کی نظر اُٹھی اجالا ہوگیا

عقل والے راستوں کی جستجو میں رہ گئے — انکے دیوانے جدھر چل نکلے رستہ ہوگیا

ہم ازل سے آستانِ غوثؒ کے پروردہ ہیں — کب نہ تھا جو ربط اُن سے آج پیدا ہوگیا

لا وجودَ عبدِ قادر سے نظر حیران ہے — کس کے پردے میں نمایاں کس کا جلوہ ہوگیا

لے رہی ہیں کتنی صدیاں سانس انکے سائے میں — ان کا در کتنوں کے جینے کا سہارا ہوگیا

مطمئن ہوں شوقؔ ان کے سایۂ نعلین میں
جو مری تخلیق کا مقصد تھا پورا ہوگیا

ہر زمانے کو ترا تابعِ فرماں دیکھا

آستاں آپ کا کیا اے شہِ جیلاں دیکھا
سانس لیتا ہوا اک عالمِ امکاں دیکھا

سر سے اونچا جو کبھی وقت کا طوفاں دیکھا
فیضِ آقا سے دل و جاں کو فروزاں دیکھا

نورِ حق کتنے لباسوں میں درخشاں دیکھا
فرق یہ ہے کہیں ظاہر کہیں پنہاں دیکھا

کس نے ہر رخ سے تمھیں اے شہِ شاہاں دیکھا
جس قدر جس کو ہے دیدار کا امکاں دیکھا

دامنِ رحمتِ حق ہے ترا دامن کیا ہے
جس کو دیکھا ترا وابستۂ داماں دیکھا

زندگی اس کی کبھی بے سرو ساماں نہ رہی
جس کسی نے تمھیں اپنا سرو ساماں دیکھا

دستگیری تری۔ جینے کا بھرم رکھتی ہے
ہر کسی کو ترا شرمندۂ احساں دیکھا

دونوں عالم پہ ہے صدیوں سے حکومت تیری
ہر زمانے کو ترا تابعِ فرماں دیکھا

جن کا ایمان۔ غلامی درِ سرکار کی ہے
ان پہ مٹ جانے کو سرمایۂ ایماں دیکھا

دیکھتا رہتا ہوں میں شانِ کرم کو ان کی
میں نے دامن کبھی دیکھا نہ گریباں دیکھا

اپنے ہونے کا بھی احساس نہ ہونے پایا
آپکی یاد کو جب جذبِ رگِ جاں دیکھا

شوقؔ حیران ہیں سب دیکھنے والے اب تک
مجھ سے ذرّے کو جو سورج کا ثناخواں دیکھا

غریبوں کو درِ سرکارؒ ہی کعبہ نظر آیا

تعارّف یہ جمالِ غوثِ اعظمؒ کا نظر آیا
نظر آیا بہت بھی تو بہت تھوڑا نظر آیا

جسے بھی ہوشِ دیدار آپ کا شاہا نظر آیا
وہ دنیا سے ہی کیا خود سے بھی بیگانہ نظر آیا

وہ رتبہ جلوہ گاہِ شاہؒ جیلاں کا نظر آیا
نظر جس سمت اٹھی نورِ اِلّا اللّٰہ نظر آیا

سلوک و جذب دونوں راستے ہیں انکی خلوت کے
ہر اک مجذوب و سالک انکا کارندہ نظر آیا

نظر آتے نہیں ہیں خاص جلوے عام نظروں کو
جمالِ غوثیتؒ جس کو نظر آیا نظر آیا

جب آنکھیں بند تھیں آقا ہیں پردے میں سمجھتے تھے
کُھلیں آنکھیں تو پردہ خود وجود اپنا نظر آیا

نظر محبوبِ سبحانی کی کیا ہے نبضِ دوراں ہے
نظر بدلی تو دھارا وقت کا بدلا نظر آیا

طوافِ کعبہ کرتے ہیں جو دولت مند ہوتے ہیں
غریبوں کو درِ سرکارؒ ہی کعبہ نظر آیا

شعورؔ اُنکی ثنا کا میں اُنہی سے مانگ لیتا ہوں
عطا جن کی بڑی، دامن میرا چھوٹا نظر آیا

بہت اُونچی نظر والوں کی نظریں بھی یہاں گم ہیں
یہ روضہ ہر نظر سے اس قدر اونچا نظر آیا

کہاں تک ہیں حدیں انوارِ غوثیّت کی کیا جانے
یہاں کا گوشہ گوشہ نور کا دریا نظر آیا

مشیّت اہلِ دل انکی نظر سے جان لیتے ہیں
نظر جیسی مزاجِ وقت بھی ویسا نظر آیا

درِ غوثؒ الوریٰ سے شوقؔ نسبت ہے حیات اپنی
یہی اک ربطِ جان و جسم کا رشتہ نظر آیا

کتنی حقیقتوں کا اُجالا کہوں تجھے

طورِ وِلا کہ برقِ تجلّی کہوں تجھے
آقا تو ہی بتا مجھے کیا کیا کہوں تجھے

قبلہ دلوں کا جانوں کا کعبہ کہوں تجھے
اے نورِ کُل کے نُور بتا کیا کہوں تجھے

لفظوں میں تری شان نہ آئی نہ آئے گی
پھر کیوں نہ ایک عالمِ معنیٰ کہوں تجھے

کہنا تو چاہتا ہوں بہت کچھ تجھے مگر
کم ہے وہ تیری شان سے جتنا کہوں تجھے

سب کچھ بھی تجھ کو کہہ کے یہی آرزو رہی
جیسا حقیقتاً ہے تو ویسا کہوں تجھے

اتنی بھی حیثیت نہیں میری ترے حضور
قطرہ کہوں میں اپنے کو دریا کہوں تجھے

دنیائے علم و آگہی روشن تجھی سے ہے
کتنی حقیقتوں کا اجالا کہوں تجھے

بینا دلوں کو کرتی ہے خاکِ قدم تری
کیونکر نہ جان و دل کی تمنّا کہوں تجھے

دامن گرفتہ تیرے سبھی حق رسیدہ ہیں
حیرت نہیں جو عُروَۃُ الوُثقیٰ کہوں تجھے

خود بولتا ہے تیرا ہر اندازِ غوثیتؒ
آئینۂ سراجِ مُنیرا کہوں تجھے

اس فکر میں ہے شوقؔ بھی حیران آج تک
کس کس کی زندگی کا سہارا کہوں تجھے

آستاں کیا ہے ترا۔ مرکزِ رُوحانی ہے

مصطفائی بہ لباسِ شہِؓ جیلانی ہے
غوثؓ کی مدح نبوّت کی ثنا خوانی ہے

ان کے جلووں کی وہ اعجاز بہ دامانی ہے
عقل کیا شئے ہے نظر والوں کو حیرانی ہے

لَا وُجُودُ آپ کی وہ عظمتِ لاثانی ہے
دید آساں ہے نہ اِدراک بہ آسانی ہے

کتنی مَا اَعْظَمَ شَانِیْ تری سلطانی ہے
خَم ترے در پہ ہر اک دَور کی پیشانی ہے

ماوَرا آپ ہیں ہر فکر و نظر کی حد سے
اور ہر شخص خیالات کا زندانی ہے

ہوش ہوتا تو ترے در پہ فدا ہو جاتا
اپنے جینے سے مجھے سخت پشیمانی ہے

دل کے آئینے تصوّر سے چمک اٹھتے ہیں
شہِؓ بغداد کے جلووں کی وہ تابانی ہے

فیض پاتے ہیں ترے در سے سلاسل سارے
آستاں کیا ہے ترا۔ مرکزِ رُوحانی ہے

تری عظمت کو زباں دینے کی کوشش کی تھی
خندہ زَن مجھ پہ مری عقل کی نادانی ہے

تیرے خُدّام پریشان نہیں دنیا سے
ترے خُدام سے دنیا کو پریشانی ہے

جو چہیتے ہیں ترے ان کا گدائے در ہوں
یہی نسبت مرا سرمایۂ اِمکانی ہے

سیرتِ غوث کا کیا جائزہ لے شوقؔ کوئی
سانچہ سُنّت کا ہے اور روشنی قرآنی ہے



فیض سارا ہے یہ کس کا خواجۂ اجمیر کا

ہوش اُڑائے کیوں نہ جلوہ خواجۂ اجمیر کا نور حق نے نام پایا خواجۂ اجمیر کا

خلق پر احساں ہے کیا کیا خواجۂ اجمیر کا ہے فدائی ہر زمانہ خواجۂ اجمیر کا

دیکھنے والا ہی جانے خواجگی کی عظمتیں اہلِ دنیا کو پتہ کیا خواجۂ اجمیر کا

حکمرانی ہر جگہ ہے خواجۂ اجمیر کی ہند ہے دار الخلافہ خواجۂ اجمیر کا

کتنی صدیوں سے ہے جینے کا سہارا آج بھی مرجعِ خلق آستانہ خواجۂ اجمیر کا

روشنی اسلام کی پھیلی جو ہندوستان میں فیض سارا ہے یہ کس کا خواجۂ اجمیر کا

خواجگی کے فیض سے محروم کوئی بھی نہیں مل رہا ہے سب کو صدقہ خواجۂ اجمیر کا

رحمتِ حق کی نظر رہتی ہے اُس پر ہر جگہ پاک دامن جس نے تھاما خواجۂ اجمیر کا

زندگی کے حوصلے رہ جاتے ہیں تھک کر جہاں کام آتا ہے وسیلہ خواجۂ اجمیر کا

کیا سمجھ کر گردشِ دوراں ڈراتی ہے مجھے ہے سلامت سر پہ سایہ خواجۂ اجمیر کا

پوچھنے والا غریبوں کا نہیں کوئی تو کیا ہے غریبوں کو سہارا خواجۂ اجمیر کا

اک جھلک بھی دیکھ لے کوئی تو کھو بیٹھے حواس مصطفائی ہے سراپا خواجۂ اجمیر کا

یہ مقدر صرف داغِ دہلوی کا شوق تھا

شاعرِ دربار ہونا خواجۂ اجمیر کا

بادشاہی ترے در کے فُقرا دیتے ہیں

اس ادا سے وہ کرم اپنا دکھا دیتے ہیں
یہ پتہ تک نہیں چلتا کسے کیا دیتے ہیں

نگہِ لطف سے جس دل کو جلا دیتے ہیں
اس سے دنیا کے حجابات اُٹھا دیتے ہیں

الفتِ خواجہ میں خود کو جو مٹا دیتے ہیں
میرے خواجہ اُنھیں کیا کیا نہ بنا دیتے ہیں

جس کسی کو بھی وہ قدموں میں جگہ دیتے ہیں
اپنا غم دے کے ہر اک غم سے چُھڑا دیتے ہیں

ایسی عظمت ترے روضے کو خدا نے دی ہے
بادشاہی ترے در کے فُقرا دیتے ہیں

بدعقیدہ کو یہاں کچھ نہیں ملنے والا
تجھکو خواجہ سے عقیدت ہے تو آ دیتے ہیں

دین پر آتی ہے جب بندہ نوازی ان کی
بے طلب بھی وہ توقّع سے سِوا دیتے ہیں

غم کی شدت میں زباں جب نہیں کُھلنے پاتی
بے زباں اشک بھی آقا کو صدا دیتے ہیں

غُرَبا پروری ایسی ہے مرے خواجہ کی
اب بھی خواجہ کی دہائی غُرَبا دیتے ہیں

کیا بُجھیں گے تری یادوں کے چراغ آندھی سے
یہ چراغ ایسے ہیں آندھی کو بُجھا دیتے ہیں

تاجدارانِ زمانہ جو نہیں دے سکتے
ایسی دولت ترے روضے کے گدا دیتے ہیں

شوقؔ مجھ پر کرم ایسا ہے مرے خواجہ کا
جو بھی دیتے ہیں مجھے سب سے جدا دیتے ہیں

(طرحی مشاعرہ چھ سو ۶۰۰ سالہ سرکارؒ گلبرگہ)



بندے ہیں سب تُو ایک ہی بندہ نواز ہے

گلبرگہ جب سے ان کی قدم گاہِ ناز ہے
یہ سرزمین صدیوں سے تاریخ ساز ہے

پیراہنِ بشر میں خدا کارساز ہے
بندے ہیں سب تو ایک ہی بندہ نواز ہے

کیا رتبہ آپ کا شہِ گیسودراز ہے
جو آپ کا مرید ہے وہ عشق باز ہے

خواجہ تمہاری خواجگی کیا دل نواز ہے
دامن تمھارے سامنے سب کا دراز ہے

اُتنا ہی اس کو فیض ہے بندہ نواز سے
جتنی جسے عقیدتِ بندہ نواز ہے

جو بے خبر ہے اس کی زباں ہے کُھلی ہوئی
وہ بولتا نہیں ہے جو آگاہِ راز ہے

ہو جائے بے خودی میں جو اُس پائے ناز پر
وہ ایک سجدہ حاصلِ عُمرِ دراز ہے

دنیا کو چاہے ناز کسی پر بھی ہو مگر
ہم کو تمھارے در کی گدائی پہ ناز ہے

اُتنی تو عمر مانگنے والوں کی بھی نہیں
اُن کی عطا کا سلسلہ جتنا دراز ہے

ملتی نہیں ہے شوقؔ یہ دولت ہر ایک کو
سب سے بڑا کرم دل و جاں کا گداز ہے



(طرحی مشاعرہ چھ سو ۶۰۰ سالہ سرکار گلبرگہ)

اُن کی نظر ہے جس پہ وہی سر بلند ہے

طوفان درد و غم کا اگرچہ دوچند ہے دل فیضِ خواجگی سے مگر بَہرہ مند ہے

ہر دل تمھارے فیض کا احسان مند ہے جس کا ہے جتنا حوصلہ اُتنی گزند ہے

شیرازۂ حیات ہے بکھرا ہوا تو کیا چشمِ کرم حضور کی شیرازہ بند ہے

جب چاہے کھینچتے ہیں غلاموں کو اپنے پاس اُن کی نگاہِ لطف دلوں کی کمند ہے

اشکوں کے ہوں چراغ کہ زخموں کے پھول ہوں وہ چیز کام کی ہے جو ان کو پسند ہے

سرمایہ غم کے ماروں کا ہوتا ہے اور کیا اک دامنِ تہی ہے دلِ دردمند ہے

دنیا کے مال و زر سے نہیں سر بلندیاں اُن کی نظر ہے جس پہ وہی سر بلند ہے

جو حق کا حال ہے وہی حق دوستوں کا حال ''گاہے برنجند اور گہے خلعت دہند'' ہے

ہم شوقؔ اُن کے سایۂ دامن میں شاد ہیں
دنیا ہمارے واسطے کیوں فکر مند ہے

(طرحی مشاعرہ درگاہ حضرت ابوالفیضؒ بیدر)



منقبت قطب دکن حضرت سیدنا بابا شرف الدین سہروردیؒ (پہاڑی شریف)

ہو جائے عنایت کی بس ایک نظر باباؒ

دربار میں آئے ہیں ہم دست نگِر باباؒ ہو جائے عنایت کی بس ایک نظر باباؒ

ہر حال میں تم کو ہے ہم سب کی خبر باباؒ کس طرح غلاموں کی ہوتی ہے بسر باباؒ

کتنوں کا سہارا ہے رحمت کا یہ در باباؒ ہوتے ہیں فدا تم پر سب شام وسحر باباؒ

ہم آپ کی چوکھٹ کے قابل تو نہیں لیکن اُمّیدِ کرم لے کر آئے ہیں مگر باباؒ

تم چاہو تو پل بھر میں تقدیر سنور جائے وہ شان تمھاری ہے وہ فیضِ نظر باباؒ

جیسے بھی ہیں جو بھی ہیں ہم آپکے خادم ہیں ہم چھوڑ کے اس در کو جائینگے کدھر باباؒ

دن رات برستے ہیں انوار خدائی کے دربار تمھارا ہے انوار کا گھر باباؒ

تقدیر کے ماروں کی جب کوئی نہیں سُنتا دیتے ہیں صدا تم کو بادیدۂ تر باباؒ

صدقہ شہِ جیلاں کا اور پیر کا کچھ دے دو

سرکارِ مدینہ کے منظورِ نظر باباؒ

آنکھ والوں کونظر آتے ہیں انوارِ قدیر

اہلِ عرفاں پر کھلے کیا کیا نہ اسرارِ قدیر
کلمے کی تحقیق ہے اک زندہ شہکارِ قدیر

رنگِ گُل، موجِ صبا، خوشبوئے گلزارِ قدیر
آشکارا کتنے پردوں سے ہیں انوارِ قدیر

بے صدا ہوتا ہی کب ہے سازِ بیدارِ قدیر
سانس کی صورت چلا کرتے ہیں اذکارِ قدیر

زندگی حالات کے کتنے ہی طوفانوں میں ہو
حوصلہ ہارا نہیں کرتے پرستارِ قدیر

ایک ایسا بھی مقام آتا ہے جذبِ عشق میں
خود بخود مطلوب بنتا ہے طلب گارِ قدیر

روشنی کو دیکھنے روشن نظر درکار ہے
آنکھ والوں کو نظر آتے ہیں انوارِ قدیر

جب سنبھلنے کی کوئی صورت نظر آتی نہیں
زندگی کو کرتے ہی بنتی ہے اقرارِ قدیر

گرد بھی آلائشِ دنیا کی دامن پر نہ تھی
اس قدر بے داغ ہے دامانِ کردارِ قدیر

اہلِ دل ہی جانتے ہیں اہلِ دل کی عظمتیں
اہلِ دنیا کیا سمجھ سکتے ہیں معیارِ قدیر

شوقؔ جب تک ہر جگہ فضل و کرم اس کا نہ ہو
غیر ممکن ہے کہ طے ہو راہِ دشوارِ قدیر

جب تک ہے سر پہ سایۂ دامن قدیر کا

تارِ نفس ہے رشتۂ دامن قدیر کا
کرتی ہے ذکر، قلب کی دھڑکن قدیر کا

کیوں ہو نظر نواز نہ گُلشن قدیر کا
ہر جلوہ ہے بہار بہ دامن قدیر کا

تھا وقف حق کی راہ میں تن من قدیر کا
میدانِ لا الٰہ ہے گھر آنگن قدیر کا

پروا ہے کس کو کشمکشِ روزگار کی
جب تک ہے سر پہ سایۂ دامن قدیر کا

بینا اگر ہو دل تو اجالوں کی کیا کمی
نقشِ قدم کہاں نہیں روشن قدیر کا

حق دوستوں سے بَیر ہے حق کی مخالفت
دشمن خود اپنا آپ ہے دشمن قدیر کا

دل کی تہوں میں دیکھ قدیری تجلّیاں
دیوار و در میں ڈھونڈھ نہ مسکن قدیر کا

تحقیقِ کلمہ کی جہاں ہوتی ہے گفتگو
کرتے ہیں لوگ ذکر خصوصاً قدیر کا

ہر رنگ میں ہے جلوۂ بے رنگ کا ظہور
کیونکر ہرا بھرا نہ ہو گُلشن قدیر کا

قدرت قدیر کی نظر آئے گی بعد میں
پہلے خلوصِ قلب سے تُو بن قدیر کا

کچھ بھی نہ ہو کے شوق جو سب کچھ ہے زندگی
ہر حال میں کرم ہے یقیناً قدیر کا